فیصلے کا پرچہ

**سندھ ہائی کورٹ سکھر بنچ کے روبرو**

CP No. D-84 of 2023

| تاریخ | جج کے دستخط کے ساتھ حکم |
|---|---|

روبرو:

**جناب جسٹس صلاح الدین پنہور، جج**

**جناب جسٹس عبدل مبین لاکھو، جج**

| | |
|---|---|
| پٹیشنر پرویز علی: | ذاتی حیثیت میں |
| امیکس کیوری: | میسرز سہیل احمد کھوسو اور محمد رضا سومرو |
| صوبہ سندھ بذریعہ: | میسرز علی رضا بلوچ، شہریار امداد اعوان اور زاہد فاروق مزاری، AAGs پرویز احمد، ایڈیشنل سیکریٹری (تعلیم) پیار علی لاکھو، ڈپٹی سیکریٹری اسکولز، ڈاکٹر فوزیہ خان، چیف ایڈوائزر، کریکولم ونگ، حکومت سندھ، پیارو خان سحران، ڈائریکٹر کریکولم اسسمنٹ اینڈ ریسرچ سندھ جامشورو، جنید سمو، چیف پروگرام منیجر، RSU، محترمہ عابدہ لودھی، اسپیشل سیکریٹری اسکولز، جاوید علی خواجہ، ڈپٹی سیکریٹری اسکولز، نصیر احمد جوگی، ایڈیشنل ڈائریکٹر، میرپورخاص مس فرزانہ ریاض، DSE (ES&HS) کراچی |
| سماعت کی تاریخ(یں): | **28.02.2023, 01.03.2023 & 14.03.2023** |
| فیصلے کی تاریخ: | **25.01.2024** |

# <u>فیصلہ</u>

**<u>صلاح الدین پنہور، جج:-</u>**

**“Education” is the Movement from Darkness to Light “Allan Bloom”**

یہ عدالت، 1973 کے آئین کے آرٹیکل 199 یا دیوانی یا اپیل کے دائرہ اختیار کا استعمال کرتے ہوئے، بارہا قانونی، بامقصد اور بامعنی غور و خوض کے نتیجے میں متعدد فیصلے دے کر اس مسئلے پر چوٹ کرتی رہی ہے جس

کے نتیجے میں دیہی اور پسماندہ لوگوں اور علاقوں پر خصوصی توجہ کے ساتھ صوبے میں تعلیم سے متعلق قانونی منظرنامہ تشکیل پایا ہے۔ یہ موجودہ فیصلہ ایک تالیف کے طور پر کھڑا ہے، جو اس عدالت کی طرف سے دیے گئے فیصلوں کے ماخذ سے اخذ کیا گیا ہے، جس میں سے ہر ایک نے تعلیم کے شعبے کی بہتری کے اہم مشن میں حصہ ڈالا ہے، خاص طور پر صوبے میں بند اسکولوں اور مجموعی طور پر تعلیم کے سنگین مسئلے کو حل کرنے میں، جس سے آخر کار آنے والی نسلوں کے لیے خوشحال مستقبل کی راہ ہموار ہوگی۔ قانونی سفر، جغرافیائی محل وقوع یا سماجی و اقتصادی حیثیت سے قطع نظر، سب کے لیے یکساں تعلیمی مواقع کے لیے ایک شاندار عزم کے ساتھ شروع ہوتا ہے۔ بینچ نے، تاریخی فیصلوں سے جذبات کی بازگشت کے ساتھ، جن پر ذیل میں بحث کی جائے گی، مسلسل اس بات کی تصدیق کی ہے کہ تعلیم شہری مراکز کے لیے مخصوص استحقاق نہیں ہے، بلکہ ایک ناقابل تنسیخ حق ہے، جسے صوبہ سندھ کے دور دراز کونوں تک بھی جانا چاہیے۔

2. اس فیصلے سے، ہم مندرجہ بالا پٹیشن کا فیصلہ کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں جس میں درخواست گزار پرویز علی خاصخیلی نے دعویٰ کیا تھا کہ SEMIS کوڈ 416030034 والے گورنمنٹ بوائز پرائمری سکول پندھی خان خاصخیلی کو متعلقہ محکمے نے ڈیٹابیس سے حذف کر دیا ہے۔ اس کے علاوہ اس سکول میں تعینات واحد ٹیچر کی بائیو میٹرک حاضری کو بغیر بتائے تبدیل کر دیا گیا ہے۔ اس لیے انہوں نے استدعا کی کہ یہ عدالت مدعاعلیہان کو ہدایت دے کہ وہ چلتے ہوئے اسکول کو بحال کریں اور وہاں تعینات اساتذہ کی بائیو میٹرک حاضری میں تصحیح کریں تاکہ بچے اپنے بنیادی حق سے محروم نہ رہیں اور ان کا مستقبل محفوظ ہو سکے۔

**<u>درخواست کی کارروائی</u>**

3. آگے بڑھنے سے پہلے، C.P.No.D-84 of 2023 میں جاری شدہ مورخہ 01-03-2023 کے آرڈر کو دوبارہ پیش کرنا ضروری ہے، لہذا اس کو یہاں دوبارہ پیش کیا جاتا ہے۔

> مورخہ 28.02.2023 کے حکم کے مطابق، چیف ایڈوائزر، کریکولم ونگ، نے استدلال کیا کہ سنگل نصاب کو اپنانے کے لیے جائزہ کمیٹی کے اجلاسوں کے بعد، انہوں نے ریاضی، انگریزی، جنرل سائنس اور کمپیوٹر سائنس کی منظوری دی ہے اور اس طرح کی سمری کو وزیر اعلیٰ سندھ نے منظور کیا ہے۔ اس کے مطابق، اس کا اطلاق تعلیمی سال 2024-2025 سے کیا جائے گا۔ چیئرمین سندھ ٹیکسٹ بک بورڈ کتابوں کی چھپائی کو یقینی بنائیں گے۔ ناکامی کی صورت میں، اس عمل کو توہین آمیز سمجھ کر توہین عدالت کی کارروائی شروع کی جائے گی۔
>
> SNE(s) کے حوالے سے یہ بات ریکارڈ پر آئی ہے کہ اساتذہ کی ہزاروں آسامیاں ابھی تک خالی پڑی ہیں۔ اسپیشل سیکرٹری (تعلیم) کے مطابق انہوں نے سیریل نمبر 1 اور 3 پر ٹیبیولر فارم جمع کروایا ہے، جو کہ پرائمری اسکول ٹیچرز اور جونیئر ایلیمنٹری اسکول ٹیچرز کا ہے اور اس سلسلے میں مؤقف اختیار کیا جاتا ہے کہ انہوں نے بیس (20) تعلقوں میں بھرتی کے لیئے اشتہار دیا ہے اور اس عمل کو ترجیحی طور پر تین ماہ کے اندر مکمل کیا جائے گا۔

کالم نمبر 2 اور 4 کے حوالے سے، اسپیشل سیکریٹری (تعلیم) نے دعویٰ کیا کہ انہوں نے تقرری کے لیئے سندھ پبلک سروس کمیشن (SPSC) کو درخواست جمع کروائی ہے۔ تاہم اس طرح کی ریکوزیشن کو باقی سیٹیں، جو کہ 2300 کے لگ بھگ ہیں شامل کرکے، اپ ڈیٹ کرنے کی ضرورت تھی۔ اس کے مطابق، اس طرح کی ریکوزیشن ایک ہفتے کے اندر اندر سندھ پبلک سروس کمیشن (SPSC) کو بھیجی جائے، جو اس بات کو یقینی بنائے گا کہ محکمہ تعلیم میں تمام تقاضے تین ماہ کے اندر اسی رو سے پورے کیئے جائیں جس رو سے اس عدالت نے 2ndAppeal No.32 of 2017 میں فیصلہ کیا ہے۔

کالم نمبر 8 اور 9 کے حوالے سے، اسپیشل سیکریٹری (تعلیم) نے دعویٰ کیا کہ فہرستوں کے زیر التواء ہونے کی وجہ سے ایسی پوسٹیں بھری نہیں جاسکیں۔ تاہم فہرست کو حتمی شکل دے دی گئی ہے اور سپریم کورٹ کے مشاہدے کے پیش نظر، کمیٹی درخواست گزاروں کو سنے گی اور اگر وہ اہل ہیں، تو انہیں جگہ دی جائے گی۔ ان کے مطابق یہ فہرست 1037 امیدواروں پر مشتمل تھی اور 1037 امیدواروں میں سے 196 امیدواروں کو اصلی قرار دے کر ان کی تقرری کی گئی، باقیوں کو جعلی قرار دیا گیا۔ اس کے مطابق Early Childhood Teacher (ECT) اور دیگر کیڈر کے اساتذہ کی آسامیاں تھرڈ پارٹی ٹیسٹنگ ایجنسی کے ذریعے گریڈ 15 تک تین ماہ کے اندر تازہ اشتہار کے ذریعے پر کی جائیں گی اور باقی تقرریاں سندھ پبلک سروس کمیشن (SPSC) کے ذریعے اسی طرح پر کی جائیں گی۔ .

مزید مذکورہ حکم کی تعمیل میں، تمام علاقوں کے ڈائریکٹرز موجود ہیں۔ انہوں نے عرض کیا کہ ہائی اور ہائیر سیکنڈری اسکولوں میں تیسرا جزو، ڈھانچہ موجود ہے۔ تاہم، اسے محکمہ تعلیم کو دوبارہ ترتیب دینا ہے۔ ڈائریکٹر (اسکولز) سکھر کے مطابق ایگرو ٹیکنیکل، ورکشاپ انسٹرکٹرز، کامرس انسٹرکٹرز، اسسٹنٹ ورکشاپ انسٹرکٹرز کی 165 آسامیاں ہیں اور یہ آسامیاں گریڈ 10 سے 17 تک ہیں۔ لاڑکانہ ریجن میں 102 آسامیاں خالی ہیں کیونکہ کل منظور شدہ آسامیاں 326 ہیں اور باقی خالی ہیں۔ کراچی ڈویژن میں کل منظور شدہ آسامیاں 117 ہیں جن میں سے 56 خالی ہیں۔ میرپورخاص ڈویژن میں کل منظور شدہ آسامیاں 179 ہیں جبکہ 49 خالی ہیں۔ شہید بینظیر آباد میں 142 آسامیاں خالی ہیں اور حیدرآباد میں 128 آسامیاں منظور شدہ ہیں۔ تاہم ان میں سے 46 پر انسٹرکٹرز کام کر رہے ہیں جبکہ باقی خالی ہیں۔

استفسار پر یہ بات ریکارڈ پر آئی ہے کہ میٹرک اور انٹرمیڈیٹ کی مارکس شیٹ کے تعلیمی ریکارڈ میں تیسرا جزو ظاہر ہونے کے باوجود یہ جزو اپنے آغاز سے ہی نصاب کے بغیر ہے۔

چیف ایڈوائزر، کریکولم ونگ، حکومت سندھ نے موقف اختیار کیا کہ یہ مسئلہ سیکریٹری (محکمہ تعلیم و خواندگی) حکومت سندھ نے اٹھایا تھا اور اس سلسلے میں انہوں نے اپنی مہارت کے حوالے سے STEVTA سے رابطہ کیا اور اس نے نصاب جمع کرایا۔ ہم نے اسی کا جائزہ لیا ہے۔ STEVTA کے پیش کردہ نصاب کے مطابق، محکمہ تعلیم میں موجودہ اسامیاں لاگو نہیں ہیں

اور وہ تقرریاں تعلیمی کورس کا حصہ نہیں ہو سکتیں جیسا کہ STEVTA نے فراہم کیا ہے۔

یہ عدالت اس تشویشناک صورتحال کا نوٹس لیتی ہے کہ جب ایک ہزار سے زیادہ اسکولوں میں ورکشاپس کے ساتھ ساتھ انسٹرکٹر بھی دستیاب ہیں لیکن جزو نصاب کے بغیر ہے لہذا وہ تعلیم کیسے فراہم کر سکتے ہیں۔

اس موقع پر، چیف ایڈوائزر، کریکولم ونگ، کا دعویٰ ہے کہ STEVTA 'انٹرنیٹ آف تھنگز' کے حوالے سے کورس فراہم کرتا ہے اور یہ پہلو ڈیجیٹل تعلیم کا احاطہ کرتا ہے، لہذا اسے تمام ہائی اور ہائر سیکنڈری اسکولوں میں منظور شدہ آسامیوں پر نئی بھرتی کے ساتھ ساتھ ورکشاپس کی جگہوں پر کمپیوٹر لیبز فراہم کرنے کے ساتھ اپنایا جاسکتا ہے۔ اس کے مطابق سیکرٹری (محکمہ تعلیم و خواندگی) ایک کمیٹی تشکیل دیں گے اور اس میں جناب محمد میمن، سابق چیئرمین، حیدرآباد بورڈ، جناب پیار علی لاکھو، ایڈیشنل سیکریٹری (محکمہ تعلیم)، ڈاکٹر فوزیہ خان، چیف ایڈوائزر کریکولم ونگ، حکومت سندھ اور پیارو خان، ڈائریکٹر کریکولم ونگ شامل ہوں گے اور وہ ضرورت پڑنے پر اپنے اراکین کو نامزد کرنے کے مجاز ہوں گے اور وہ کمیٹی دس (10) دنوں کے اندر تیسرے جزو کے حوالے سے طریقہ کار پیش کرے گی۔

بند/حذف شدہ اسکولوں کے حوالے سے معائنہ کیا گیا۔ پیراگراف 1 کو متعلقہ ہونے کی بنا پر ذیل میں دوبارہ پیش کیا جاتا ہے:-

> "ڈائریکٹر ایجوکیشن آفیسر، لاڑکانہ ریجن نے اپنی رپورٹ میں دعویٰ کیا ہے کہ 636 اسکولوں کو ناقابل عمل قرار دیا گیا ہے۔ تاہم، ان میں سے 322 اسکول قابل عمل ہیں اور انہوں نے 59 اسکول کھولے ہیں۔ اسی طرح ڈائریکٹر (پرائمری) سکھر نے 13 اعلان کردہ بند/حذف شدہ اسکولوں کی تفصیلات فراہم کیں اور عہد کیا کہ ایسے اسکولوں کو جلد از جلد کھول دیا جائے گا۔ اس کے علاوہ، ڈائریکٹر (پرائمری) حیدرآباد نے بعض دستاویزات کے ساتھ منسلک اپنے بیان میں دعویٰ کیا ہے کہ 1263 اسکولوں کو ناقابل عمل قرار دیا گیا تھا، ان میں سے 242 اسکول کھولے گئے ہیں۔ تاہم باقی 319 اسکول کھولے جائیں گے۔ ڈی ای او سانگھڑ نے اپنے بیان میں دعویٰ کیا کہ 479 سکول بند ہیں۔ تاہم انہوں نے 78 اسکول کھولے ہیں اور باقی اسکول فوری طور پر کھول دیے جائیں گے۔ ڈی ای او نوشہرو فیروز کا مؤقف ہے کہ 325 اسکول ناقابل عمل ہیں۔ تاہم انہوں نے 145 اسکول کھولے ہیں اور باقی بھی جلد کھول دیئے جائیں گے۔ اسکولوں کو کھولنے/ قابل عمل بنانے کے حوالے سے یہ تمام مشقیں دو ماہ کی مدت میں مکمل کی جائیں گی۔ تاہم SNE(s) کی دستیابی سے مشروط ناکامی کی صورت میں کوتاہی کے مرتکب افسر(ان) کے خلاف توہین عدالت کی کارروائی شروع کی جائے گی۔

درخواست گزاروں کے وکیل کا مزید دعویٰ ہے کہ انہوں نے عمارتوں اور اساتذہ کی عدم دستیابی کو محسوس کیا حالانکہ بڑی تعداد میں طلباء دستیاب تھے۔ ان حالات میں، ہمارے پاس ڈسٹرکٹ اینڈ سیشن جج(ز) کو ہدایت دینے کے سوا کوئی چارہ نہیں ہے، جو مجسٹریٹ(س) کو تعینات کریں گے اور انہیں ڈی ای اوز (پرائمری) کے ساتھ تمام بند/حذف شدہ اسکولوں کا دورہ کرنے اور ان شرائط میں رپورٹ پیش کرنے کی ہدایت کریں گے: -

(i) کیا بند اسکول آس پاس کے علاقے میں تھے اور ان اسکولوں تک آسان رسائی کی کافی سہولت موجود تھی۔

(ii) آیا اساتذہ کی عدم دستیابی کی وجہ سے اسکول بند ہیں۔

(iii) کیا بند/حذف شدہ اسکولوں کو SNE(s) کے مسائل کی وجہ سے محکمہ تعلیم کے ذریعہ بند کرنے کا جواز تھا؛

(iv) مجسٹریٹ(س) ڈائریکٹرز (تعلیم)، TEO کو ایسی مشق کرنے کے لیے بلانے کے مجاز ہوں گے۔

یہ بتانے کی ضرورت نہیں کہ یہ مشق دس (10) دنوں کے اندر مکمل کی جائے گی اور اس کے مطابق ایڈیشنل رجسٹرار کے ذریعے اس عدالت میں رپورٹ پیش کی جائے گی۔ یہ بات قابل ذکر ہے کہ فاضل مجسٹریٹ اساتذہ کا احترام کریں گے اور یہ مشق تدریسی پیشے کے وقار کو برقرار رکھتے ہوئے مکمل کی جائے گی۔ اس عدالت کا فاضل اے آر تعمیل کو یقینی بنائے گا۔

مورخہ 14.03.2023 صبح 09:30 بجے ڈائریکٹر جنرل مانیٹرنگ اینڈ ایویلیوایشن، ایجوکیشن اینڈ لٹریسی ڈیپارٹمنٹ، حکومت سندھ، حاضر ہوں؛ تب تک کے لیئے سماعت ملتوی کی جاتی ہے۔

4. 01.03.2023 کے مندرجہ بالا حکم سے پہلے، 02.02.2023 کو، فاضل اے اے جی نے ڈی ای او (پرائمری) نوشہرو فیروز کے تبصرے درج کیئے، جن میں یہ دعویٰ کیا گیا کہ مذکورہ پرائمری اسکول ٹیچر GBPS پندھی خان خاصخیلی میں مسلسل کام کر رہا ہے؛ تاہم بائیو میٹرک سسٹم میں خرابی کی وجہ سے اس کی پوسٹنگ دوسرے اسکول میں دکھ رہی ہے اور اس حوالے سے انہوں نے اس کی اصلاح کے لیے متعلقہ محکمے سے رجوع کیا ہے۔ معاملہ 09.02.2023 تک ملتوی کر دیا گیا، ڈائریکٹر (اسکول) نواب شاہ اور سکھر ریجن کو ہدایت کی گئی کہ وہ اپنے علاقوں میں حذف شدہ/گمشدہ/بند اسکولوں کی فہرست جمع کرائیں۔ اسی مناسبت سے ڈی ای او نوشہرو فیروز پیش ہوئے اور تعمیل رپورٹ پیش کی جس میں بتایا گیا کہ متعلقہ ٹیچر کا بائیو میٹرک درست کر دیا گیا ہے۔ مذکورہ حکم کی تعمیل میں مزید، ڈی ای اوز (سکھر اور شہید بینظیر آباد) نے عرض کیا کہ اساتذہ کی عدم دستیابی کی وجہ سے، اسکول حذف شدہ/غائب/بند اسکولوں کے زمرے میں آتے ہیں اور اس سلسلے میں چارٹ جمع کرائے ہیں۔ ذیل میں اس طرح کے چارٹس کو دوبارہ پیش کرنا موزوں ہوگا:-

**"ڈائریکٹوریٹ آف سکول ایجوکیشن (پرائمری) شہید بینظیر آباد**

| سیریل نمبر | ڈویژن | ضلع | قابل عمل اسکولوں کی کل تعداد | اسکولوں کی کل تعداد جن کو کمیٹی نے دوبارہ کھولنے کا فیصلہ کیا۔ | باقی رہ جانے والے اسکول (5-4) | ریمارکس |
|---|---|---|---|---|---|---|
| 1 | شہید بینظیر آباد | نوشہرو فیروز | 325 | 145 | 176 | |
| 2 | شہید بینظیر آباد | ایس بی اے | 168 | 16 | 152 | |
| 3 | شہید بینظیر آباد | سانگھڑ | 499 | 204 | 295 | |
| کل | | | 992 | 365 | 623 | |

**غیر قابل عمل اسکولوں کی پیشرفت رپورٹ کا ضلع وار خلاصہ**

**سکھر ریجن کے حذف شدہ/لاپتہ/بند اسکولوں کی فہرست**

| نمبر | ضلعے کا نام | حذف شدہ/ غائب/ بند شدہ سکولوں کی تعدا |
|---|---|---|
| 01 | سکھر | 13 |
| 02 | خیرپور | 112 |
| 03 | گھوٹکی | 94 |
| کل | | 219 |

5. مزید یہ کہ ریکارڈ پر آیا کہ اساتذہ کی عدم دستیابی، عمارتوں کی عدم دستیابی اور/یا طلباء کی عدم دستیابی کی وجہ سے، زیر بحث اسکول سمیت، پورے سندھ کے اسکولوں کو حذف شدہ/ گمشدہ/ بند اسکولوں کے زمرے میں شامل قرار دیا گیا ہے۔ زیر بحث اسکول کو ایک ہی کوڈ والے باقی اسکولوں کے بائیو میٹرک سسٹم میں غلطی کی وجہ سے، حذف شدہ زمرے میں دکھایا گیا تھا، لہذا ہم نے حذف شدہ/غائب/بند اسکولوں کی پالیسی کا جائزہ لینے کے لیئے نوٹس لینا مناسب سمجھا۔ اس کے مطابق، اس عدالت نے مورخہ 01.03.2023 کے حکم کے ذریعے، ڈسٹرکٹ اینڈ سیشن ججوں کو ہدایت کی کہ وہ ڈی ای او (پرائمری) کے ساتھ تمام بند/لاپتہ/حذف شدہ اسکولوں کا دورہ کرنے اور درج ذیل شرائط میں رپورٹ پیش کرنے کی ہدایت کے ساتھ ڈپٹی مجسٹریٹس کو ہدایت دیں۔

i آیا بند اسکول آس پاس کے علاقے میں تھے اور ان اسکول تک آسانی سے رسائی کی کافی سہولت موجود تھی۔

ii کیا اسکول اساتذہ کی عدم دستیابی کی وجہ سے بند ہیں؟

iii آیا بند/حذف شدہ اسکولوں کو SNE(s) کے مسائل کی وجہ سے محکمہ تعلیم کے ذریعہ بند کرنے کا جواز تھا؛

iv مجسٹریٹ(س) ڈائریکٹرز (تعلیم)، TEO کو ایسی مشق کرنے کے لیئے بلانے کے مجاز ہوں گے۔

6. فاضل ڈسٹرکٹ اینڈ سیشن ججوں نے متعلقہ مجسٹریٹس کے ذریعے اسکولوں کا دورہ کیا اور بند اسکولوں کا دورہ کرنے کے بعد مقررہ پروفارمے پر اپنی تعمیل کی رپورٹیں پیش کیں۔ تعمیل کی رپورٹوں کے متعلقہ پیراگرافس، جو مجسٹریٹس کی طرف سے جمع کرائی گئی وزٹ رپورٹس پر مبنی ہیں، ذیل میں دوبارہ پیش کیئے گئے ہیں: -

## ضلع کشمور @ کندھ کوٹ

| | |
|---|---|
| **تعلقہ کندھ کوٹ** | رپورٹ کے کالم نمبر 11 میں بتائی گئی وجوہات کی بنا پر تمام 36 پرائمری اسکول بند/حذف کر دیئے گئے۔ متعلقہ تعلقہ ایجوکیشن آفیسر (پرائمری) کی جانب سے رپورٹ جمع کرانے کے بعد، زیر دستخطی نے ڈسٹرکٹ ایجوکیشن آفیسر (پرائمری)، تعلقہ کندھ کوٹ کے ساتھ مذکورہ بالا اسکولوں کا دورہ کیا اور دیکھا کہ مذکورہ بالا تمام اسکول بند/حذف کردیئے گئے تھے اور تمام اسکول مندرجہ بالا درج کردہ زمروں میں آتے ہیں یعنی قریب کے اسکول آس پاس تھے اور ان تک آسانی سے رسائی کی کافی سہولت موجود تھی، اسکول اساتذہ کی عدم دستیابی کی وجہ سے بند ہیں اور بند/حذف کیئے گئے اسکولوں کو محکمہ تعلیم کی طرف سے SNEs کی وجہ سے بند کرنے کا جواز پیش کیا گیا تھا۔ |
| **تعلقہ کشمور** | اس رپورٹ میں 71 اسکولوں کو اساتذہ کی عدم دستیابی کی وجہ سے بند دکھایا گیا ہے جبکہ 24 اسکولوں کو ختم کرنے کا فیصلہ کمیٹی کی طرف سے دکھایا گیا ہے۔ |
| **تعلقہ تنگوانی** | یہ رپورٹ 28 بند/حذف شدہ اسکولوں کو ظاہر کرتی ہے۔ رپورٹ کے مطابق تمام اسکول اوپر دی گئی کیٹیگریز کے ذمرے میں تھے یعنی بند کیئے گئے اسکول آس پاس تھے اور اسکولوں تک آسانی سے رسائی کی کافی سہولت موجود تھی، اساتذہ کی عدم دستیابی کی وجہ سے اسکول بند ہیں اور بند/حذف کیئے گئے اسکولوں کو محکمہ تعلیم کی طرف سے SNEs کی وجہ سے بند کرنے کا جواز پیش کیا گیا تھا۔ |

## ضلع جامشورو

| | |
|---|---|
| **تعلقہ کوٹڑی** | اس تعلقے میں 9 اسکول اساتذہ کی عدم دستیابی کی وجہ سے بند دکھائے گئے ہیں لیکن SNE کا کوئی مسئلہ نہیں ہے۔ |
| **تعلقہ سہون** | اس رپورٹ میں 35 اسکولوں کو اسکولوں کے کام کرنے کے لیئے عمارت اور دیگر سہولیات کی دستیابی کے باوجود اساتذہ کی عدم دستیابی کی وجہ سے بند/حذف دکھایا گیا ہے۔ |
| **تعلقہ تھانہ بلا خان** | اس رپورٹ میں بتایا گیا ہے کہ 57 اسکول قابل عمل ہیں لیکن اساتذہ کی |

| | |
|---|---|
| | کمی کی وجہ سے بند ہیں، تاہم 8 اسکول خراب ہونے، عدم دستیابی اور بدترین حالت کی وجہ سے بند ہیں۔ اس سے مزید پتہ چلتا ہے کہ اس کے باوجود کہ SNE دستیاب ہے، اسکول فعال نہیں ہیں۔ |
| **جامشورو** | 08 اسکول SNE کے جاری ہونے کی وجہ سے بند پائے گئے۔ |

## ضلع جیکب آباد

| | |
|---|---|
| **تعلقہ جیکب آباد** | رپورٹ میں 43 اسکولوں کو غیر فعال/عارضی طور پر بند دکھایا گیا ہے اور اسکول بند کرنے کی وجوہات میں اساتذہ کی عدم دستیابی، عمارتوں کی عدم دستیابی اور عمارتوں کی تباہی بتائی گئی ہے۔ |
| **تعلقہ ٹھل** | **رپورٹ میں اساتذہ کی عدم تعیناتی، عمارتوں کی عدم دستیابی کی وجہ سے 62 غیر فعال/عارضی طور پر بند اسکول دکھائے گئے ہیں۔** |
| **تعلقہ گڑھی خیرو** | رپورٹ میں بتایا گیا ہے کہ 49 اسکولوں کا دورہ کیا گیا ہے جن میں سے 8 اسکول دوبارہ کھولے گئے ہیں لیکن انہیں فعال نہیں کیا گیا۔ تاہم اسکول بند ہونے کی وجوہات اسکول کا ڈیلیٹ ہونا اور اساتذہ کی عدم دستیابی ہے۔ |

## ضلع ٹنڈو محمد خان

| | |
|---|---|
| **تعلقہ ٹنڈو محمد خان** | 12 اسکولوں کو انضمام، عمارت کی عدم دستیابی، گاؤں میں کوئی آبادی نہ ہونے اور ایک اسکول بوگس پائے جانے کی وجہ سے بند/حذف دکھایا گیا ہے۔ جبکہ چار اسکول ٹیچر کی ریٹائرمنٹ اور پوسٹنگ نہ ہونے کی وجہ سے بند پائے گئے۔ |
| **تعلقہ بلڑی شاہ کریم** | رپورٹ سے پتہ چلتا ہے کہ 69 اسکول بند ہیں اور 55 کو حذف کردیا گیا ہے۔ جبکہ 12 گرلز پرائمری اسکول بند ہیں اور 06 گرلز پرائمری اسکولوں کو حذف کر دیا گیا ہے۔ مزید اسکولوں کو بند / حذف کرنے کی وجہ اساتذہ کی عدم تعیناتی ہے۔ |

## ضلع دادو

| | |
|---|---|
| **تعلقہ دادو** | 16 اسکولوں کا دورہ کیا گیا جن میں سے 08 اسکولوں کو دوبارہ کھول دیا |

| | |
|---|---|
| | گیا ہے جبکہ 08 اسکولوں کو طلباء کے داخلے کے باوجود عمارت اور اساتذہ کی عدم دستیابی کے باعث بند دکھایا گیا ہے۔ |
| **تعلقہ مہر** | رپورٹ میں تین بغیر چھت کے اسکول، ایک خستہ حال، چھ اساتذہ کی عدم دستیابی کی وجہ سے بند ہیں اور 21 کو حذف کردیا گیا ہے۔ |
| **تعلقہ خیرپور ناتھن شاہ** | رپورٹ میں بتایا گیا ہے کہ 10 گرلز پرائمری اسکول عمارت کی عدم دستیابی اور ٹیچر کی عدم تعیناتی کی وجہ سے بند ہیں۔ تاہم 15 بوائز پرائمری اسکول عمارت کی عدم دستیابی اور اساتذہ کی عدم دستیابی کے باعث بند ہیں۔ |
| **تعلقہ جوہی** | آبادی نہ ہونے اور حذف ہونے کو چھ اسکولوں کو بند کرنے کی وجوہات کے طور پر بتایا گیا ہے۔ |

## ضلع عمر کوٹ

| | |
|---|---|
| **تعلقہ عمر کوٹ** | 67 بوائز پرائمری اسکول اساتذہ کی عدم دستیابی کی وجہ سے بند دکھائے گئے ہیں جن میں سے 12 اسکول ناقابل عمل ہیں، تاہم 58 گرلز پرائمری اسکول اساتذہ کی عدم تعیناتی کی وجہ سے بند/ ڈیلیٹ کیئے گئے ہیں اور اسکولوں کو حذف کردیا گیا ہے۔ |
| **تعلقہ سمارو** | اس تعلقے میں رپورٹ کے مطابق 36 لڑکوں اور 36 لڑکیوں کے پرائمری اسکول اساتذہ کی عدم دستیابی کی وجہ سے بند ہیں جبکہ 28 اسکولوں کو حذف کر دیا گیا ہے۔ |
| **تعلقہ پتھورو** | رپورٹ میں 66 بوائز اور 24 گرلز پرائمری اسکول اساتذہ کی عدم دستیابی کی وجہ سے بند ہیں جبکہ 69 بوائز اور 39 گرلز پرائمری اسکولوں کو حذف کر دیا گیا ہے۔ |
| **تعلقہ کنری** | اس تعلقے میں 17 اسکول SEMIS کوڈ جاری نہ ہونے کی وجہ سے بند ہیں۔ |

## ضلع شہید بینظیرآباد

| | |
|---|---|
| **تعلقہ سکرنڈ** | SNE نہ ہونے اور اساتذہ کی عدم دستیابی کی وجہ سے آٹھ اسکولوں کو بند دکھایا گیا ہے۔ |
| **تعلقہ نوابشاہ** | اساتذہ کی تعیناتی نہ ہونے کی وجہ سے aسکول بند دکھائے گئے ہیں۔ |

| | |
|---|---|
| **تعلقہ دوڑ** | عمارت کی عدم دستیابی اور اساتذہ کی عدم دستیابی کی وجہ سے 26 اسکولوں کو بند دکھایا گیا ہے۔ |
| **تعلقہ قاضی احمد** | اساتذہ کی عدم دستیابی، اسکولوں کے انضمام کی وجہ سے 30 اسکولوں کا دورہ کیا گیا اور بند دکھایا گیا ہے۔ |

## ضلع مٹھی

| | |
|---|---|
| **تالکا ڈپلو** | اس تعلقے میں دورے کے دوران 19 اسکول نہیں ملے جبکہ 25 اسکول اساتذہ کی عدم دستیابی اور بائیو میٹرک مسائل کی وجہ سے بند پائے گئے اور دو اسکول نہیں ملے۔ |
| **تعلقہ کالوئی** | رپورٹ میں 15 اسکولوں کو حذف شدہ، ناقابل عمل اور عمارتوں کی عدم دستیابی ظاہر کی گئی ہے۔ 7 بوائز اور 3 گرلز پرائمری اسکول جن میں سے دو اسکولوں کا ریکارڈ نہیں ملا اور عمارت اور اساتذہ کی عدم دستیابی کی وجہ سے ریکارڈ نہ ملنے پر 2 اسکولوں کو حذف کر دیا گیا ہے۔ تاہم 24 گرلز پرائمری اسکول اساتذہ کی عدم دستیابی کے باعث بند ہونا ظاہر کیا گیا ہے۔ |
| **تعلقہ مٹھی** | رپورٹ میں 16 اسکولوں کو اس بنیاد پر بند دکھایا گیا ہے کہ علاقے میں اسکول کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ |
| **تعلقہ اسلام کوٹ** | اساتذہ کی عدم دستیابی کے باعث 70 اسکول بند دکھائے گئے ہیں۔ |

## ضلع ٹھٹھہ

| | |
|---|---|
| **ٹھٹھہ** | رپورٹ میں 171 اسکولوں کو اسکولوں کی عدم دستیابی، اساتذہ کی عدم دستیابی، عمارت کی عدم دستیابی، طلبہ کی عدم دستیابی، عمارت نہ ملنے اور اسکولوں کے ناقابل عمل ہونے کی وجہ سے بند دکھایا گیا ہے۔ عمارت نہ ہونے، خطرناک عمارت اور اساتذہ کی عدم تعیناتی کے باعث مزید 22 اسکول بند دکھائے گئے ہیں۔ |
| **میرپور ساکرو @ گھارو** | 11+79 اسکولوں کو اساتذہ کی عدم دستیابی، عمارت کو نقصان پہنچنے، باوجود اسکولوں کے کام کرنے کے لیے عمارت اور دیگر سہولیات کی دستیابی کے، بند/حذف شدہ دکھایا گیا ہے۔ |
| **کیٹی بندر** | 51 اسکولوں کو عمارت، |

| | |
|---|---|
| | انفراسٹرکچر کی عدم دستیابی، اساتذہ کی عدم تعیناتی اور اسکولوں کے انضمام کی وجہ سے بند دکھایا گیا ہے۔ |
| **کینجھر جھیل** | 22 اسکولوں کو عمارت، انفراسٹرکچر کی عدم دستیابی، اساتذہ کی عدم تعیناتی اور اسکولوں کو ضم کرنے کی وجہ سے بند دکھایا گیا ہے۔ |

## ضلع حیدرآباد

| | |
|---|---|
| **حیدرآباد** | رپورٹ کے مطابق 28 گرلز اور 81 بوائز پرائمری اسکول SNE کی وجہ سے بند ہیں۔ |

## ٹنڈو محمد خان

| | |
|---|---|
| **ٹنڈو محمد خان** | رپورٹ سے پتہ چلتا ہے کہ 16 بوائز اور گرلز پرائمری اسکول اساتذہ کی تعیناتی نہ کرنے، اسکول کے انضمام اور بوگس اسکول کی وجہ سے حذف/بند ہیں۔ |
| **بلڑی شاہ کریم** | رپورٹ میں بتایا گیا ہے کہ بالترتیب 69 اور 55 اسکول بند اور حذف کیئے گئے ہیں۔ اس سے مزید پتہ چلتا ہے کہ 12 اور 6 لڑکیوں کے پرائمری اسکول آبادی کی عدم موجودگی، گاؤں کی عدم موجودگی اور اساتذہ کی عدم دستیابی کی وجہ سے بند اور حذف کردیئے گئے ہیں۔ |
| **ٹنڈو غلام حیدر** | رپورٹ کے مطابق بالترتیب 45 اور 31 بوائز پرائمری اسکول بند اور حذف کیئے گئے ہیں جبکہ 15 اور 05 گرلز پرائمری اسکول آبادی کی عدم دستیابی، گاؤں کی عدم موجودگی اور اساتذہ کی عدم دستیابی کی وجہ سے بالترتیب بند اور حذف کیئے گئے ہیں۔ |

## ضلع ٹنڈو الہ یار

| | |
|---|---|
| **تعلقہ جھنڈو ماڑی** | رپورٹ میں 9 اسکولوں کو اساتذہ اور عمارت کی عدم دستیابی سمیت مختلف وجوہات کی بنا پر بند/حذف دکھایا گیا ہے۔ |
| **تعلقہ ٹنڈو الہ یار** | رپورٹ سے پتہ چلتا ہے کہ ایک اسکول کا دورہ کیا گیا اور اسکول کی عمارت دستیاب نہیں ہے۔ |
| **تعلقہ چمبڑ** | رپورٹ میں اساتذہ کی عدم دستیابی، فرنیچر، SNE، عمارت کی عدم |

| | |
|---|---|
| | دستیابی کے باعث 24 اسکول بند ہیں۔ |

## ضلع شکارپور

| | |
|---|---|
| **شکارپور** | مجسٹریٹ نے 26 اسکولوں کا دورہ کیا جن میں سے 17 میں مناسب عمارتیں نہیں اور ایک اسکول پر دیہاتیوں کا قبضہ ہے جبکہ باقی 8 اسکولوں میں اساتذہ تعینات نہیں ہیں۔ |
| **لکھی غلام شاہ** | رپورٹ کے مطابق 19 اسکولوں کا دورہ کیا گیا اور 13 اسکول اساتذہ کی تعیناتی نہ ہونے کی وجہ ناقابل عمل پائے گئے۔ |
| **خانپور** | 40 اسکولوں کا دورہ کیا گیا جن میں سے 17 عمارتیں مناسب نہیں، کچے کے علاقے میں پائے گئے اور اساتذہ کی عدم تعیناتی کی وجہ سے بند پڑے ہیں۔ ایک اسکول ایک دیہاتی کے قبضے میں ہے۔ |
| **گڑھی یاسین** | 21 اسکولوں کا دورہ کیا گیا اور 13 SNE کو حذف کرنے اور اساتذہ کی تعیناتی نہ ہونے کی وجہ سے بند پائے گئے۔ |
| | اس ضلعے میں تمام 115 اسکولوں کا دورہ کیا گیا جن میں سے 77 بند پائے گئے۔ |

## ضلع لاڑکانہ

| | |
|---|---|
| **تعلقہ لاڑکانہ** | دو مردانہ اور چار زنانہ اسکولوں کا دورہ کیا گیا اور انہیں بند پایا گیا، جن میں سے پانچ اساتذہ کی تعیناتی نہ ہونے کی وجہ سے بند پائے گئے۔ |
| **تعلقہ بکرانی** | 11 اسکولوں کا دورہ کیا گیا اور اساتذہ کی عدم دستیابی کے باعث بند پائے گئے۔ |
| **تعلقہ ڈوکری** | اساتذہ کی پوسٹنگ نہ ہونے کی وجہ سے ایک اسکول بند پایا گیا۔ |
| **تعلقہ رتوڈیرو** | 11 اسکولوں کا دورہ کیا گیا اور عمارت کی عدم دستیابی، ایک عمارت پر گاؤں والوں کے قبضے اور اساتذہ کی عدم تعیناتی کی وجہ سے بند پائے گئے۔ |

## ضلع مٹیاری

| | |
|---|---|
| **تعلقہ مٹیاری** | رپورٹ میں 68 اسکولوں کو اساتذہ کی عدم دستیابی اور اسکولوں کو حذف کرنے کی وجہ سے بند دکھایا گیا ہے۔ |

| | |
|---|---|
| **تعلقہ ہالہ** | 16 اسکولوں کا دورہ کیا گیا جن میں سے 03 کو حذف کر دیا گیا اور باقی 13 عمارتوں، فرنیچر اور اساتذہ کی عدم تعیناتی کے باعث بند پائے گئے۔ |
| **تعلقہ سعید آباد** | رپورٹ میں بتایا گیا ہے کہ 37 اسکولوں کی عدم دستیابی کی وجہ سے بند کر دیا گیا ہے۔ |

## ضلع گھوٹکی

| | |
|---|---|
| **تعلقہ گھوٹکی** | 19 اسکولوں کا دورہ کیا گیا اور اساتذہ کی عدم دستیابی کی وجہ سے بند پائے گئے جبکہ کچھ اسکول ناقابل عمل ہیں۔ |
| **تعلقہ میرپور ماتھیلو** | رپورٹ کے مطابق اساتذہ کی عدم دستیابی کے باعث 21 اسکولوں کو حذف کیا گیا جبکہ 26 اسکول آبادی کی وجہ سے بند پائے گئے۔ |
| **تعلقہ ڈہرکی** | 72 اسکولوں کو حذف کر دیا گیا ہے۔ |
| **تعلقہ اوباڑو** | 44 اسکولوں کا دورہ کیا گیا اور عمارت کے مسائل اور اساتذہ کی عدم تعیناتی کی وجہ سے بند پائے گئے۔ |

## ضلع نوشہرو فیروز

| | |
|---|---|
| **تعلقہ نوشہرو فیروز** | رپورٹ کے مطابق 43 اسکولوں کا دورہ کیا گیا اور اساتذہ کی عدم تعیناتی اور اسکول کی عمارت پر قبضے کی وجہ سے بند پائے گئے۔ |
| **تعلقہ مورو** | 31 اسکولوں کا دورہ کیا اور اساتذہ کی عدم دستیابی کے باعث بند پائے گئے۔ |
| **تعلقہ بھیریا سٹی** | عمارت کے مسائل اور اساتذہ کی عدم دستیابی کے باعث 18 اسکول بند پائے گئے۔ |
| **تعلقہ کنڈیارو** | 69 اسکولوں کا دورہ کیا گیا اور اساتذہ کی عدم دستیابی اور عمارت کے مسائل کی وجہ سے بند پائے گئے۔ |

## ضلع قمبر شہداد کوٹ

| | |
|---|---|
| **تعلقہ قمبر** | رپورٹ کے مطابق 22 اسکول بلڈنگ ایشو اور ٹیچرز کی عدم تعیناتی کی وجہ سے بند ہیں جبکہ 22 اسکول SNE کی منظوری نہ ہونے، بلڈنگ اور اساتذہ نہ ہونے کی وجہ سے بند ہیں۔ |
| **تعلقہ شہداد کوٹ** | دورے کے دوران 14 اسکول اساتذہ کی عدم تعیناتی اور عمارت کے |

| | |
|---|---|
| | مسائل کی وجہ سے بند پائے گئے۔ |
| **تعلقہ قبو سعید خان** | رپورٹ سے پتہ چلتا ہے کہ 50 اسکول اساتذہ کی عدم دستیابی اور عمارت کے مسائل کی وجہ سے بند پائے گئے۔ |
| **تعلقہ نصیر آباد** | 28 اسکول اساتذہ کی عدم تعیناتی اور بلڈنگ ایشو کی وجہ سے بند پائے گئے اور کسی SNE کی منظوری نہیں ہے۔ |
| **تعلقہ واڑہ** | 49 اسکول اساتذہ کی عدم تعیناتی اور بلڈنگ ایشو کے باعث بند پائے گئے۔ |

## <u>ضلع سانگھڑ</u>

| | |
|---|---|
| **تعلقہ سانگھڑ** | رپورٹ میں 32 اسکولوں کو اساتذہ کی عدم دستیابی کی وجہ سے بند/حذف دکھایا گیا ہے۔ تاہم، عمارت کی عدم دستیابی کی وجہ سے 40 اسکولوں کو حذف یا بند کر دیا گیا تھا۔ |
| **تعلقہ جھول** | رپورٹ سے پتہ چلتا ہے کہ 90 اسکولوں کا دورہ کیا گیا، ان میں سے زیادہ تر غیر قابل عمل اور کچھ بند ہیں، کچھ میں ڈوئل سیمی کوڈ اور اساتذہ اور عمارت کی عدم دستیابی ہے۔ |
| **تعلقہ شہداد پور** | 13 اسکول اساتذہ اور بلڈنگ کی عدم دستیابی کے باعث بند پائے گئے۔ |
| **تعلقہ ٹنڈو آدم** | 17 اسکول اساتذہ اور عمارت کی عدم دستیابی کے باعث بند پائے گئے۔ |
| **تعلقہ کھپرو** | 219 اسکول اساتذہ کی عدم دستیابی اور حذف ہونے کی وجہ سے بند پائے گئے۔ |
| **تعلقہ جام نواز علی** | دورے کے دوران اساتذہ کی کمی اور عمارت کے مسئلے کی وجہ سے 27 اسکول بند اور 38 کو حذف کر دیا گیا۔ |

7. رپورٹس مزید بتاتی ہیں کہ اساتذہ کی عدم تعیناتی کی وجہ سے بڑی تعداد میں اسکول بند ہیں۔ ہم اسکولوں کی بندش کی اس وجہ کو سمجھنے سے قاصر ہیں کہ باوجود اس کے کہ حکومت نے ہزاروں اساتذہ کی تقرری کی ہے اور پھر بھی ان اسکولوں کی ضرورت کے مطابق اساتذہ کی تقرری کی ضرورت ہے۔ یہ بات سمجھ سے بالاتر ہے کہ حکومت/محکمہ تعلیم اساتذہ کی تعیناتی سے کیوں گریزاں ہے۔ رپورٹس کے مطابق کئی سالوں سے اساتذہ کی ریٹائرمنٹ، انتقال اور تبادلے اور/یا عمارتوں کی عدم دستیابی کی وجہ سے اسکولوں کی تعداد بند ہے لیکن محکمہ تعلیم نے ایک دہائی سے زائد عرصے سے مطلوبہ اساتذہ کی بھرتی نہیں کی اور ہم یہ رائے دینے پر مجبور ہیں کہ محکمہ تعلیم کو اس سنگین مسئلے کی بالکل بھی پرواہ نہیں ہے اور محکمہ تعلیم بچوں/طلبہ کو پرائمری تعلیم فراہم کرنے میں ناکامی کا

ذمہ دار ہے جو کہ اسلامی جمہوریہ پاکستان کے آئین کے تحت ان کا بنیادی حق ہے۔

8. مزید یہ کہ، تعلیم محض ایک استحقاق نہیں ہے۔ یہ ایک بنیادی اور موروثی حق ہے جو انفرادی ترقی، معاشرتی ترقی اور تہذیبوں کی ترقی کی بنیاد رکھتا ہے۔ بین الاقوامی اعلامیوں اور قومی آئینوں میں سرایت کرتے ہوئے، تعلیم کو ایک بنیادی ضمانت شدہ حق کے طور پر تسلیم کرنا اس کی ناگزیریت پر زور دیتا ہے اور من مانی، انکار یا تنسیخ سے اس کے استثنیٰ کو واضح کرتا ہے۔ اس دعوے کے مرکز میں یہ عقیدہ ہے کہ ہر فرد، سماجی و اقتصادی حیثیت، جنس، نسل یا کسی اور خصوصیت سے قطع نظر، معیاری تعلیم تک رسائی کا اندرونی حق رکھتا ہے۔ یہ اصول انسانی حقوق کے عالمی اعلامیہ میں درج ہے، جو کہ آرٹیکل 26(1) میں اعلان کرتا ہے: "ہر کسی کو تعلیم کا حق حاصل ہے۔ تعلیم مفت ہو گی، کم از کم ابتدائی اور بنیادی مراحل میں۔

9. تعلیم کا تصور ایک ناقابل تنسیخ حق کے طور پر اس کی تبدیلی کی طاقت پر مبنی ہے۔ تعلیم صرف علم کا حصول نہیں ہے۔ یہ وہ کلید ہے جو مواقع کے دروازے کھولتی ہے، افراد کو بااختیار بناتی ہے اور انہیں معاشرے میں بامعنی طور پر حصہ لینے کے قابل بناتی ہے۔ یہ لوگوں کو جدید دنیا کی پیچیدگیوں کو سر کرنے کے لیئے ضروری مہارتوں اور سمجھ بوجھ سے آراستہ کرتی ہے، تنقیدی سوچ، تخلیقی صلاحیتوں، اور باخبر فیصلہ سازی کو فروغ دیتی ہے۔ مزید برآں، تعلیم غربت اور سماجی عدم مساوات کے طوق کو توڑنے کے لیئے ایک ناگزیر ہتھیار ہے۔ معیاری تعلیم تک رسائی کو یقینی بنا کر، معاشرے نظامی تفاوت کو دور کر سکتے ہیں اور ایک برابری کا میدان بنا سکتے ہیں۔ افراد کو ان کے تعلیم کے حق سے محروم کرنا غربت کے دور کو جاری رکھتا ہے اور برادریوں اور قوموں کی اجتماعی ترقی میں رکاوٹ ہے۔ تعلیم کو ایک بنیادی ضمانت شدہ حق کے طور پر تسلیم کرنا حکومتوں اور اداروں کے لیئے وسائل مختص کرنے اور عالمی رسائی کو یقینی بنانے والی پالیسیوں کو لاگو کرنے کے لیئے ایک اخلاقی ضرورت کو قائم کرتا ہے۔ اس ذمہ داری کی بازگشت متعدد بین الاقوامی معاہدوں میں ملتی ہے، جیسا کہ پائیدار ترقی کے اہداف (SDGs)، جو واضح طور پر 2030 تک سب کے لیئے جامع اور مساوی معیاری تعلیم کا مطالبہ کرتے ہیں۔

10. یہ تصور کہ تعلیم کو چھینا نہیں جا سکتا، چیلنجوں کے مقابلہ میں اس کی لچک کو واضح کرتا ہے۔ یہاں تک کہ بحران کے وقت، چاہے قدرتی آفات، تنازعات، یا صحت عامہ کی ہنگامی صورت حال کی وجہ سے، تعلیمی مواقع کے تحفظ اور فراہم کرنے کا عزم ثابت قدم رہتا ہے۔ ایسے بحرانوں کے دوران تعلیم کے تسلسل کو برقرار رکھنے کی کوششیں اس اٹل یقین کو ظاہر کرتی ہیں کہ افراد کو ان کے تعلیم کے حق سے محروم کرنا قابل قبول سمجھوتہ نہیں ہے۔ قومی اور بین الاقوامی دونوں سطحوں پر قانونی ڈھانچہ تعلیم کے حق کی ناقابل تسخیریت کو تقویت دیتا ہے۔ بہت سے ممالک کے آئین واضح طور پر اس حق کو تسلیم کرتے ہیں اور اس کی حفاظت کرتے ہیں، اور متعدد قانونی آلات، بشمول بچوں کے حقوق کے کنونشن، اس بات کو یقینی بنانے کی اہمیت پر زور دیتے ہیں کہ ہر بچے کو بغیر کسی امتیاز کے تعلیم کا حق حاصل ہو۔

11. تعلیم کا حق کلاس روم سے باہر تک پھیلا ہوا ہے۔ اس میں تعلیم کی شکل اور مواد کو منتخب کرنے کی آزادی شامل ہے، جس سے افراد کو

سیکھنے کو آگے بڑھانے کی اجازت ملتی ہے جو ان کی اقدار، ثقافتوں اور خواہشات کے مطابق ہو۔ ایک حق کے طور پر تعلیم کی یہ جامع تفہیم تنوع کا احترام کرتی ہے اور جامع تعلیمی ماحول کو فروغ دیتی ہے جو سیکھنے والوں کی منفرد ضروریات اور پس منظر کو پورا کرتی ہے۔ اس لیے یہ بات کہی جا سکتی ہے کہ تعلیم ایک بنیادی ضمانت شدہ حق ہے جو جغرافیائی، ثقافتی اور سماجی حدود سے ماورا ہے۔ بین الاقوامی اعلامیوں اور قومی آئینوں میں جڑے ہوئے یہ حق انسانی وقار اور ترقی کا ایک لازمی سنگ بنیاد ہے۔ تعلیم کے حق کو برقرار رکھنا نہ صرف ایک قانونی اور اخلاقی ذمہ داری ہے بلکہ ایک زیادہ منصفانہ، روشن خیال اور ہم آہنگ دنیا کی تعمیر کا عزم ہے جہاں ہر فرد کی صلاحیتوں کی پرورش اور اس کا ادراک ہو۔

12. پاکستان میں تعلیمی منظر نامے کو از سر نو زندہ کرنا، خاص طور پر صوبہ سندھ میں، خاص طور پر بند یا لاپتہ اسکولوں کو حل کرنے کے لیئے، ایک کثیر جہتی اور اسٹریٹجک نقطہ نظر کی ضرورت ہے۔ سب سے اہم قدم بند یا لاپتہ اسکولوں کا مکمل جائزہ لینا ہے۔ اس میں مقامی حکام، تعلیمی ماہرین، اور کمیونٹی لیڈروں کے ساتھ تعاون کرنا شامل ہے تاکہ بندش کے پیچھے بنیادی وجوہات کی نشاندہی کی جا سکے۔ بنیادی ڈھانچے کی کمی، وسائل کی کمی اور سماجی و اقتصادی چیلنجز جیسے عوامل کا باریک بینی سے جائزہ لینا چاہیئے۔ مسائل کی نشاندہی ہوجانے کے بعد، بنیادی ڈھانچے کی ترقی کے لیئے ایک ہدفی منصوبے کو لاگو کیا جانا چاہیئے۔ اس میں موجودہ ڈھانچے کی تزئین و آرائش، نئی عمارتوں کی تعمیر، اور اس بات کو یقینی بنانا شامل ہے کہ سہولیات سیکھنے کے سازگار ماحول کے لیئے ضروری معیارات پر پورا اتریں۔ مقامی کاروباری اداروں، این جی اوز، اور سرکاری ایجنسیوں کے ساتھ تعاون ان اقدامات کے لیئے وسائل کو متحرک کرنے میں مدد کر سکتا ہے۔

13. اس کے ساتھ ساتھ قابل اساتذہ کی کمی کو پورا کرنا بھی اہم ہے۔ جامع اساتذہ کے تربیتی پروگراموں کو نافذ کرنا، مراعات کے ذریعے ہنر مند اساتذہ کو ان غیر محفوظ علاقوں کی طرف راغب کرنا، اور ریموٹ لرننگ کے لیئے ٹیکنالوجی کا فائدہ اٹھانا اس فرق کو پر کرنے میں مدد کر سکتا ہے۔ پیشہ ورانہ ترقی کے جاری مواقع فراہم کرنے کے لیئے یونیورسٹیوں اور تعلیمی اداروں کے ساتھ شراکت داری قائم کرنا بھی تدریس کے معیار کو بڑھا سکتا ہے۔ مالی رکاوٹیں اکثر اسکولوں کی بندش میں اہم کردار ادا کرتی ہیں۔ لہٰذا، معاشی مشکلات کا سامنا کرنے والے خاندانوں کے لیئے ہدف بنائے گئے مالی امداد کے پروگراموں کو نافذ کرنے سے اسکول میں حاضری کی حوصلہ افزائی ہو سکتی ہے۔ اس میں اسکالرشپ پروگرام، اسکول کی فراہمی کے لیئے سبسڈی، اور والدین پر مجموعی لاگت کے بوجھ کو کم کرنے کے اقدامات شامل ہو سکتے ہیں۔ غیر منافع بخش تنظیموں اور انسان دوست فاؤنڈیشنز کے ساتھ تعاون اس سلسلے میں حکومتی کوششوں میں اضافہ کر سکتا ہے۔

14. تعلیمی شعبے کی بحالی میں کمیونٹی کی شمولیت ایک اہم کردار ادا کرتی ہے۔ مقامی کمیونٹی کے اراکین، والدین اور اساتذہ پر مشتمل اسکول مینجمنٹ کمیٹیوں (SMCs) کا قیام کمیونٹیوں کو اپنے اسکولوں کی ملکیت لینے کے لیے بااختیار بنا سکتا ہے۔ یہ کمیٹیاں اسکول کی کارروائیوں کی نگرانی، وسائل کو متحرک کرنے اور تعلیم کے لیئے اجتماعی ذمہ داری کے احساس کو فروغ دینے میں اہم کردار ادا کر سکتی ہیں۔ تعلیم کو متاثر کرنے والے وسیع تر سماجی و اقتصادی چیلنجوں سے نمٹنے کے لیئے، ہنر مندی

کے فروغ کے پروگراموں کو نافذ کرنا تبدیلی کا باعث ہو سکتا ہے۔ طلباء کو مقامی معیشتوں سے متعلقہ عملی مہارتوں سے آراستہ کرکے، اسکول مقامی صنعتوں اور کاروباروں کو نصاب کے ایسے اجزاء ڈیزائن کرنے میں حصہ ڈال سکتے ہیں جو حقیقی دنیا کے تقاضوں کے ساتھ ہم آہنگ ہوں طلباء کی ملازمت کی صلاحیت کو بڑھاتا ہے۔

15. مزید برآں، ٹیکنالوجی کا فائدہ اٹھانا بہت ضروری ہے، خاص طور پر دور دراز یا کم سہولت والے علاقوں میں۔ ای لرننگ پلیٹ فارمز کا قیام، طلباء اور اساتذہ کو ڈیجیٹل وسائل تک رسائی فراہم کرنا، اور ٹیکنالوجی سے چلنے والے تعلیمی ماحول کو فروغ دینا جغرافیائی رکاوٹوں کو دور کر سکتا ہے۔ ٹیکنالوجی کمپنیوں اور این جی اوز کے ساتھ حکومتی شراکت داری تعلیم میں ٹکنالوجی کے انضمام کے لیئے ضروری بنیادی ڈھانچے اور معاونت کی سہولت فراہم کر سکتی ہے۔ ان اقدامات کی پائیداری کو یقینی بنانے کے لیئے ایک مضبوط نگرانی اور تشخیصی نظام کی ضرورت ہے۔ اسکول کی کارکردگی، بنیادی ڈھانچے کے معیار، اور کمیونٹی کی مصروفیت کے باقاعدگی سے جائزے لاگو کیئے گئے اقدامات کی تاثیر کے بارے میں قیمتی بصیرت فراہم کر سکتے ہیں۔

16. ڈیٹا پر مبنی یہ نقطہ نظر پالیسی سازوں کو باخبر فیصلے کرنے، وسائل کو مؤثر طریقے سے مختص کرنے اور ابھرتی ہوئی ضروریات کی بنیاد پر حکمت عملیوں کو ایڈجسٹ کرنے کے قابل بناتا ہے۔ سندھ میں بند یا لاپتہ اسکولوں کو بحال کرنے کے لیئے ایک جامع حکمت عملی کی ضرورت ہے جو بنیادی ڈھانچے، اساتذہ کے معیار، مالیاتی رکاوٹوں، کمیونٹی کی شمولیت، مہارت کی ترقی، اور ٹیکنالوجی کے انضمام کو دور کرتی ہے۔ سرکاری ایجنسیوں، مقامی کمیونٹیز، کاروباری اداروں اور غیر منافع بخش تنظیموں کے درمیان تعاون کو فروغ دے کر، ایک پائیدار اور جامع تعلیمی نظام قائم کیا جا سکتا ہے، جو خطے کی مجموعی ترقی کی بنیاد رکھتا ہے۔

17. ان اصولوں کے مطابق، عدالت نے ریاست کے آئینی فرض کا اعادہ کیا ہے کہ تعلیمی وسائل کی منصفانہ تقسیم کو یقینی بنائے۔ موجودہ کیس جیسے معاملات، تعلیم تک رسائی میں رکاوٹ بننے والی رکاوٹوں کو ختم کرنے کی اہمیت کو اجاگر کرتے ہیں، عدالت کے اس بنیادی تصور کے لیئے عزم کی توثیق کرتے ہیں کہ، تعلیم ایک بنیادی حق ہے، عیش و آرام نہیں۔ اس "عدالت" نے فیصلوں کے تسلسل میں، صوبہ سندھ میں اسکولوں کے ناکافی انفراسٹرکچر کے دیرینہ مسئلے کو حل کیا ہے، بینچ نے مستقل طور پر کہا ہے کہ ریاست ہر ایک بچے کے لیئے فعال اور محفوظ تعلیمی ماحول فراہم کرنے کے لیئے غیر مذاکراتی فرض ادا کرتی ہے۔

18. اس فقہی عمارت کی تعمیر کرتے ہوئے، عدالت اس بات پر زور دیتی ہے کہ بند اسکولوں کی بہتری کے لیئے بنیادی ڈھانچے کی ترقی کے لیئے ایک مربوط کوشش کی ضرورت ہے۔ یہاں ذیل میں زیر بحث فیصلے اور احکامات، اسکولوں کی عمارتوں کی تزئین و آرائش اور تعمیر میں سرمایہ کاری کرنے کے لیئے ریاست کی ذمہ داری کو واضح کرتے ہیں، اس بات کو یقینی بناتے ہوئے کہ بند اسکولوں کو نہ صرف دوبارہ کھولا جائے بلکہ تعلیمی فضیلت کے مراکز کے طور پر دوبارہ زندہ کیا جائے۔ تعلیمی ماحولیاتی نظام میں اساتذہ کے اہم کردار کو تسلیم کرتے ہوئے، بنچ نے عام لوگوں کے جذبات کی بازگشت کرتے ہوئے فیصلے سنائے ہیں۔

19. عدالت اس بات پر زور دیتی ہے کہ بند اسکولوں کی بہتری کے لیئے ایک جامع نقطہ نظر کی ضرورت ہے، جس میں مالی رکاوٹوں کو دور کرنا

بھی شامل ہے، اس طرح ایک ایسے تعلیمی شعبے کی راہ ہموار ہوتی ہے جو معاشی تفاوت سے بالاتر ہو۔ خلاصہ یہ کہ یہ فیصلہ سندھ میں تعلیم کے مقصد کے لیئے وقف عدالتی سفر کی ایک جامع عکاسی کے طور پر کھڑا ہے۔ فیصلوں کی کثرت سے تحریک حاصل کرتے ہوئے، بنچ نے ایک قانونی ٹیپسٹری تیار کی ہے جس میں مساوی مواقع، بنیادی ڈھانچے کی ضروریات، اساتذہ کے معیار، مالی شمولیت، ٹیکنالوجی کے انضمام، اور کمیونٹی کو بااختیار بنانے پر زور دیا گیا ہے۔ بند اسکولوں کی بہتری کے لیئے، بند دروازوں میں زندگی کا سانس بھرنے کے لیئے اور علم کے شعلے کو پھر سے روشن کرکے آنے والی نسلوں کے فائدے کے لیئے یہ عدالت تعلیم کے آئینی حق کے محافظ کے طور پر اپنے کردار کی توثیق کرتی ہے۔

20. خواہ کچھ بھی ہو، محکمہ تعلیم بچوں کو پرائمری سے لے کر اعلیٰ ثانوی تعلیم فراہم کرنے میں بری طرح ناکام رہا ہے، کیونکہ اساتذہ کی عدم دستیابی یا مذکورہ وجوہات کی وجہ سے پسماندہ علاقوں کے لگ بھگ لاکھوں بچے ایسی سہولت سے محروم ہیں، اس لیئے ہنگامی کوششوں کی ضرورت ہے۔ اس کے علاوہ لازمی تعلیم ایکٹ، 2013 ہے، جو ہر بچے کو لازمی تعلیم مفت فراہم کرتا ہے اور یہاں تک کہ والدین کو بھی مجبور کیا جا سکتا ہے کہ وہ اپنے بچوں کو ان کے نا چاہنے کے باوجود سرکاری اسکولوں میں داخل کرائیں۔ لہٰذا اس سلسلے میں پرائمری اسکولوں میں بچوں کے داخلے کے لیے جنگی بنیادوں پر سنجیدہ اور ہنگامی کوششوں کی ضرورت ہے اور سب سے پہلے والدین کو قائل کیا جائے، اگر نہیں تو قانون کے مطابق مجبور کیا جائے۔ حکومت خواندگی کے بارے میں آگاہی اور والدین کے پروگراموں کو قائل کرنے کے لیئے موثر اقدامات کرے گی۔

21. رپورٹ میں مزید انکشاف کیا گیا ہے کہ اساتذہ کی ریٹائرمنٹ کے بعد ڈیلیٹ کیئے جانے اور SNEs کی منظوری نہ دینے کی وجہ سے بڑی تعداد میں اسکول بند ہیں، اس کے باوجود وہاں طلباء موجود ہیں جنہیں تعلیم کی ضرورت ہے۔ جبکہ محکمہ تعلیم کی طرف سے SNEs کو حذف کرنے اور ان کی منظوری نہ دینے کی کوئی وجہ نہیں بتائی گئی اور یہ بچوں/طلبہ کو لازمی پرائمری تعلیم کے حصول سے محروم رکھنے کی بڑی وجہ ہے۔ چنانچہ سیکرٹری تعلیم کو سختی سے ہدایت کی جاتی ہے کہ وہ تمام اسکولوں کے SNEs کی منظوری دیں جو کہ اساتذہ کی میعاد ختم ہونے، ریٹائرمنٹ یا کسی اور وجہ سے بند ہو گئے ہیں، ان اسکولوں کو ان کے SEMIS کوڈ اور اساتذہ کی پوسٹنگ الاٹ کر کے فعال بنائیں اور اس کے مطابق رپورٹ پیش کریں۔ اس کے مطابق، محکمہ خزانہ محکمہ تعلیم کے SNEs سے متعلق تمام سمریوں کی منظوری دے گا۔ سیکرٹری خزانہ اسکولوں اور کالجوں میں تمام حذف شدہ SNEs کو بھی بحال کریں گے اور انہیں متعلقہ ڈویژنوں میں منتقل کر دیا جائے گا۔

22. رپورٹس کے مطالعے سے مزید پتہ چلتا ہے کہ اسکولوں کی ایک بڑی تعداد چھتوں کے بغیر ہے اور تباہ شدہ عمارتوں میں کام کر رہی ہے۔ محکمہ تعلیم کی طرف سے اس بات کی کوئی وضاحت نہیں کی گئی کہ یہ اسکول کیوں چھتوں کے بغیر ہیں اور تباہ شدہ/خطرناک عمارتوں میں کام کر رہے ہیں اور یہ کہ ان عمارتوں کی بحالی اور مرمت (M&R) کے تحت اربوں روپے جاری کرنے کے باوجود مرمت کیوں نہیں کی گئی۔ بہرحال، اسکولوں میں فرنیچر کے تعلیمی ماحول اور طلباء کے سیکھنے کے نتائج پر بھی اہم اثرات مرتب ہو سکتے ہیں۔ تاہم اسکولوں کو ایسی ابتدائی سہولت فراہم نہیں کی جا رہی ہے۔ مناسب فرنیچر کے بغیر، طلباء کو تکلیف کا سامنا کرنا پڑ سکتا ہے، جو ان کے ارتکاز اور مجموعی طور پر سیکھنے کے

تجربے کو متاثر کر سکتا ہے، نیز بیٹھنے کے ناکافی انتظامات اور میزوں کی کمی طلباء کے لیئے سرگرمیوں میں مشغول ہونا، نوٹس لینا، یا گروپ ورک میں مؤثر طریقے سے حصہ لینا مشکل بنا سکتے ہیں؛ اس کے علاوہ خستہ حال عمارتیں، غیرمناسب باڑ یا حفاظتی اقدامات کی عدم موجودگی سے حادثات، توڑ پھوڑ، یا احاطے تک غیر مجاز رسائی کا خطرہ بڑھ سکتا ہے۔

23. یہاں یہ بات قابل ذکر ہے کہ سال 2014 میں، عدالت عظمیٰ نے (SCMR 396 2014) کے طور پر رپورٹ کیئے گئے اسکول(وں) کی ابتر حالت کے معاملے میں ضلعی ججوں کو اسکولوں کا دورہ کرنے کی واضح ہدایت دی تھی۔ اسی راستے پر چلتے ہوئے، اس عدالت نے پبلک سیکٹر کے اسکولوں/کالجوں کو بہتر تعلیم فراہم کرنے کو یقینی بنانے کے لیئے مختلف احکامات بھی دیئے ہیں۔ اس بارے میں، اس عدالت نے پہلے ہی متعلقہ حکام کو اس سلسلے میں کوششیں کرنے کی ہدایت کی ہے۔

**<u>تقرریوں کے لیے رہنما اصول</u>**

24. یہاں یہ بتانے کی ضرورت نہیں کہ اسکول کے اساتذہ طلباء کی نشوونما اور تعلیم میں ایک اہم کردار ادا کرتے ہیں اور ان کی اہمیت کو بڑھ چڑھ کر بیان نہیں کیا جا سکتا، کیونکہ وہ اپنے طلباء کی زندگیوں اور تعلیمی نظام کے مجموعی کام پر نمایاں اثر ڈالتے ہیں۔ اس کے علاوہ کلاس روم کو مؤثر طریقے سے منظم کرکے سیکھنے کا ایک سازگار ماحول قائم کرنا۔ آنے والی نسلوں کو تعلیم اور ترغیب دے کر، وہ ایک باشعور اور ہنر مند معاشرے کی تعمیر میں اپنا حصہ ڈالتے ہیں۔ اساتذہ مستقبل کے رہنماؤں، پیشہ ور افراد اور شہریوں کی تشکیل کرتے ہیں، جو برادریوں اور قوموں کی ترقی پر دیرپا اثر ڈالتے ہیں۔ اساتذہ کی عدم دستیابی موجودہ تعلیمی عدم مساوات کو بڑھا سکتی ہے۔ زیر تعلیم یا دور دراز علاقوں کے طلباء کو زیادہ اثر کا سامنا کرنا پڑ سکتا ہے کیونکہ ان کے پاس پہلے سے ہی تعلیمی وسائل تک محدود رسائی ہے۔ اساتذہ کی کمی طلباء کے مختلف گروہوں کے درمیان تعلیمی فرق کو بڑھا سکتی ہے۔ اس کے علاوہ ان کی غیر موجودگی نصاب، سبق کی منصوبہ بندی، اور مجموعی طور پر تعلیمی تسلسل میں رکاوٹوں کا باعث بن سکتی ہے۔ جب تعلیمی نظام میں مناسب اساتذہ کی کمی ہوتی ہے، تو یہ ملک کی ایک ہنر مند اور باشعور افرادی قوت تیار کرنے کی صلاحیت میں رکاوٹ بن سکتا ہے، جس سے معاشی ترقی اور سماجی ترقی متاثر ہوتی ہے، جس کے نتیجے میں قیمتی تعلیمی اثاثے ضائع ہوتے ہیں۔ رپورٹس میں مزید بتایا گیا ہے کہ زیادہ تر اسکول اساتذہ کی عدم دستیابی کی وجہ سے بند پڑے ہیں اور اس حوالے سے عدالت اس معاملے پر مختلف احکامات میں چوٹ کر رہی ہے تاہم متعلقہ محکمے کی جانب سے شفاف بھرتی کے عمل کو شروع کرنے کے لیئے کوئی سنجیدہ کوشش نہیں کی گئی۔ جواب دہندگان کی طرف سے بنیادی حق یعنی تعلیم کی طرف اس طرح کی لاپرواہی اور عدم توجہی کا برتاؤ افسوسناک ہے، اس لیئے بھرتی کے لیئے ہنگامی کوششوں کی ضرورت ہے کیونکہ ایک پائیدار اور موثر تعلیمی نظام کو یقینی بنانے کے لیئے اساتذہ کی بھرتی کی کوششوں کو ترجیح دینا بہت ضروری ہے۔ یہ بتانے کی ضرورت نہیں کہ اساتذہ کی بھرتی کے معاملے پر عدالت کے مختلف احکامات میں بڑے پیمانے پر بحث کی گئی ہے جس میں عدالتوں نے اس معاملے پر سخت تشویش کا اظہار کیا ہے اور اس سلسلے میں سخت ہدایات بھی جاری کی ہیں۔

25. ایک اور نکتے پر غور و فکر کرنے کی ضرورت ہے کہ سرکاری ملازمت میں تقرریوں کے طریقہ کار پر تفصیلی گفتگو کی جائے کیونکہ اس

میں کوئی شک نہیں کہ اس طرح کے عمل میں امتیازی سلوک ہوتا ہے، اس لیئے سرکاری ملازمت میں تقرریوں میں شفافیت کو یقینی بنانے کے لیئے ذیل میں ذکر کی گئی متعدد کوششوں کی ضرورت ہے:-

- **واضح بھرتی کی پالیسیاں اور رہنما خطوط: حکومتی تقرریوں کے لیئے واضح پالیسیاں اور رہنما خطوط تیار کریں اور ان کو نافذ کریں، ان معیارات، قابلیت، اور طریقہ کار کا خاکہ پیش کریں۔ یہ پالیسیاں عوام کے لیئے قابل رسائی ہونی چاہئیں اور تقرری کے عمل کے دوران ان پر سختی سے عمل کیا جانا چاہیئے۔**

- **آزاد سلیکشن کمیٹیاں: اہل اور غیر جانبدار افراد پر مشتمل آزاد سلیکشن کمیٹیاں قائم کریں جو تقرری کرنے والے اتھارٹی سے براہ راست وابستہ نہ ہوں۔ ان کمیٹیوں کو درخواستوں کا جائزہ لینے، ڈومیسائل کی جانچ پڑتال، انٹرویو لینے، اور میرٹ اور مناسبیت کی بنیاد پر سفارشات دینے کی ذمہ داری ہونی چاہیئے۔**

- **میرٹ پر مبنی انتخاب کا معیار: تقرری کے عمل میں میرٹ کریسی کی اہمیت پر زور دیں۔ امیدواروں کی جانچ ان کی قابلیت، مہارت، تجربے اور منصفانہ اور شفاف تشخیص، جیسے تحریری امتحانات، انٹرویوز، یا عملی امتحانات میں کارکردگی کی بنیاد پر کی جانی چاہیئے۔**

- **خالی آسامیوں کی وسیع پیمانے پر تشہیر کریں: اس بات کو یقینی بنائیں کہ تمام ملازمتوں کی اسامیوں کو متعدد چینلز کے ذریعے وسیع پیمانے پر مشتہر کیا جائے تاکہ ممکنہ امیدواروں کے متنوع پول تک پہنچ سکیں۔ اس میں اخبارات، سرکاری ویب سائٹس، آن لائن پورٹلز، اور سوشل میڈیا پلیٹ فارم شامل ہو سکتے ہیں۔ اشتہارات میں اہلیت کے معیار اور انتخاب کے عمل کو واضح طور پر بیان کرنا چاہیے۔**

- **باقاعدہ آڈٹ اور نگرانی: پالیسیوں اور رہنما خطوط کی تعمیل کو یقینی بنانے کے لیئے باقاعدہ آڈٹ اور تقرری کے عمل کی آزاد نگرانی کریں۔ بیرونی آڈیٹر یا نگرانی کرنے والے ادارے اس عمل کا جائزہ لے سکتے ہیں، اس کی شفافیت کا اندازہ لگا سکتے ہیں، اور کسی بھی بے ضابطگی یا تضاد کی نشاندہی کر سکتے ہیں۔**

- **وسل بلوئر پروٹیکشن: وسل بلورز، جو تقرری کے عمل میں کسی غیر اخلاقی یا بدعنوان عمل کی اطلاع دیتے ہیں، کی حفاظت کے لیئے میکانزم قائم کریں۔ افراد کی حوصلہ افزائی کریں کہ وہ معلومات کے ساتھ آگے آئیں اور ان کی رازداری اور انتقامی کارروائیوں سے تحفظ کو یقینی بنائیں۔**

- **فیڈ بیک میکانزم: امیدواروں کے لیئے تقرری کے عمل پر رائے دینے کے لیئے چینلز قائم کریں، جس سے وہ خدشات کا اظہار کر سکیں یا کسی بے ضابطگی کی اطلاع دیں۔ شفافیت اور جوابدہی کو برقرار رکھنے کے لیئے شکایات یا شکایات کا فعال طور پر ازالہ اور تفتیش کریں۔**

26. یہاں مشال ویلفیئر فاؤنڈیشن کیس [مقدمہ نمبر 1243 آف 2015] میں دیئے گئے 26.05.2021 کے حکم کے متعلقہ پیراگراف کو دوبارہ پیش کرنا موزوں ہوگا جو کہ حسب ذیل ہے:-

**"4. سیکرٹری اسکول ایجوکیشن نے دعویٰ کیا کہ وہ IBA کے ذریعے تقریباً 40,000 اساتذہ کو ایک ہی بار میں بھرتی کرنے جا رہے ہیں، انہوں نے بیان ریکارڈ کیا ہے، جو ایم او یو، اشتہار اور منظور شدہ آسامیوں کی عکاسی کرتا ہے۔ یہ عدالت اس کوشش کو سراہتی ہے اور یہ وہ وقت ہے خاص طور پر جب اتنی بڑی تعداد میں آسامیاں خالی پڑی ہیں۔ سیکرٹری اسکولز کے مطابق آئی بی اے نے ان آسامیوں کا اشتہار دیا ہے اور اس مقابلے میں 400,000 کے قریب درخواستیں موصول ہوئی ہیں۔ امید کی جاتی ہے کہ سیکرٹری اسکولز اس عمل کو آگے بڑھائیں گے اور اس بات کو یقینی بنائیں گے کہ تمام بھرتیاں چھ ماہ کے اندر خالص میرٹ پر کی جائیں تاکہ ہمارا مستقبل اچھے ہاتھوں میں ہونے کو یقینی بنایا جائے۔ اس کے علاوہ یہ دعویٰ کیا گیا ہے کہ ہیڈ ماسٹرز کی بھرتیاں سندھ پبلک سروس کمیشن کرے گا اور محکمہ اسکولز ایجوکیشن اس کی ریکوزیشن بھیجے گا۔**

**5. اس موقعے پر، زین العابدین، اسسٹنٹ ڈائریکٹر ایلیمنٹری اسکول کا دعویٰ ہے کہ ہیڈ ماسٹرز کی کل پوسٹیں یعنی 8624 آسامیاں خالی ہیں اور اس وقت IBA 1000 ہیڈ ماسٹرز کے علاوہ 1600 ہیڈ ماسٹرز کام کر رہے ہیں۔ اس موقعے پر سیکرٹری اسکولز کا کہنا ہے کہ ہیڈ ماسٹرز کی تمام خالی آسامیوں کو چھوڑ کر آئی بی اے سکھر کے ذریعے بھرتی ہونے والی اسامیوں کو 45 دنوں کے اندر اندر سندھ پبلک سروس کمیشن کو بھیج دیا جائے گا۔ <u>اس کے مطابق، سیکریٹری اسکولز اس بات کو یقینی بنائیں گے کہ سندھ پبلک سروس کمیشن کو ترجیحی بنیادوں پر تقریباً 5000 ہیڈ ماسٹرز کی بھرتی کے لیئے درخواست بھیجی جائے۔ یہ بھرتی 45 دنوں کے اندر نصاب کے ساتھ بتائی جائے گی۔ سیکریٹری اسکولز کی جانب سے مزید یہ عہد کیا گیا ہے کہ سندھ پبلک سروس کمیشن کو طلب کرتے ہوئے وہ نصاب فراہم کریں گے اور ساتھ ہی سندھ پبلک سروس کمیشن سے درخواست کریں گے کہ اسکولوں میں ہیڈ ماسٹرز اور دیگر آسامیوں پر سندھ پبلک سروس کمیشن کے ضابطے کے مطابق بھرتی کیئے جائیں۔ محکمہ قانون کی طرف سے منظور شدہ ضابطے کے ساتھ ساتھ پیرامیٹرک سسٹم کی بنیاد پر۔ اسی طرح سیکرٹری اسکولز ایک ماہ کے اندر نئے ریکروٹمنٹ رولز اور سلیبس کے پیش نظر 1200 سبجیکٹ اسپیشلسٹ بھرتی کرنے کی درخواست بھیجیں گے۔</u>**

27. یہاں یہ بات قابل ذکر ہے کہ C.P.No.D-1817/2016، 2894/2017 اور 2019/1890 میں، مورخہ 20.08.2019 کے آرڈر کے ذریعے، یہ نوٹس کیا گیا کہ پرنسپل کی تقریباً 25 آسامیاں خالی پڑی ہیں لہذا مندرجہ ذیل ہدایت دی گئی تھیں:

**"10۔ ریکارڈ پر آیا ہے کہ ہائر سیکنڈری اسکولوں میں پرنسپلز کی 25 کے قریب آسامیاں خالی پڑی ہیں۔ اسکول یا کالج میں پرنسپل کے عہدے کی اہمیت سے انکار نہیں کیا جاسکتا کیونکہ وہ اسکول یا کالج کے کام کو یقینی بناتا ہے۔ لہذا، سیکرٹری اسکولز اس بات کو یقینی بنائیں گے کہ ایسی آسامیوں کو قانون کے مطابق پُر کیا جائے۔**

**اس موقعے پر، سیکرٹری تعلیم نے غیر ملکی عطیہ دہندگان کی تعلیمی پالیسی کے تحت گریڈ 16 تک کے تمام تدریسی عملے کی**

**تقرری کے حوالے سے بحث کی، بھرتی کا عمل تھرڈ پارٹی کے ذریعے شروع کیا جاتا ہے، جبکہ 17 گریڈ سے اوپر کی آسامیوں کے لیئے سندھ پبلک سروس کمیشن ہر پوسٹ پر بھرتی کرنا ضروری ہے۔ چونکہ تعلیم زیادہ اہم ہے اور بھرتی کے عمل کے حوالے سے کوئی سمجھوتہ قبول نہیں کیا جاسکتا، اس لیئے سیکریٹری اسکولز اینڈ کالج ایجوکیشن نے عہد کیا کہ سندھ پبلک سروس کمیشن کی جانب سے بھرتی کا عمل شروع کرنے سے پہلے تھرڈ پارٹی کنٹریکٹ کے ذریعے اسکریننگ ٹیسٹ ہوگا۔ یہ بتانے کی ضرورت نہیں کہ محمد سمیع ابڑو اور دیگر بمقابلہ صوبہ سندھ اور دیگر (PLC (CS) 419 2017) کے معاملے میں چیئرمین پبلک سروس کمیشن کو اس عدالت کے ڈویژن بنچ نے ہدایت کی تھی کہ وہ اس بات کو یقینی بنائیں کہ تمام تعلیمی اداروں میں بھرتیوں کو یقینی بنایا جائے۔ تھرڈ پارٹی (IBA سکھر/NTS) کے ذریعے اسکریننگ ٹیسٹ کے بعد تمام بھرتیاں شروع کی جائیں۔**

**11. سیکرٹری کالجز اور دونوں متعلقہ علاقوں کے چیف انجینئرز کا دعویٰ ہے کہ کھپرو گرلز کالج اور پتھورو گرلز ڈگری کالج تین سال کے اندر قائم ہو جائیں گے۔ اس کے علاوہ سیکرٹری کالجز ٹنڈو باگو، بدین میں قائم آئی ٹی کالج کی موجودہ حیثیت پیش کریں گے۔ ضلعی اور سیشن بدین آئی ٹی کالج کا دورہ کریں گے اور اس بات کو یقینی بنائیں گے کہ وہ کام کر رہا ہے، اگر کوئی غیر قانونی پایا جاتا ہے تو وہ متعلقہ حکام کو اسے فعال کرنے کی ہدایت کرنے کا مجاز ہوگا۔**

28. عدالت عظمیٰ نے الجہاد ٹرسٹ بمقابلہ فیڈریشن آف پاکستان [1996 PLD SC 324] کے معروف مقدمے میں، تقرریوں میں شفافیت کی اہمیت پر زور دیا اور کہا کہ انتخاب کا عمل منصفانہ، معروضی اور میرٹ پر مبنی ہونا چاہیئے۔ مزید برآں، سپریم کورٹ آف پاکستان نے زور دیا کہ تمام امیدواروں کے لیئے یکساں مواقع کو یقینی بنانے کے لیئے سرکاری تقرریاں شفاف اور مسابقتی عمل کے ذریعے کی جانی چاہئیں۔

29. اس عدالت نے سندھ ہائی کورٹ بار ایسوسی ایشن بمقابلہ فیڈریشن آف پاکستان [PLD 2009 سپریم کورٹ 879] کے معاملے میں بھی سرکاری تقرریوں میں شفافیت اور میرٹ کی اہمیت پر زور دیا۔ عدالت نے کہا کہ سیاسی بنیادوں پر یا مناسب طریقہ کار پر عمل کیئے بغیر کی گئی تقرریاں غیر قانونی تصور کی جائیں گی۔ اس نے حکومت کو ہدایت کی کہ وہ سرکاری ملازمت میں تقرریوں کے لیئے شفاف اور معروضی معیار اپنائے۔

30. لہٰذا سیکرٹری تعلیم کو بھی سختی سے ہدایت کی جاتی ہے کہ وہ اساتذہ کی بھرتی/تعینات شفاف اور میرٹ کی بنیاد پر کریں تاکہ بند اسکولوں کو فعال بنایا جا سکے خاص طور پر ان اسکولوں کو جو اساتذہ کی عدم دستیابی کی وجہ سے بند ہو چکے ہیں۔ اساتذہ کی تمام خالی نشستیں ترجیحی طور پر دو ماہ کی مدت کے اندر پُر کی جائیں گی اور بغیر کسی ناکامی کے ایک رپورٹ پیش کی جائے گی کہ اساتذہ کی عدم تعیناتی (کسی بھی وجہ سے) کی وجہ سے بند اسکولوں کو فعال بنایا گیا ہے۔

31. چیف سیکرٹری ایک کمیٹی تشکیل دیں گے جس میں سیکرٹریز اسکول (ز)، کالج (ز) اور دیگر تمام اسٹیک ہولڈرز شامل ہوں گے، جو 2023 کی ڈیجیٹل/کمپیوٹرائزڈ مردم شماری کے مطابق اسکولوں کی ضروریات پر کام کریں گے اور اساتذہ/ مضامین کے ماہر/لیکچرار(ز) کی تعداد میں SNEs

کی منظوری سے چھ ماہ کے اندر بیانات کے تناسب کو مدنظر رکھتے ہوئے، اضافہ کریں گے۔ اگر ضروری اقدامات نہیں کیئے جاتے، تو اس طرح کے فعل کو ایک توہین آمیز فعل تصور کیا جائے گا۔

32. یہ عدالت پہلے ہی ایسے ابتدائی نتائج دے چکی ہے جیسا کہ اس سال کے شروع میں سکھر بنچ میں 2022 کے C.P.No.D-1431 میں 08.03.2023 کو، ٹیچنگ اور نان ٹیچنگ اسٹاف کی خالی آسامیوں کو پر کرنے کے حوالے سے ہدایات دی گئی تھیں، جس کو ذیل میں دوبارہ پیش کیا جاتا ہے۔

*" ایڈیشنل سیکرٹری خزانہ (B&E)، حکومت سندھ نے پچھلے حکم کی تعمیل میں تبصرے جمع کرائے ہیں جو ذیل میں دوبارہ پیش کیے گئے ہیں۔*

*"16.02.2023 کے حکم کی تعمیل میں جو کہ سکھر میں سندھ ہائی کورٹ کے معزز بنچ نے پاس کیا تھا، تاکہ معزز عدالت کو SNEs (شیڈولڈ نئے اخراجات) کے عمل سے آگاہ کیا جا سکے۔ عرض ہے کہ SNEs کا پراسس ہر سال جنوری کے مہینے میں شروع ہوتا ہے۔ یہ عمل SNE میٹنگز کی کال کے ساتھ شروع ہوتا ہے، جس کے لیے محکمہ خزانہ کی طرف سے ایک میٹنگ لیٹر تمام سیکرٹریوں کو میٹنگ کے شیڈول اور جنرل گائیڈ لائنز/ہدایات کے ساتھ ارسال کیا جاتا ہے کہ وہ اپنی تجاویز پیش کریں، جس کی جانچ پڑتال انتظامی محکمہ کی طرف سے کی جاتی ہے۔ اس کے بعد، محکمہ خزانہ میں اجلاس منعقد ہوتے ہیں، جہاں انتظامی محکموں کے نمائندے اپنے مطالبات پیش کرتے ہیں اور ان کی ضروریات پر تبادلہ خیال کرتے ہیں۔ اس پر کیئے گئے فیصلے سیکرٹری خزانہ کو پیش کیئے جاتے ہیں جو ان تجاویز کی محکمانہ تقاضے اور اگلے سال کے لیئے دستیاب وسائل کو مدنظر رکھتے ہوئے منظوری دیتے ہیں۔ اس کے بعد SNEs کی ان تجاویز کو رسیدوں کی تجاویز کے ساتھ کابینہ کے سامنے پیش کیا جاتا ہے اور سالانہ بجٹ کا صحیح حساب صوبائی اسمبلی کے سامنے بحث، ووٹنگ اور منظوری کے لیئے رکھا جاتا ہے۔*

*یہ بات قابل ذکر ہے کہ حکومت سندھ میں منظور شدہ آسامیوں کی تعداد تقریباً 739,317 ہوگئی ہے جس کے لیئے 510.000 ارب روپے تنخواہ کے لیئے مختص کیئے گئے ہیں۔ اس کے علاوہ پنشن کی تخمینی تعداد 270,118 ہے جس کے لیے 275.000s بلین مختص کیے گئے ہیں۔ حکومت سندھ اپنے موجودہ ریونیو اخراجات کا تقریباً 55 فیصد تنخواہ اور پنشن کے طور پر مختص کر رہی ہے اور ان کی تعداد میں تیزی سے اضافہ ہو رہا ہے۔ اس طرح کا اضافہ آنے والے سالوں میں مالی طور پر پائیدار نہیں ہے کیونکہ حکومت کی آمدنی کے تناسب میں اضافہ نہیں ہو رہا ہے۔ اس حقیقت کی ضرورت تھی کہ محکمہ خزانہ SNE کی تمام درخواستوں کا سختی سے جائزہ لے تاکہ محکموں کی حقیقی ضروریات کا جائزہ لیا جائے، بصورت دیگر مستقبل میں انہیں تنخواہیں اور پنشن فراہم کرنا مشکل ہو جائے گا۔*

جہاں تک ضلع سکھر، گھوٹکی اور خیرپور کے فوری مسئلے کا تعلق ہے تو عرض کیا جاتا ہے کہ محکمہ اسکول ایجوکیشن اینڈ لٹریسی کے ساتھ SNE کی میٹنگ دسمبر 2022 میں ہوئی تھی اور اس بات پر تبادلہ خیال کیا گیا تھا کہ پرائمری اسکول کے 19,802 اساتذہ کی آسامیاں مذکورہ بالا اضلاع کے لیئے پہلے سے منظور شدہ تھیں۔ ان میں سے 8,619 (PSTs) اب بھی خالی ہیں۔ تاہم، اسکول ایجوکیشن اینڈ لٹریسی ڈیپارٹمنٹ کی خواہش پر رواں مالی سال 2022-23 کے دوران تدریسی اور غیر تدریسی کی 60 آسامیاں فراہم کی گئیں۔

PST اسکول ایجوکیشن اینڈ لٹریسی ڈیپارٹمنٹ کی ضلع وار، منظور شدہ، پر اور خالی جگہ درج ذیل ہے:

| ضلع | منزل | منظور شدہ پوسٹیں بحیثیت بجٹ کتاب والیوم III 2022-23 | جنوری کے مہینے کے لیئے اے جی سندھ پے رول کے مطابق پر آسامیاں، 2023 | خالی |
|---|---|---|---|---|
| سکھر | پرائمری اسکول ٹیچر | 3,435 | 1,974 | 1,461 |
| خیرپور | پرائمری اسکول ٹیچر | 7,995 | 4,341 | 3,654 |
| گھوٹکی۔ | پرائمری اسکول ٹیچر | 8,742 | 4,868 | 3,504 |
| کل | | 19,802 | 11,182 | 8,619 |

موجودہ مالی سال 2022-23 کے دوران فراہم کردہ تدریسی اور غیر تدریسی عہدوں کی ضلع وار پوزیشن:-

| ضلع کا نام | ٹیچنگ | نان ٹیچنگ | کل ضلع |
|---|---|---|---|
| سکھر | 4 | 4 | 8 |
| خیرپور | 39 | 6 | 45 |
| گھوٹکی | 6 | 1 | 7 |
| گرینڈ ٹوٹل | 49 | 11 | گرینڈ ٹوٹل 49 11 60 |

تبصروں کا جائزہ اس بات کی عکاسی کرتا ہے کہ محکمہ خزانہ کی میٹنگ محکمہ تعلیم کے ساتھ ہوئی جس میں یہ بات سامنے آئی کہ منظور شدہ SNE کے مطابق سال 2022-23 کے لیئے پی ایس ٹی کی 8619 آسامیاں اور 60 ٹیچنگ اور نان ٹیچنگ اسامیاں خالی ہیں۔ بجٹ کی دستیابی اور SNE ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ کی منظوری اساتذہ کی تعیناتی میں ناکام ہے۔ اس کے مطابق، سیکریٹری (تعلیم و خواندگی) حکومت سندھ، آئی بی اے کے حالیہ امتحان میں میرٹ لسٹ کے مطابق نئے اساتذہ کی شمولیت کے لیے ڈی آر سیز کو ہدایت کرے گا۔ یہ مشق ایک ماہ کے اندر مکمل کی جائے

*گی۔ ناکامی کی صورت میں سیکرٹری، (تعلیم اور خواندگی محکمہ) حکومت کے خلاف توہین عدالت کی کارروائی شروع کی جائے گی۔ سندھ اور متعلقہ اضلاع کے چیئرمین ڈی آر سیز کے خلاف بھی توہین عدالت کی کارروائی کی جائے گی۔ اس حکم کی تعمیل کے لیے تینوں اضلاع کے ضلعی تعلیمی افسران کے ساتھ ساتھ سیکریٹری محکمہ تعلیم کو واٹس ایپ سمیت تمام طریقوں سے آگاہ کیا جائے گا۔ یہ مشق جنگی بنیادوں پر مکمل کی جائے گی کیونکہ سکولز SNE کی دستیابی متنازعہ نہیں ہے اور پرائمری سکولوں میں سکول چھوڑنے کا تناسب ہزاروں ہے اور متعلقہ ڈسٹرکٹ ایجوکیشن آفیسرز کے سست روی کی وجہ سے طلباء مشکلات کا شکار ہیں۔ سیکرٹری تعلیم و خواندگی محکمہ سندھ اور تمام ڈائریکٹر سکولز ہائر سیکنڈری اور پرائمری SNE کے مطابق نان ٹیچنگ سٹاف کی آسامیوں اور خالی اسامیوں کی تفصیلات کے ساتھ اگلی تاریخ کو رپورٹ پیش کریں گے۔*

*16.03.2023 کو صبح 09:30 بجے پیش ہونے کے لیے اس آرڈر کی کاپی ایڈیشنل ایڈووکیٹ جنرل سندھ کو تعمیل کے لیے فراہم کی جائے۔*

*33.* یہ کہ، مذکورہ بالا سے پہلے، یہ عدالت پہلے ہی سی پی میں منظور شدہ مورخہ 20.09.2017 کے حکم کے ذریعے ہدایات جاری کر چکی ہے۔ نمبر D-1817 of 2016 سرکٹ کورٹ، حیدرآباد میں SCMR 764 2013 کے طور پر رپورٹ کردہ ایک کیس میں عدالت عظمیٰ کی طرف سے جاری کردہ ہدایات کی تعمیل کے سلسلے میں، جس کے تحت اس نے مشاہدہ کیا ہے:-

**"تعلیم سے متعلق مسئلہ میں نہ صرف عدالت عظمیٰ کے فیصلے کی صحیح تعمیل شامل ہے بلکہ تعلیمی نظام جس کے لیے جواب دہندگان (محکمہ تعلیم) ہمیشہ تھا/ دوسری صورت میں آرٹیکل 9، A-25 اور 37 کی روح کے اندر پابند ہے، اس لیے بار بار۔ وہ کام کرنے کی ہدایات جاری کی گئیں جو محکمہ پہلے ہی کرنے کا پابند تھا/تاہم، محکمہ تعلیم کا رویہ وہی رہا جیسا کہ عدالت عظمیٰ نے "اسکولوں کی مخدوش حالت سے متعلق پٹیشن" کے معاملے میں نوٹس اور مشاہدہ کیا تھا۔ SCMR 764 2013" بطور:**

**"2..... دوسرے صوبوں کے محکمہ تعلیم نے بھی اعتراف کیا کہ گھوسٹ اسکولز ہیں یا اسکولوں کی ملکیتی جائیدادوں پر قبضہ کر لیا گیا ہے اور موثر اقدامات کیے بغیر افسران اپنے صوبائی ہیڈ کوارٹر سے اسلام آباد کا سفر کرتے ہوئے عدالت میں مقدمات کی سماعت کرتے ہیں لیکن کوئی پیش رفت دکھائے بغیر اور ہم یہ سمجھنے سے قاصر ہیں کہ وہ عدالت کے احکامات کا فائدہ اٹھانے یا خود اپنے اقدام پر عمل کرنے اور تجاوزات ہٹانے سمیت تعلیم کے شعبے کی بہتری کے لیے قانون بنانے کے لیے کیوں تیار نہیں ہیں۔ خدمات فراہم کیے بغیر تنخواہ لینے والے عملے کو ادائیگی۔ کوئی آپشن نہ چھوڑنے کے بعد، ہماری رائے ہے کہ جہاں تک تعلیم کے شعبے کا تعلق ہے، یہ سب سے اہم سماجی**

**خدمات میں سے ایک ہے اور انتظامی حکومت کا فرض ہے کہ وہ تعلیم کے معیار کو بلند کرنے کے لیے پوری توجہ دے۔ اس بات کو یقینی بنانے کے لیے کہ اس کے بچے اچھی طرح سے تعلیم یافتہ ہوں لیکن یہاں معاملہ کچھ اور ہے۔ تاہم، حالات کے تحت، ہم چیف سیکرٹری یا سیکرٹری تعلیم (س) کے ذریعے صوبائی حکومت کو ہدایت کرتے ہیں کہ وہ اس عدالت کے احکامات پر مکمل عمل درآمد کریں اور اس دوران ایک واضح تصویر رکھنے کے لیے ہم تمام متعلقہ محکموں کے لیے ڈسٹرکٹ اینڈ سیشن ججز یا ایڈیشنل ڈسٹرکٹ اینڈ سیشن"**

**آرٹیکل 3، A-25 کو شامل کرنے کے بعد تعلیم کا مسئلہ ایک بنیادی حق بن گیا تھا اس لیے حکومت کے پاس اس بنیادی حق کو سب کے لیے دستیاب کرانے کے سوا کوئی چارہ نہیں بچا تھا اور اس میں کوئی بھی انحراف اب سپریم کورٹ کا دروازہ بھی کھول دے گا۔ اس عدالت۔ سکولوں کی دگرگوں حالت سے متعلق پٹیشن کا حوالہ دیا جا سکتا ہے۔ 2014 SCMR 396 کے معاملے میں جس میں اسے اس طرح رکھا گیا ہے:**

> **"154- .... آئین کا آرٹیکل(a)37 ریاست سے مطالبہ کرتا ہے کہ وہ پسماندہ طبقات یا علاقوں کے تعلیمی اور معاشی مفاد کو خصوصی دیکھ بھال کے ساتھ فروغ دے جبکہ مذکورہ آرٹیکل کی شق (b) ریاست کو ناخواندگی کو دور کرنے اور مفت اور لازمی ثانوی تعلیم فراہم کرنے کا پابند بناتی ہے۔ کم از کم ممکنہ مدت کے اندر تعلیم۔ تاہم، آرٹیکل A25 کے متعارف ہونے کے بعد، منظر نامہ تبدیل کر دیا گیا ہے اور اب ریاست پاکستان سے مطالبہ کیا جاتا ہے کہ وہ پانچ سے سولہ سال کی عمر کے تمام بچوں کے لیے مفت اور لازمی تعلیم کو یقینی بنائے جیسا کہ قانون کے ذریعے طے کیا گیا ہو۔ ایک ہدایتی اصول کے ذریعے آئین میں موجود تعلیم کی فراہمی کی ہدایت کو اب ایک بنیادی حق میں ترجمہ کر دیا گیا ہے، جسے آئین کے آرٹیکل 199 اور آرٹیکل 184(3) کے تحت حاصل کردہ دائرہ اختیار کو بروئے کار لاتے ہوئے اعلیٰ عدالتیں نافذ کرتی ہیں۔"**

34. سمری مزید بتاتی ہے کہ غیر تدریسی عملے کی بڑی تعداد انہی وجوہات کی بنا پر خالی پڑی ہے جو اساتذہ کی ہیں۔ **<u>لہٰذا سیکرٹری تعلیم کو ہدایت کی جاتی ہے کہ وہ ٹیچنگ سٹاف کے ساتھ ساتھ نان ٹیچنگ سٹاف کی بھرتی کا عمل شروع کرنے کے لئے تیز اور تیز اقدامات کریں، جو پہلے ہی مقابلے کے امتحان میں کامیاب قرار پا چکے ہیں اور اپنی پیشکش اور پوسٹنگ آرڈر کے منتظر ہیں۔ ہنگامی بنیادوں پر ضرورت ہے۔</u>**

**<u>ہائیر سیکنڈری اسکولز</u>**

35. سچ ہے کہ ہائر سیکنڈری اسکولوں میں ڈراپ آؤٹ کا تناسب بڑا ہے جس کی وجہ یہ ہے کہ یہ 16/15 سال تک کے بچوں کے لئے آسانی سے قابل رسائی نہیں ہے اور اس سلسلے میں عدالت نے عدالتی نوٹس لیا اور

مشال کے معاملے میں ہدایات جاری کیں اور اس کی تعمیل میں، یہ ریکارڈ پر آیا ہے، کہ 100 سے زائد ہائی اسکولوں کو اپ گریڈ کیا گیا ہے۔ تاہم محکمہ خزانہ مالیاتی بوجھ کی وجہ سے رکاوٹیں پیدا کر رہا ہے، جس کا جواز نہیں ہے کیونکہ تعلیم اور جنگ ایک ہی زمرے میں آتے ہیں، اس لیے محکمہ خزانہ کی جانب سے پیش کیے جانے والے جواز کو سراہا نہیں جا سکتا کیونکہ اسکولوں کو اپ گریڈ کرنے میں اکثر تدریسی طریقوں کو بڑھانا، نئی ٹیکنالوجیز کا نفاذ اور پیشہ ور افراد کی فراہمی شامل ہوتی ہے۔ اساتذہ کے لیے ترقی کے مواقع۔ ضروری بجٹ کے بغیر، اسکول اپنے پیش کردہ تعلیم کے معیار کو بہتر بنانے کے لیے جدوجہد کر سکتے ہیں، جس کے نتیجے میں طلباء کے لیے تعلیمی تجربہ جمود کا شکار یا زوال پذیر ہوتا ہے۔ اسکول کے اپ گریڈ میں سرمایہ کاری کرنے میں ناکامی کے طویل مدتی معاشی نتائج ہو سکتے ہیں۔ ترقی پذیر معیشت کے لیے ایک اچھی تعلیم یافتہ افرادی قوت بہت ضروری ہے، اور اگر اسکولوں کو ضروری فنڈنگ نہیں ملتی ہے، تو یہ طلبہ کی مہارتوں کی نشوونما میں رکاوٹ بن سکتی ہے، ان کے مستقبل کے مواقع اور معاشرے میں ممکنہ شراکت کو محدود کر سکتی ہے۔ مشال کیس (ibid) میں منظور شدہ مورخہ 26.05.2021 کے آرڈر کے متعلقہ پیراگراف کو دوبارہ پیش کرنا مفید ہوگا، جو کہ درج ذیل ہیں:-

**"7. اس موقعے پر، اس بات کی نشاندہی کی جاتی ہے کہ SNEs کی تبدیلی اور ہائر سیکنڈری اسکولوں کے عملے میں ردوبدل کا معمول ہے، ایک کمیٹی بنانے اور اسکولوں کی ہائی اسکول سے ہائیر سیکنڈری تک اپ گریڈیشن کے لیے سائٹ پر جانچ کرنے کی ہدایت پر اسکول حاضر سیکرٹری اسکولز نے سفارشات کے ساتھ رپورٹ پیش کی کہ 100 اسکول معیار پر پورا اتر رہے ہیں اس لیے ان کو اپ گریڈ کیا جاتا ہے۔ اس کے مطابق سیکرٹری اسکولز اس بات کو یقینی بنائیں گے کہ ان 100 اسکولوں کو اپ گریڈ کیا جائے اور ان کے SNEs ایک ماہ کے اندر فنانس ڈیپارٹمنٹ کے پاس جمع کرائے جائیں، اس کے بعد محکمہ خزانہ تجویز موصول ہونے کے بعد ایک ماہ کے اندر SNEs کی منظوری کو یقینی بنائے گا۔**

**8. ان اسکولوں کو معیار کے مطابق قائم کرنے کے لیے دیگر ترقیاتی اسکیموں کے حوالے سے، سیکریٹری اسکولز ایک اسکیم تیار کریں گے اور سٹرکچر، سائنس لیبز، اضافی عملے اور دیگر مطلوبہ فارمیلٹیز کے حوالے سے بجٹ مختص کرنے کے لیے فنانس ڈیپارٹمنٹ کو چھ ہفتوں کے اندر سمری پیش کریں گے۔ یہ بتانے کی ضرورت نہیں کہ SNEs کو بغیر کسی تاخیر کے ایک ماہ کے اندر منظور کر لیا جائے گا اور یہ تاخیر اس بہانے نہیں کی جائے گی کہ ترقیاتی سکیموں میں کوئی مسئلہ ہے۔ اس کے علاوہ یہ بات بھی ریکارڈ پر آئی ہے کہ صوبے کی سطح پر ایک کمیٹی بنائی گئی تھی جس میں تمام اسٹیک ہولڈرز کو شامل کیا گیا تھا تاکہ عبوری رپورٹ کے ذریعے ان 100 سکولوں کی سفارش کی جا سکے۔ تاہم، ٹیچرز فاؤنڈیشن کے نمائندوں کو سننے کے بعد، ایسا لگتا ہے کہ کمیٹی کے ارکان سائٹ پر اسکولوں کا دورہ کرنے میں ناکام رہے ہیں۔ اس کے مطابق ڈویژن کی سطح پر کمیٹی تشکیل دی جائے گی اور کالج کی طرف ان کمیٹیوں میں شامل نہیں ہوگا۔ کمیٹی تمام ہائی سکولوں کا دورہ کرے گی ترجیحاً والدین کو بلائے گی اور سیمینار کرائے گی۔ اس موقع پر، وقتی طور پر ایک عبوری انتظام کے طور پر، سیکرٹری سکولز نوٹیفیکیشنز اور ٹرانسفرز کا جائزہ لیں گے جن میں نوڈیرو ہائی سکول بھی شامل ہے۔**

**<u>سیکرٹری سکولز تمام اسٹیک ہولڈرز کو سنیں گے اور ترجیحی طور پر 15 دنوں کے اندر شکایات کا ازالہ کریں گے۔</u>**

**9.** **اسکولوں کی جعلی اپ گریڈیشن کے حوالے سے، پہلے اپ گریڈ کیے گئے اسکولوں کی کمیٹی دوبارہ جانچ کرے گی اور اگر ان میں ضروریات کی کمی ہے اور جیسا کہ کمیٹی نے طلباء کی تعداد اور کیچمنٹ ایریا کے حوالے سے فیصلہ کیا ہے، کمیٹی وہ اس معاملے کو سیکرٹری سکولز کے پاس بھیجنے کے مجاز ہوں گے تاکہ انہیں ان کی پہلی پوزیشن پر رکھا جائے جیسا کہ وہ اپ گریڈیشن سے پہلے تھے۔"**

36. یہ بات قابل ذکر ہے کہ [مشال کیس] میں، یہ دیکھا گیا کہ سندھ ایجوکیشن فاؤنڈیشن سندھ فاؤنڈیشن ایکٹ 1992 کے تحت کام کر رہی ہے اور ڈونر ایجنسی کے ساتھ ایم او یو کا مقصد پھلوں کی سطح پر تعلیم کو فروغ دینا تھا اور اس میں اطمینان کو یقینی بنانے کے لیے کافی بڑی فنڈنگ شامل ہے۔ آئین کے آرٹیکل 25-A کا۔ اس کے مطابق اس عدالت نے مذکورہ ایکٹ کے تحت اسکولوں کی مکمل تفصیلات طلب کیں۔ سندھ ایجوکیشن فاؤنڈیشن کی جانب سے 2007 سے حاصل کی گئی تمام رقم کے حوالے سے مکمل آڈٹ رپورٹس؛ رپورٹ اسکولوں کے اندراج سے متعلق طریقہ کار کو ظاہر کرتی ہے؛ اندراج شدہ اسکولوں کی جانچ/نگرانی سے متعلق طریقہ کار کی وضاحت کرنے والی رپورٹ؛ رپورٹ جس میں پورے سندھ کے تمام الحاق شدہ اسکولوں کی مکمل پیشرفت کو چیک کرنے کا طریقہ کار دکھایا گیا ہے۔ اسی مناسبت سے سیکریٹری تعلیم اور ایم ڈی سندھ ایجوکیشن فاؤنڈیشن کو بلایا گیا۔ وہ 31.05.2016 کو پیش ہوئے۔ سماعت کے دوران یہ استدلال کیا گیا کہ اگرچہ ایکٹ پرائمری سے سیکنڈری اسکولوں تک مکمل طریقہ کار فراہم کرتا ہے لیکن 1992 سے اپنے قیام کے بعد سے صرف پرائمری اسکول ہی نجی شراکت داری کے ذریعے قائم کیے گئے ہیں، اس لیے فریقین نے مندرجہ ذیل احکامات پاس کرنے پر اتفاق کیا:-

**"فریقین کو طوالت سے سننے کے بعد، آئین کے آرٹیکل 25-A کی روح اور تعلیم کے معاملے میں معزز سپریم کورٹ آف پاکستان کی ہدایات کے تئیں اپنی پابند ذمہ داریوں کو تسلیم کرتے ہوئے، فریقین اس بات پر متفق ہیں۔ :-**

**(i)** **تنازعہ کے حوالے سے، جیسا کہ فوری مقدمہ میں اٹھایا گیا ہے، I.B.A، کراچی کے ذریعے دو ماہ کے اندر ایک تحقیقات/انکوائری کی جائے گی۔ تحقیقات کرتے ہوئے، I.B.A. اس عدالت کو اس اثر میں مدد دے گا کہ "کیا مدعی کو تفویض کردہ اسکول فعال تھے اور نشان زدہ تھے یا دوسری صورت میں؟"۔ مدعی کو ایسے اسکولوں، اساتذہ اور طلباء کی مکمل تفصیلات I.B.A کو فراہم کرنا ہوں گی۔ IBA، کراچی کی انتظامیہ انکوائری کمیٹی میں مدعی کے تجویز کردہ ناموں پر غور کر سکتی ہے۔**

**1.** **ڈاکٹر سید غنی،**
**اسسٹنٹ ڈین، آئی بی اے، کراچی۔**
**2.** **ڈاکٹر ناصر افغان،**
**اسسٹنٹ ڈائریکٹر، ایم بی اے پروگرام،**
**3.** **جناب رضوان میمن،**
**سینئر ممبر بورڈ آف ریونیو، سابق سیکرٹری تعلیم۔**

(ii) سیکریٹری، محکمہ تعلیم و خواندگی، حکومت سندھ اور منیجنگ ڈائریکٹر، سندھ ایجوکیشن فاؤنڈیشن (SEF) موجود ہیں، دو ماہ کی مدت میں سندھ ایجوکیشن فاؤنڈیشن ایکٹ 1992 کے تحت قواعد وضع کرنے کا عہد کرتے ہیں۔

(iii) سندھ کے صوبے کی جانب سے سیکھے گئے اے اے جیز یہ عہد کرتے ہیں کہ اسکولوں کی مخدوش حالت (2014 SCMR 396 کے طور پر رپورٹ کیا گیا) کے بارے میں ایک پٹیشن میں منظور کیے گئے فیصلے کے پیراگراف نمبر 174 کی تعمیل ترجیحی طور پر دو ماہ کی مدت میں کی جائے گی۔

(iv) فاضل A.A.Gs نے عہد کیا کہ ماہرین تعلیم کا کوئی بھی پینل، جیسا کہ منیجنگ ڈائریکٹر، S.E.F نے تجویز کیا ہے، نوٹیفکیشن کے ساتھ پندرہ دنوں کے اندر بورڈ میں غور کیا جائے گا اور اسے نامزد کیا جائے گا۔ منیجنگ ڈائریکٹر پندرہ دنوں کے اندر ایسا پینل لگانے کا عہد کرتا ہے۔

(v) سندھ ایجوکیشن فاؤنڈیشن بورڈ سندھ ایجوکیشن فاؤنڈیشن کے بورڈ کے تحت سندھ ایجوکیشن پروگرام میں رجسٹرڈ طلباء کے لیے پرائمری لیول سے مڈل اور ایچ ایس سی تک تعلیمی سطح کو بڑھانے کے لیے ایک مکمل طریقہ کار وضع کرے گا۔ منیجنگ ڈائریکٹر اور سیکرٹری تعلیم نے عہد کیا کہ وہ اس معاملے کی پیروی کریں گے اور 2 ماہ کے اندر تعمیل کی جائے گی۔

(vi) فاضل A.A.Gs اور سیکرٹری تعلیم کا خیال ہے کہ چونکہ تعلیم کی فراہمی آرٹیکل 25-A کے ذریعے ضمانت دی گئی ہے اس لیے فاضل ڈسٹرکٹ اینڈ سیشن ججز، ضلعی سطح پر حقوق کے محافظ ہونے کے ناطے اس میں شامل ہوں گے، جیسا کہ عدالت عظمیٰ کے فیصلے میں مثال دی گئی ہے۔ supra)، کوڈ آف کرمنل پروسیجر، 1898 کے باب-X کے تحت فراہم کردہ پریشانیوں کے حوالے سے، مجسٹریٹس کی تعیناتی کے دوران اچانک دورے کرنا، کیونکہ غیر قانونی قبضے/تجاوزات ایک رکاوٹ ہے جو تکلیف کا باعث بنتی ہے۔ معزز عدالت عظمیٰ کے فیصلے کا پیراگراف نمبر 174، سیکرٹری کی طرف سے تسلیم کیا گیا کہ اس کی تعمیل نہیں کی گئی، لہٰذا، آرٹیکل 187(3) اور آئین کے آرٹیکل 189 کی روح کے اندر، یہ عدالت اس پر عملدرآمد کو نافذ کرنے کی مجاز ہے۔ "عملدرآمد عدالت"۔ چونکہ، پیراگراف نمبر 174((a، d)) اور (g) اس کے حقیقی نفاذ کے لیے ڈسٹرکٹ ججز کی شمولیت کے لیے ایک کمرے کی اجازت دیتا ہے، یعنی گھوسٹ اسکولوں کو ہٹانا اور غیر قانونی قبضے/تجاوزات کو ہٹانا جو بصورت دیگر مدت کے لیے اہل ہوں؛ لہٰذا "پریشانیوں" کے بارے میں جاننے والے ڈسٹرکٹ اینڈ سیشن ججوں کو یہاں سے ہدایت کی جاتی ہے کہ وہ S.E.F اور S.E.F کے تحت کام کرنے والے اسکولوں، کالجوں کی نگرانی کرکے آئین پاکستان کے آرٹیکل 9 اور 25-A کے اطلاق کو اس کے خط اور روح میں نافذ کرنے

**کے اہل ہوں گے۔ حکومت سندھ ترجیحاً سہ ماہی بنیادوں پر خود یا اپنے ماتحت مجسٹریٹ (مجسٹریٹوں) کے ذریعے اچانک دورے کر کے۔ کوئی کیس یا شکایت کی شکایت، یا آئین پاکستان 1973 کے آرٹیکل 9 اور 25 کی کوئی خلاف ورزی یا تو نظر آئی یا نوٹس میں لائی جائے، قانون کے مطابق نمٹا جائے گا، مناسب کارروائی کے لیے متعلقہ کوارٹر کو ہدایت کی جائے گی۔**

**اس آرڈر کی ایک کاپی ماہر تعلیم، سیکرٹری تعلیم، منیجنگ ڈائریکٹر، ایس ای ایف کو بھیجی جائے گی۔ اور ڈائریکٹر آئی بی اے کراچی۔ اس کے ساتھ ساتھ دفتر اس بات کو یقینی بنائے گا کہ اس آرڈر کی نقلی کاپی تعمیل کے لیے تمام ماہر ڈسٹرکٹ اینڈ سیشن ججز (سندھ) کو بھیج دی جائے۔**

**اختتام سے پہلے، یہ عدالت جناب فضل اللہ پیچوہو، سیکرٹری تعلیم و خواندگی اور محترمہ ناہید شاہ درانی، منیجنگ ڈائریکٹر، S.E.F کی گرانقدر معاونت کو سراہتی ہے۔**

مزید، 15.05.2017 کے حکم کے ذریعے سندھ ایجوکیشن فاؤنڈیشن (SEF) کے وکیل نے پرائمری اسکولوں کی میٹرک کی سطح تک اپ گریڈیشن کے حوالے سے تعمیل رپورٹ جمع کرائی اور انہیں مزید ہدایت کی گئی کہ وہ ایسا بیان درج کریں اور کالج کی سطح تک اپنے اسکولوں کو شروع کرنے/قائم کرنے کے لیے کارروائی شروع کریں۔

37. 2017 کی II-اپیل نمبر 32 میں، ہائر سیکنڈری اسکولوں کی اپ گریڈیشن کے سلسلے میں، مورخہ 13.12.2022 کے حکم کے ذریعے، درج ذیل حکم منظور کیا گیا:

**17. اس موقعے پر، مقدمہ نمبر 2015/1243 میں منظور شدہ مورخہ 26.05.2021 اور موجودہ اپیل میں منظور شدہ حکم مورخہ 04.10.2022 کی تعمیل میں، فوکل پرسن نے اسسٹنٹ ایڈووکیٹ جنرل سندھ کے ذریعے رپورٹ پیش کی، جس میں کہا گیا ہے کہ انہوں نے رپورٹ جمع کرائی ہے۔ SNEs کی منظوری کے لیے 101 ہائیر سیکنڈری اسکولوں کی فہرست جو محکمہ خزانہ کے پاس اپ گریڈ کیے جائیں گے۔ SNEs جمع کرانے میں تاخیر کی وجہ یہ بتائی گئی ہے کہ اس کی وجہ بنیادی ڈھانچے کی عدم دستیابی تھی۔ یہ بتانے کی ضرورت نہیں کہ یہاں سینکڑوں سکول ہیں جو عمارتوں کے بغیر چل رہے ہیں اور طلباء عارضی پناہ گاہوں میں یا گاؤں والوں کی مدد سے نجی عمارتوں/خیموں میں تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔ اس موقع پر، ڈی جی پلاننگ سکولز کا دعویٰ ہے کہ انہوں نے 40 اعلیٰ سکولوں کا انتخاب کیا ہے اور وہ موجودہ سال کے سالانہ ترقیاتی پروگرام (ADP) میں متعلقہ سہولیات اور انفراسٹرکچر فراہم کریں گے اور باقی سکولوں کو آئندہ ADP 2023-24 میں رکھا جائے گا۔ نئے ADP 2023-24 کے بجٹ میں باقی 60 سکولوں کو مکمل الائیڈ سہولیات فراہم کی جائیں گی۔ چیف سیکریٹری سندھ سیکریٹری فنانس ڈیپارٹمنٹ اور چیئرمین پی اینڈ ڈی اس بات کو یقینی بنائیں گے کہ منظور شدہ یا گود لیے گئے 61 اعلیٰ اسکولوں اور ان سے منسلک خدمات بجٹ میں فراہم کی جائیں اور خاص طور پر ان اسکولوں کے لیے بجٹ کی وضاحت کی جائے۔ اس کے علاوہ، ان اسکولوں کے علاوہ، اسکولوں کو سیکنڈری سے ہائیر سیکنڈری**

**تک اپ گریڈ کرنا محکمہ تعلیم کا اولین فرض ہے اور یہ ان کا پریکٹس ہے کہ وہ پہلے سے موجود میکانزم کے مطابق اسی کو اپنائیں، اس لیے منظور شدہ تمام نئے 101 اسکولوں کو اپ گریڈ کیا گیا، SNEs کو محکمہ خزانہ کے پاس جمع کرایا جائے گا اور محکمہ خزانہ بغیر کسی رکاوٹ کے ایک ماہ کے اندر SNE جمع کرانے کے بعد اسے منظور کرے گا۔**

38. اسکولوں کو سیکنڈری سے ہائر سیکنڈری تک اپ گریڈ کرنا محکمہ تعلیم کا اولین فرض ہے۔ لہٰذا، اس طرح کے اپ گریڈیشن کے لیے SNEs کو قانون کے مطابق جمع کرانے کے ایک ماہ کے اندر بغیر کسی رکاوٹ کے محکمہ خزانہ سے منظور کیا جائے گا۔

**اسکولوں میں جسمانی سرگرمیاں**

39. طلباء کی مجموعی فلاح و بہبود اور ترقی کو فروغ دینے کے لیے اسکولوں میں جسمانی سرگرمیوں کو شامل کرنا بہت ضروری ہے۔ جسمانی سرگرمیاں، جو کہ اسکول کے نصاب کا ایک بنیادی حصہ ہیں، ہر عمر کے طلباء کے لیے قابل رسائی ہونا چاہیے۔ جسمانی سرگرمیوں، کھیلوں اور ہم نصابی مشقوں میں مشغول ہونے سے طلباء میں تناؤ، اضطراب اور افسردگی کو کم کرنے میں مدد مل سکتی ہے۔ جسمانی سنگ میل کو پورا کرنا اور کھیلوں یا سرگرمیوں میں بہتری طلباء کے اعتماد اور خود اعتمادی کو بڑھا سکتی ہے۔ جسمانی سرگرمیوں کو وسیع پیمانے پر صلاحیتوں اور دلچسپیوں کو ایڈجسٹ کرنے، شمولیت کو فروغ دینے اور تمام طلباء کو شرکت کی اجازت دینے کے لیے تیار کیا جا سکتا ہے۔ مختلف دلچسپیوں اور صلاحیتوں کو پورا کرنے کے لیے ایروبکس، موسیقی اور دیگر تفریحی سرگرمیاں؛ ماہرین تعلیم کے ساتھ جسمانی سرگرمیوں میں توازن پیدا کریں، اس بات کو یقینی بناتے ہوئے کہ دونوں میں سے کسی کو دوسرے پر فوقیت حاصل نہ ہو۔ اس کے علاوہ مختلف سرگرمیوں کو آسان بنانے کے لیے ضروری سہولیات، کھیلوں کا سامان، اور کھلی جگہیں مہیا کرتی ہیں بلکہ اس طرح کی سرگرمیاں طلبہ کے لیے پڑھائی کے ساتھ ساتھ دیگر شعبوں میں بھی اپنا نام پیدا کرنے کے راستے کھولتی ہیں۔ **سیکرٹری تعلیم کو ہدایت کی گئی ہے کہ تمام سکولوں کے سربراہوں کو ہدایت دی جائے کہ وہ جسمانی سرگرمیوں کو یقینی بنائیں جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ہے وزارت کھیل اور امور نوجوانان کے تعاون سے کھیلوں کے گالا ٹیلنٹ ہنٹ ایونٹ وغیرہ کے انعقاد اور تمام ہائی سکولوں سے ہائر سیکنڈری تک اسکاؤٹس کو بحال کرنے کے لیے۔.**

**نئے ڈگری کالجز**

40. سرکٹ کورٹ حیدرآباد میں اس عدالت کے ذریعہ CP 894/2017 No.D-1817/2016 اور 2019/1890 میں منظور کیے گئے سابقہ احکامات کے کچھ متعلقہ پیراگراف کو دوبارہ پیش کرنا فائدہ مند ہوگا، جس میں اس سلسلے میں ہدایات مورخہ 02.08.2019 کے تحت جاری کی گئی تھیں۔

**"2. شروع میں سیکرٹری کالجز نے دعویٰ کیا کہ 56 ڈگری کالجز کو سال 2017-2018 کی بجٹ بک میں رکھا گیا تھا جن میں سے 31 کو ان کے ایس این ای کے ساتھ مکمل کر لیا گیا ہے، باقی**

2021 تک مکمل ہو جائیں گے۔ متعلقہ ڈویژن کے دونوں چیف انجینئرز موجود ہیں اور انہوں نے وعدہ کیا کہ وہ مذکورہ کالجوں کو مقررہ مدت میں مکمل کریں گے۔ چونکہ، منصوبوں کی تکمیل اس وقت تک ممکن نہیں جب تک کہ مقررہ بجٹ بروقت جاری نہ کیا جائے، اس لیے سیکریٹری کالجز اور سیکریٹری خزانہ اس بات کو یقینی بنائیں گے کہ بجٹ مقررہ مدت کے اندر جاری کیا جائے۔

چیف انجینئرز نے کالج کی عمارتوں کی تعمیر کے لیے بجٹ/فنڈز مختص کرنے اور جاری کرنے میں ایک مسئلہ کو اجاگر کیا۔ ایک منصوبے/عمارت کو مکمل کرنے اور پھر دوسرے پر جانے کے لیے فنڈز جاری کرنے کے بجائے، متعدد منصوبوں/عمارتوں کی بیک وقت تعمیر کے لیے فنڈز مختص اور جاری کیے جاتے ہیں۔ لیکن چونکہ یہ فنڈز مرحلہ وار جاری کیے جاتے ہیں، اس لیے تمام منصوبے تاخیر کا شکار ہو جاتے ہیں۔ بجٹ مختص کرنے کی اس شکل کا دوسرا پہلو یہ ہے کہ عوام کسی ایک منصوبے سے اس وقت تک مستفید نہیں ہو سکتے جب تک سب مکمل نہ ہو جائیں۔ اس طرح کے بجٹ مختص کرنے میں دانشمندی چیف انجینئرز کی طرف سے سامنے آئی اور سیکرٹری کالج ایجوکیشن نے اس سے کوئی اختلاف نہیں کیا۔ لہٰذا، جب تک کہ بجٹ مختص کرنے اور ریلیز کرنے کا مذکورہ بالا طریقہ ٹیکس دہندگان کے پیسے کی اصل میں بچت نہیں کرتا، سیکرٹری کالج ایجوکیشن اور سیکرٹری فنانس اس بات کو یقینی بنائیں گے کہ بجٹ مختص اور ریلیز کو اگلے منصوبے پر جانے سے پہلے کسی منصوبے کی تکمیل پر ہدف بنایا جائے۔

3. موجودہ اسکولوں اور کالجوں کی دیکھ بھال کے سلسلے میں یہ کہا جاتا ہے کہ بجٹ M&R کے سربراہ کے تحت مختص نہیں کیا جاتا ہے، تاہم دونوں متعلقہ سیکریٹریز عہد کرتے ہیں کہ وہ دیگر ہیڈز میں دستیاب رقوم کو ایڈجسٹ کرنا یقینی بنائیں گے جو اتنی ضروری نہیں ہیں اور ان کا استعمال کیا جاسکتا ہے بحالی اور مرمت کے لیے تعلیمی مقامات کی خستہ حالی ایک کھلا راز ہے لیکن ایم اینڈ آر سربراہ کا نہ ہونا انتہائی حیران کن ہے۔ کسی عمارت کی تکمیل اس کی دیکھ بھال کو الگ رکھنے کے لیے کبھی بھی کافی نہیں ہوگی، بصورت دیگر قانونی اور منطقی طور پر اگر ایسی عمارت کا مقصد جاری رہتا ہے۔ اس سلسلے میں زیادہ کچھ کہے بغیر، تجویز پیش کی گئی، جو کہ M&R (دیکھ بھال اور مرمت) کے موجودہ مسئلے کو پورا کرنے کے لیے مناسب معلوم ہوتی ہے، اس لیے سیکرٹری خزانہ، چیف انجینئرز اور محکمہ خزانہ اس بات کو یقینی بنائیں گے کہ سر پر موجود فنڈز کی ضرورت نہ ہو۔ فوری استعمال کے لیے اور جو ہر سال معمول کے مطابق ختم ہو جاتے ہیں، انہیں M&R میں منتقل کیا جائے گا۔ یہ شامل کرنے کی ضرورت نہیں کہ اس طرح کے کام (M&R) میں تاخیر نہ کی جائے بلکہ اس کی شرائط کو مدنظر رکھتے ہوئے شروع کیا جائے تاکہ کسی پوشیدہ ہاتھ کے داخلے / تعارف کی وجہ سے اس طرح کے فنڈ کے غلط استعمال سے بچا جا سکے۔

4. اس موقعے پر سیکرٹری سکولز کا دعویٰ ہے کہ محکمہ 46 ہائیر سیکنڈری سکولوں کو بند کرنے کا ارادہ رکھتا ہے کیونکہ ڈگری کالج دستیاب ہیں۔ ان اسکولوں میں داخلے اور طلباء کا تناسب بہت کم ہے اور یہ ٹرانسفر صرف طلباء کے حوالے سے ہے اور

**اساتذہ کیڈر متاثر نہیں ہوگا۔ یہ بتانے کی ضرورت نہیں ہے کہ عام طور پر ہر اسکیم مناسب عمل کے بعد قائم کی جاتی ہے جس میں جڑ (ضرورت) شامل ہوتی ہے، اس لیے ایسی اسکیم کو عام طور پر پریشان نہیں کیا جانا چاہیے سوائے اس کے کہ "کیا اس کی ضرورت/مقصد موجود ہے یا دوسری صورت میں؟"۔ یہ بتانے کی ضرورت نہیں کہ عمارت کی اہمیت نہیں ہے بلکہ مقصد / ضرورت ہے جو اس عمارت کو کھڑا کرنے کا سبب بنی تھی۔ ریکارڈ سے پتہ چلتا ہے کہ کئی سالوں سے کالجوں اور ہائیر سیکنڈری اسکولوں میں خاطر خواہ اضافہ نہیں ہوا ہے اس لیے محکمہ کو مردم شماری کے مطابق اسکولوں اور کالجوں کی ضرورت کا جائزہ لینے کی ضرورت ہے تاکہ وہ مقصد/ضرورت کو نقصان پہنچائے بغیر عقلمندانہ فیصلہ کر سکیں۔ کسی بھی ایسی عمارت / منصوبے کا۔ اس لیے چیف سیکریٹری سیکریٹری پلاننگ اینڈ ڈیولپمنٹ اور سیکریٹری آف کالجز/اسکولز کی مشاورت سے ان کمیٹیوں کو مطلع کریں گے جو آبادی کے اعداد و شمار کے ساتھ مطالعہ کریں گی اور اپنی تجاویز پیش کریں گی، ساتھ ہی رپورٹس بھی واضح طور پر پیش کی جائیں گی کہ آیا موجودہ کالجز کو پورا کرنے کے لیے کافی ہیں یا نہیں۔ تعلیم کا مسئلہ ہو یا تعداد بڑھانے کی ضرورت ہو، تب تک زیر بحث ہائیر سیکنڈری سکولوں کو پریشان نہیں کیا جائے گا۔ اس کے علاوہ اسی معاملے پر مورخہ 20.09.2017 کے حکم کے پیرا نمبر 8 کے بارے میں رپورٹ پیش کی جائے گی۔**

41. یہاں یہ شامل کرنا ضروری ہے، 28 جنوری 2020 کو 2015 کے سوٹ نمبر 1243 میں منظور کردہ آرڈر کا متعلقہ پیراگراف درج ذیل ہے:-

**5. مختلف محکموں کی لائبریریوں کے حوالے سے، چیف سیکرٹری کے فوکل پرسن موجود ہیں جس میں یہ بیان دیا گیا ہے کہ پہلے کے حکم کی تعمیل وقت کے اندر کی جائے گی۔ اس موقع پر سیکرٹری کالجز کا موقف ہے کہ کالج کی طرف مختلف پروکیورمنٹ اتھارٹیز ہیں لیکن بدقسمتی سے کئی سالوں سے انہوں نے فرنیچر نہیں منگوایا۔ اس موقع پر، وہ پروکیورمنٹ کمیٹیوں کے حوالے سے نوٹیفکیشن جمع کرواتا ہے اور وہ ڈسٹرکٹ اینڈ سیشن ججوں کی شمولیت اور نگرانی چاہتا ہے۔ چونکہ کالج اور لائبریری کا فرنیچر اور دیگر مضامین بہت ضروری ہیں اور ان کی عدم موجودگی لوگوں کو پبلک سیکٹر سے پرائیویٹ سیکٹر کی طرف دھکیلنے کی ایک وجہ ہے۔ اس کے مطابق، تمام ڈسٹرکٹ اینڈ سیشن جج متعلقہ پرنسپلز اور کالجز کے ڈائریکٹر کو بلائیں گے اور اس بات کو یقینی بنائیں گے کہ کالجوں کی خواہش کے مطابق خریداری چھ ماہ کے اندر کی جائے لیکن خوشگوار رسمی کارروائیوں کو پورا کرنے کے بعد۔ یہ بتانے کی ضرورت نہیں کہ ضلعی ججوں کا کردار صرف نگران ہوگا لہذا کمیٹیوں کی طرف سے کسی بھی قسم کی خرابی انہیں قانونی نتائج سے دوچار کرے گی۔**

42. یہاں یہ بتانا ضروری ہے کہ 2017 کی II-اپیل نمبر 32 میں درج ذیل احکامات جاری کیے گئے تھے۔

**14. مورخہ 04.10.2022 کے حکم کے مطابق، ڈائریکٹر جنرل پلاننگ سکولز اینڈ کالج آن ڈیولپمنٹ سائیڈ کا دعویٰ ہے کہ کالج کی 46 نئی عمارتیں مکمل ہو چکی ہیں، تاہم، ابھی تک SNE(s) کو**

محکمہ خزانہ سے منظور ہونا باقی ہے، ان کے مطابق قابل قدر وزیر اعلیٰ نے محکمہ خزانہ کو ہدایت کی ہے کہ کالج ڈیپارٹمنٹ کی جانب سے جمع کرائے گئے SNEs کی منظوری دی جائے۔ یہ بتانے کی ضرورت نہیں کہ اس عدالت کی طرف سے محکمہ خزانہ اور کالج ڈیپارٹمنٹ کو بار بار ہدایات جاری کی گئی ہیں۔ اس کے مطابق، سیکرٹری کالج ڈیپارٹمنٹ 46 کالجوں کی نشاندہی کرنے والے SNEs پیش کرے گا اور محکمہ خزانہ تمام قانونی اور ضابطہ اخلاق کا مشاہدہ کرنے کے بعد ایک ماہ کے اندر اس کی منظوری دے گا۔ ناکامی کی صورت میں سیکرٹری خزانہ وضاحت کے ساتھ حاضر ہوں گے۔

15. اس موقعے پر، ایڈیشنل سیکرٹری کالجز کا دعویٰ ہے کہ خان صحاب دین محمد جونیجو سکول کے نام سے ایک شاندار عمارت وفاقی حکومت نے تعمیر کی ہے کیونکہ اس سے قبل تعلیم وفاق/صوبائی حکومت کی کنکرنٹ لسٹ میں شامل تھی۔ اسی مناسبت سے ایڈیشنل سیکرٹری کالجز کا مؤقف ہے کہ انہوں نے اس عمارت کو اپنے قبضے میں لے لیا ہے اور وہ گرلز ڈگری کالج قائم کرنے جا رہے ہیں اور وہ پہلے ہی محکمہ خزانہ کے پاس SNE جمع کر چکے ہیں اور یہ منظوری کے لیے زیر التوا ہے۔ اس کے مطابق سیکرٹری خزانہ آج سے 15 دن کے اندر اس کی منظوری دیں گے۔

16. ڈائریکٹر جنرل پلاننگ سکولز اینڈ کالج ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ 46 کالجوں کے علاوہ 15 کالجوں کے حوالے سے رپورٹ پیش کریں گے، 15 میں سے تین کو خصوصی سمری کے ساتھ پتھورو میں منظور کیا گیا تھا اور تعلقہ کھپرو میں ہیں اور باقی بارہ سالانہ بجٹ میں منظور کیے گئے تھے۔ وہ ان کالجوں کی تعمیر کے حوالے سے پیش رفت رپورٹ پیش کرے گا اور ساتھ ہی، اگر سندھ حکومت کی جانب سے پچھلے تین سالوں میں کسی نئے اسکول/کالج کی منظوری دی گئی ہے اور ان اسکولوں/کالجوں کی موجودہ صورتحال کے بارے میں واضح بیان کے ساتھ پیش کیا جائے گا کہ آیا تعمیرات مکمل ہوئی ہیں یا نہیں۔ کہ جب تمام عمارتیں مکمل ہو جائیں گی۔ رپورٹ میں تصاویر کے ساتھ ساتھ ویڈیو فوٹیج بھی شامل ہوں گی۔ ڈائریکٹر جنرل ذاتی طور پر زیر تعمیر تمام عمارتوں کا دورہ کریں گے اور رپورٹ پیش کریں گے کہ اگر کسی شخص (نجی یا سرکاری) کی طرف سے تعمیرات میں کوئی رکاوٹ پیدا ہوتی ہے تو محکمہ سکولز/کالجز متعلقہ ڈسٹرکٹ اینڈ سیشن جج سے حکم کی تعمیل میں مدد کے لیے رجوع کرنے کا مجاز ہوگا۔ جیسا کہ اوپر ذکر کیا گیا معزز عدالت عظمیٰ نے منظور کیا۔ اگلی تاریخ کو ڈائریکٹر پلاننگ کالجز حاضر ہوں گے۔ وہ مسٹر دلاور منگی کے ساتھ بھی جائیں گے اور بیان کردہ شرائط کے مطابق رپورٹ پیش کریں گے۔

43. <u>اسی مناسبت سے، اوپر دیے گئے احکامات کے پیش نظر، سیکرٹری تعلیم کو سختی سے ہدایت کی جاتی ہے کہ وہ 46 نئی کالجوں کی عمارتوں اور گرلز ڈگری کالجوں سے متعلق SNEs کی منظوری کے حوالے سے رپورٹ پیش کریں۔ انہیں مزید 15 کالجوں کے بارے میں رپورٹ پیش کرنے کی ہدایت کی گئی ہے جن میں سے تین پتھورو اور تعلقہ کھپرو میں منظور ہوئے تھے اور باقی کو سالانہ بجٹ میں منظور کیا جانا تھا۔ سیکرٹری تعلیم کو مزید ہدایت کی گئی ہے کہ وہ تباہ شدہ/خطرناک سکولوں کی دیکھ بھال اور مرمت، فرنیچر کی دستیابی کا فوری کام شروع کریں۔ اس کے علاوہ</u>

اسکولوں کی طرف جانے والے قریبی راستوں اور اس سلسلے میں بغیر کسی ناکامی کے ایسی رپورٹ پیش کریں۔ تاہم، ناکامی کو جھوٹی کارروائی تصور کیا جائے گا۔

**کالج کی طرف بیچلر ڈگری کی تعلیم**

44. بیچلر ڈگری کی تعلیم کے حوالے سے یہ ایک تسلیم شدہ حقیقت ہے کہ صوبہ سندھ کے علاوہ دیگر صوبے کالج کی جانب سے 16 سالہ بنیادی ڈگری فراہم کر رہے ہیں۔ تاہم، صوبہ سندھ میں، بیچلر کی ڈگری 14 سال کی ہوتی ہے، جو کہ کسی بھی نوکری، اسکالرشپ یا اعلیٰ درجے کی تعلیم کے دیگر شعبوں میں داخلے کے لیے، دیگر ممالک سمیت، پوری دنیا میں بیچلر ڈگری کے طور پر قابل قبول نہیں ہے۔ . اس عدالت نے اس معاملے پر نوٹس لیتے ہوئے درج ذیل احکامات جاری کیے:-

> CP NO.D-1817/2016، 2894/2017 اور 2019/1890 میں سرکٹ کورٹ حیدرآباد میں منظور شدہ حکم مورخہ 02.08.2019 کے پیراگراف نمبر 12 اور 13-
>
> "12- ریکارڈ پر آیا ہے کہ ہائر سیکنڈری سکولوں میں پرنسپلز کی 25 کے قریب آسامیاں خالی پڑی ہیں۔ اسکول یا کالج میں پرنسپل کے عہدے کی اہمیت سے انکار نہیں کیا جاسکتا کیونکہ وہ اسکول یا کالج کے مناسب کام کو یقینی بنانا چاہتا ہے۔ اس طرح، سیکرٹری سکولز اس بات کو یقینی بنائیں گے کہ ایسی آسامیوں کو قانون کے مطابق پُر کیا جائے۔ اس موقع پر سیکریٹری تعلیم نے غیر ملکی عطیہ دہندگان کی تعلیمی پالیسی کے تحت گریڈ 16 تک کے تمام تدریسی عملے کی تقرری کے حوالے سے بحث کی، بھرتی کا عمل تھرڈ پارٹی کے ذریعے شروع کیا جاتا ہے، جبکہ 17 گریڈ سے اوپر کی آسامیوں کے لیے سندھ پبلک سروس کمیشن کی ضرورت ہوتی ہے۔ ہر پوسٹ پر بھرتی کریں. چونکہ تعلیم زیادہ اہم ہے اور بھرتی کے عمل کے حوالے سے کوئی سمجھوتہ قبول نہیں کیا جاسکتا، اس لیے سیکریٹری اسکولز اینڈ کالج ایجوکیشن نے عہد کیا کہ سندھ پبلک سروس کمیشن کی جانب سے بھرتی کا عمل شروع کرنے سے پہلے تھرڈ پارٹی کنٹریکٹ کے ذریعے اسکریننگ ٹیسٹ ہوگا۔ یہ بتانے کی ضرورت نہیں کہ محمد سمیع ابڑو اور دیگر بمقابلہ صوبہ سندھ اور دیگر [PLC (CS) 419 2017] کیس میں چیئرمین پبلک سروس کمیشن کو اس عدالت کے ڈویژن بنچ نے ہدایت کی تھی کہ وہ اس بات کو یقینی بنائیں کہ تعلیمی میدان میں تمام بھرتیوں کو یقینی بنایا جائے۔ تھرڈ پارٹی (IBA سکھر/NTS) کے ذریعے اسکریننگ ٹیسٹ کے بعد محکمہ شروع کیا جائے گا۔
>
> 13. سیکرٹری کالجز اور دونوں متعلقہ علاقوں کے چیف انجینئرز کا دعویٰ ہے کہ کھپرو گرلز ڈگری کالج اور پتھورو گرلز ڈگری کالج تین سال کے اندر، دونوں قصبوں سے ملحقہ سرکاری زمین پر قائم کیے جائیں گے۔

45. سیکرٹریز کالجز اور یونیورسٹی اور بورڈ دو سال کے اندر اندر سندھ بھر کے تمام کالجوں میں مختلف فیکلٹیز بالخصوص کمپیوٹر میں چار سالہ ڈگری پروگرام کو یقینی بنائیں گے۔

**04 سالہ ڈگری پروگرام**

46.	سندھ کے ہر ضلع کے کالجوں میں 04 سالہ ڈگری پروگرام کے حوالے سے مورخہ 26.05.2021 کے آرڈر کے ذریعے 2015 کے سوٹ نمبر 1243 میں، درج ذیل حکم منظور کیا گیا:

***10.	ایڈیشنل سیکرٹری کالجز کا مؤقف ہے کہ اس عدالت کے فیصلے اور ہائیر ایجوکیشن کمیشن کی پالیسی کے پیش نظر وہ ڈگری کالجوں میں چار سالہ ڈگری پروگرام شروع کرنے جا رہے ہیں پہلے مرحلے میں ہر ضلع میں کم از کم ایک ڈگری کالج آئندہ تعلیمی سال سے پروگرام پیش کرے گا. یہ بتانے کی ضرورت نہیں کہ وہ پروگرام ان ڈگری کالجوں میں پیش کیے جائیں گے جہاں پہلے مرحلے میں ضلعی یونیورسٹیاں دستیاب نہیں ہیں اور اس کے بعد 2021 سے 2023 تک وہ ہر ڈگری کالجوں، لڑکیوں اور لڑکوں دونوں میں چار سالہ پروگرام شروع کریں گے۔ اس موقع پر ایڈیشنل سیکرٹری کالجز نے دعویٰ کیا کہ وہ 14 سال کی تعلیم مکمل کرنے والے طلباء کو بیچلر آف آرٹس، سائنس اور کامرس کی ڈگریوں میں ہائر ایجوکیشن کمیشن کے معیار پر پورا اترنے کے لیے 16 سال تک کی مزید تعلیم مکمل کرنے کا موقع فراہم کرنے جا رہے ہیں۔***

47.	اس عدالت نے C.P.No.D-1817/2016 وغیرہ میں مورخہ 02.08.2019 کے حکم کے ذریعے درج ذیل حکم جاری کیا:

***11. اس موقعے پر، 15 مارچ 2017 کو ہائر ایجوکیشن کمیشن کے خط کا حوالہ دینا مناسب ہوگا، جو یہ ہے:-***

31

HIGHER EDUCATION COMMISSION
H-9, ISLAMABAD, PAKISTAN Website http://www.hec.gov.pk

**uhammad Raza Chohan**
ctor General (Academics)

No. 9-2(16) Phasing out BA/BSc/Curri-HEC/2016-982
March 15, 2017

Subject: **PHASING OUT TWO YEARS DEGREE PROGRAMMES BA/BSc & MA/MSc BY THE YEAR 2018 & 2020 RESPECTIVELY**

Dear Sir/Madam,

It has been observed that most of the universities are using abbreviations BS and BSc (Hons) involving 16 years schooling and BA/BSc involving 14 years schooling respectively. Similarly, abbreviations MS/MPhil and MSc (Hons) are adopted to denote 18 years Masters. The main disadvantage of using different titles for bachelor level degrees is creating confusion for employers, national, international organizations and community as well.

For streamlining, HEC constituted a committee comprising of experts from different universities/institutions to work on the possibility of phasing out BA/BSc programmes and to devise a mechanism to accommodate existing BA/BSc graduates into BS four years programme. The Committee analyzed BA/BSc programmes at different universities. It proposed a bridging semester as foundation to cover the academic deficiency of a student who would be entering in to the 5th semester of the BS programme. Moreover there shall be NO admissions in conventional BA/BSc after Academic year 2018 & in MA/MSc after Academic Year 2020

The matter was taken up in the 31st meeting of the "Commission" and was approved as a policy, therefore needs to be communicated to all the universities/DAIs of Pakistan for implementation within all HEIs in letter and spirit.

In this regard, all universities/DAIs are advised to comply with the Commission's endorsement to the recommendations of the committee, constituted for the purpose of Phasing out BA/BSc and bridging the existing BA/BSc graduates

With profound regards,

Yours sincerely,

(Muhammad Raza Chohan)

## <u>16 سال کی تعلیم</u>

48. C.P.No.D-1817/2016 وغیرہ میں اس عدالت نے 2 اگست 2019 کو مندرجہ ذیل مشاہدہ کیا:

**13. یہ عجیب بات ہے کہ صوبہ پنجاب اور کے پی کے میں 04 سالہ بی اے اور بی ایس سی پروگرام ایچ ای سی کی طرف سے فراہم کردہ رہنما اصولوں کے پیش نظر شروع کیے جاتے ہیں، جب کہ سندھ میں، ڈگری کالجز 14 سال تک کے دو سالہ پروگرام پر مبنی ڈگریاں فراہم کر رہے ہیں۔ ایسا لگتا ہے کہ یہ مذکورہ بالا فیصلے کی مکمل نفی ہے۔ سیکرٹری کالجز مذکورہ حقائق کے پہلو کو متنازعہ بنانے کی پوزیشن میں نہیں ہیں۔ درخواست گزار کے وکیل کا موقف ہے کہ پوری دنیا میں دو سال کی بی اے/بی ایس سی کی ڈگری قابل قبول نہیں ہے، اس لیے ڈگری کالجوں میں 16 سال کے بجائے 14 سال کی تعلیم دی جائے تو کوئی فائدہ نہیں۔ اسی طرح 18 سال تک MS/M.Phil اور MSc (آنرز) ہونا ضروری ہے۔ اس طرح کے مسئلے کی اہمیت پر تھوڑی سی بحث یہ بھی سامنے آئی کہ نوٹیفکیشن # 15- A&C/2019/HEC/691/54 مورخہ: جمعرات 11 جولائی 2019 کے ذریعے ہائر ایجوکیشن کمیشن (HEC)، اسلام آباد نے بی اے کو بند کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ /ایسوسی ایٹ ڈگری پروگراموں کے ساتھ منتقلی میں 02 سال کے بی ایس سی پروگرام۔ مزید ہدایت کی گئی ہے کہ نئے نام (ایسوسی ایٹ ڈگری یا AD) کو 02 سالہ پوسٹ ہائر سیکنڈری یا مساوی پروگراموں سے متعلق تمام دستاویزات اور اعلانات میں اپنایا جائے گا، اور BA/BSc پروگراموں کے سابقہ ناموں کو فوری طور پر بند کر دیا جائے گا۔ جو طلباء 31 دسمبر 2018 کو یا اس سے پہلے BA/BSc پروگراموں میں اندراج/رجسٹرڈ ہیں انہیں 31 دسمبر 2020 تک اپنے پروگرام مکمل کرنے اور قابل اطلاق BA یا BSc ڈگری حاصل کرنے کی اجازت ہے۔ جو لوگ کٹ آف تاریخ تک اپنے کورسز آف اسٹڈیز کو مکمل کرنے میں ناکام رہتے ہیں انہیں ڈگری دینے والی یونیورسٹی کی طرف سے مقرر کردہ تقاضوں کی تکمیل پر ایسوسی ایٹ ڈگری سے نوازا جائے گا۔ <u>اس طرح کے قانونی عہدے سے فرار کی کوئی صورت نہیں ہے، اس لیے سیکریٹری کالجز اور سیکریٹری یونیورسٹیز اس بات کو یقینی بنائیں کہ سندھ کا تعلیمی نظام مطلوبہ عالمی معیار کے مطابق ہو اور مذکورہ بالا فیصلے اور ہدایات پر اس کی روح کے مطابق عمل کیا جائے۔ ہمیں، شامل کرنے کی ضرورت نہیں، لوگوں کو ایک محدود علاقے کے لیے نہیں بلکہ پوری دنیا کے لیے تعلیم دینا ہے۔ اس سلسلے میں مندرجہ بالا تمام ڈگریوں اور طریقہ کار کے کورسز کو تمام متعلقہ مضامین کو شامل کرکے دو سال سے چار سال میں تبدیل کیا جائے گا۔</u> اس موقع پر چیف سیکریٹری سندھ کو سیکریٹری کالجز پر مشتمل ایک کمیٹی تشکیل دینے کی ہدایت کرنا مناسب ہوگا۔ جناب نثار احمد صدیقی، وائس چانسلر، آئی بی اے؛ محترمہ ناہید شاہ درانی، منیجنگ ڈائریکٹر، سندھ ایجوکیشن فاؤنڈیشن، حکومت سندھ (SEF) اور سیکریٹری پلاننگ اینڈ ڈیولپمنٹ (P&D) سندھ، کالجوں اور یونیورسٹیوں کے سیکریٹریز جو اس پہلو کا جائزہ لیں گے اور اس بات کو یقینی بنائیں گے کہ متعلقہ اور ضروری مضامین فراہم کیے جائیں۔ نصاب**

**میں اور یہ حکم چھ ہفتوں کے اندر اندر اس کی روح کے مطابق نافذ ہو جاتا ہے۔**

**نصاب اور سنگل نصاب کی پالیسی:-**

49. اس عدالت نے مورخہ 12.11.2019 کے حکم کے ذریعے 2017 کی II-اپیل نمبر 32 میں منظور کیا، نصاب کے مسئلے کا فیصلہ، متعلقہ پیراگراف نمبر 3 سے 7 کو اس کے ساتھ دوبارہ پیش کیا جاتا ہے:-

"3. متعلقہ سوال پر آنے سے پہلے، میں یہ کہنے پر مجبور ہوں کہ کسی کو پہلے مناسب تربیت/تعلیم دیے بغیر امتحانی ہال میں داخل کرنے کا کوئی تصور موجود نہیں ہے، اس لیے تربیت/تعلیم، بلاشبہ، پہلا اختتام ہے جبکہ امتحان آخری اختتام ہے۔ پہلے والے کو ہمیشہ پہلے خطاب کرنے کی ضرورت ہوتی ہے۔

"وقت کسی بہانے کو نہیں پہچانتا" اس لیے اگر کوئی کسی دور کا حصہ بننا چاہتا ہے تو اسے وقت کے ساتھ قدم بڑھانے کی ضرورت ہے۔ اس تعلیم کی اہمیت کو بیان کرنے کے لیے کسی اور مثال کی ضرورت نہیں ہوگی کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اپنے آخری نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو پہلا حکم ''اقراء'' تھا جس کا مطلب ہے ''پڑھنا''۔ اگرچہ رینگنا ابھی 21ویں صدی میں داخل ہو چکا ہے، اس لیے ہمارے پاس اس دور میں زندہ رہنے کی کوشش کرنے کے سوا کوئی چارہ نہیں بچا ہے جو اس زمانے کی تعلیم کے بغیر کبھی ممکن نہیں ہے کیونکہ یہ صرف تعلیم ہی ہے جو سرحدوں کی رکاوٹوں کو ہٹاتی ہے۔ دنیا کے لیے پاکستان ایک واحد ہے، اس لیے اس کا نصاب/سیلبس یکساں معیار کا ہونا چاہیے۔ "سندھ" کے لوگوں کو بین الاقوامی کم سے کم قومی سطح/معیاری تعلیم حاصل کرنے کا حق حاصل ہے تاکہ جدید دور میں قومی یا بین الاقوامی باڑ کے بغیر کسی رکاوٹ کے ساتھ ساتھ مالی رکاوٹوں کے ساتھ ساتھ تعلیم/علم کی بات کی جائے تو وہ منصفانہ مقابلہ کر سکیں۔ تاہم، پوزیشن ایسی کبھی نہیں رہی کیونکہ متعلقہ سہ ماہی (حکومت) نے مسلسل کوتاہی کرتے ہوئے، اصل خیال/تصور یعنی تعلیم سب کے لیے ایک افسوسناک حقیقت میں بدلنے کی اجازت دی کہ "بہتر تعلیم صرف دولت مندوں کے لیے ہے"۔ اپنے بچے کو کسی مقام پر دیکھنا والدین کا ہمیشہ سے خواب رہا ہے جو (خواب) انہیں (والدین) کو اپنے بجٹ (اپنے لیے بنیادی ضروریات) کی تباہی کو قبول کرنے پر راضی کرتا ہے۔ مجھے یہ تسلیم کرنا پڑے گا کہ ایسا سمجھوتہ ہمیشہ کام نہیں کرتا اور غربت ایسے خوابوں پر غالب رہتی ہے کیونکہ پبلک سیکٹر میں اچھی تعلیم کے تصور پر یقین کرنا مشکل ہے۔ شاید اس کی اجازت دی گئی تاکہ اچھی تعلیم مفت فراہم کرنے کی حکومت کی مکمل ذمہ داری سے بچا جا سکے جو کہ بصورت دیگر حکومت کی ذمہ داری تھی اور اب بھی ہے کیونکہ اکثریت غریب ہے اس لیے آغا کے سکولوں میں تعلیم کے متحمل نہیں ہو سکتے۔ خان; BECON شہر، معلم وغیرہ۔ مختصر یہ کہ آئین کے آرٹیکل 25 کے تحت ہر ایک

شہری کے لیے دستیاب ضمانت اپنی اہمیت کھو رہی ہے۔ اس کا اندازہ ان کا معزز عدالت عظمیٰ نے محمد عمران بمقابلہ صوبہ سندھ کے حالیہ کیس اور SCMR 1753 2019 میں رپورٹ کردہ دیگر متعلقہ معاملات میں کیا ہے، جو یہ ہے:-

"4. پچھلے تیس سالوں میں ہم نے پرائیویٹ سیکٹر میں تعلیمی اداروں کی ترقی کا مشاہدہ کیا ہے کیونکہ ایسے اداروں میں اپنے بچوں کو تعلیم دلانے کے لیے والدین کا انحصار غیر معمولی حد تک بڑھ گیا ہے۔ یہ انحصار سرکاری تعلیمی نظام میں تعلیم کے قابل رحم معیار کی وجہ سے ہے۔ بہت سے سرکاری سکولوں میں مناسب عمارتیں نہیں ہیں۔ جہاں کبھی سکول کی مناسب عمارت تھی اب وہ ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہے۔ زیادہ تر سکول اساتذہ کے بغیر ہیں اور جہاں کوئی ہیں وہاں کلاس نہیں لیتے، زیادہ تر غیر حاضر رہتے ہیں پھر بھی سرکاری خزانے سے تنخواہ نہیں لیتے۔ زیادہ تر اساتذہ کے پاس ان مضامین میں مطلوبہ مہارت بھی نہیں ہے جو وہ پڑھاتے ہیں حالانکہ وہ کاغذ پر اہل اساتذہ ہونے کا مظاہرہ کر سکتے ہیں۔ یہاں تک کہ جہاں یہ اساتذہ سکولوں میں پڑھتے ہیں وہاں پر یا تو فرنیچر نہ ہونے کے برابر ہے اور وہ بھی ٹوٹ پھوٹ کا شکار نظر آتا ہے اور دوسری ضروری سہولیات کی تو کیا بات کی جائے جو حکومت نے پرائیویٹ تعلیمی اداروں کے لیے قوانین میں مقرر کر رکھی ہیں۔ اس طرح قابل اور باصلاحیت اساتذہ کی کمی کے ساتھ ساتھ ضروری سہولیات کی کمی کی وجہ سے بہت سے متوسط اور نچلے متوسط طبقے کے خاندان جو چند دہائیاں قبل اپنے بچوں کو صرف سرکاری سکولوں میں بھیجتے تھے، کا عوامی تعلیمی نظام پر سے اعتماد بالکل ختم ہو چکا ہے۔ . ان خاندانوں نے اپنے بچوں کی بہتر تعلیم کی خواہش میں پرائیویٹ سکولوں میں داخلہ لینا شروع کر دیا ہے جہاں کچھ عرصہ پہلے صرف اعلیٰ متوسط اور امیر طبقے کے خاندان ہی اپنے بچوں کو بھیجتے تھے۔ اس کے نتیجے میں پرائیویٹ سکولوں میں پہلے سے زیادہ اضافہ ہوا ہے۔ اب کچھ اعدادوشمار کے مطابق پرائیویٹ سکولوں میں 50% سے زیادہ طلباء کو سرکاری سکولوں سے پاس آؤٹ ہونے والے طلباء پر قابلیت کی برتری حاصل ہے۔ نجی اسکولوں میں پڑھانے والے اساتذہ کی ایک بڑی تعداد نے خود نجی اسکولوں میں تعلیم حاصل کی ہے۔ وہ اپنی تدریسی صلاحیتوں میں سرکاری اسکولوں کے بیشتر اساتذہ سے کہیں زیادہ مہارت رکھتے ہیں۔ آج کوئی ان طالب علموں کے درمیان فرق محسوس کر سکتا ہے جو پرائیویٹ سکولوں میں پڑھتے ہیں اور سرکاری سکولوں میں پڑھتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ پرائیویٹ تعلیمی اداروں سے تعلیم مکمل کرنے والے طلباء بیرون ملک کی معروف یونیورسٹیوں میں داخلہ لے کر جاب مارکیٹ کا ایک بہت بڑا حصہ حاصل کر لیتے ہیں اور سرکاری سکولوں سے نکالے جانے والوں کے مقابلے باآسانی اعلیٰ عہدے حاصل کر لیتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ لاگت سے قطع نظر متوسط اور نچلے متوسط طبقے کے گھرانوں کے والدین اپنے بچوں کو پرائیویٹ اسکولوں میں

بھیج رہے ہیں حالانکہ اس نے ان کے بجٹ کو شدید متاثر کیا ہے۔ اس طرح کے بوجھ کی زیادہ تر ذمہ داری حکومت پر عائد ہوتی ہے جو عوامی تعلیمی نظام کو کامیابی سے چلانے میں ناکام رہی ہے۔ یہ بھی ایک وجہ ہے کہ ملک کی شرح خواندگی جو چند سال پہلے 60% تھی اب گھٹ کر 58% رہ گئی ہے اور حکومت کی تعلیمی پالیسیوں کی بدولت اس میں مزید کمی کا خدشہ ہے جو کہ بے سود ثابت ہوئی ہیں۔ "

4. اگرچہ اچھی ساختی فضا پر کبھی کوئی سمجھوتہ نہیں ہونا چاہیے لیکن تاریخ خود بتاتی ہے کہ "اچھی تعلیم" عام طور پر کھلے آسمان تلے دی جا سکتی ہے۔ اس طرح کی منتقلی کے لیے عام طور پر صرف دو کے درمیان اچھے اور دوستانہ رابطے کی ضرورت ہوتی ہے۔ یہاں یہ اضافہ کرنا ضروری ہے کہ "تعلیم" کی اصطلاح کو کبھی بھی کوئی "درجہ بندی" معلوم نہیں تھی اور نہ ہی جاننی چاہیے کیونکہ "تعلیم" نہ صرف سب کے لیے ہونی چاہیے بلکہ آج اور آنے والے کل کے لیے ہے اور "ماضی" کے لیے نہیں۔ سرکاری اور نجی تعلیمی نظام کے درمیان ایک بڑا فرق، بلاشبہ، نصاب / نصاب اور اس کی فراہمی کا طریقہ ہے، جیسا کہ معزز عدالت عظمیٰ نے اپنے فیصلے کے حوالہ شدہ پیرا (سوپرا) میں مشاہدہ کیا ہے۔ نصاب/سیلبس کو پرائیویٹ اسکولوں/بین الاقوامی کم از کم قومی معیار کی سطح تک لانے کے لیے زیادہ محنت کی ضرورت نہیں ہے لیکن اس کے اثرات ضرور ہوں گے کیونکہ خیال کیا جاتا ہے کہ نصاب ہر سال چھاپنا پڑتا ہے۔ یہاں، یہ شامل کرنا ضروری ہے کہ "سرکاری اساتذہ" عام طور پر مطلوبہ اہلیت کے مالک ہوتے ہیں اور اب بھی وہ سبجیکٹ سپیشلسٹ ہیں، اس لیے تھوڑی سی تربیت/ ورکشاپ ایسے اساتذہ کے لیے مددگار ثابت ہو سکتی ہے، اگر وہ ٹیچر ہیں۔ یہ حکم مورخہ 02.08.2019 کے سی پی نمبر 2016/1817 میں اس عدالت کی سرکٹ کورٹ حیدرآباد اور دیگر متعلقہ درخواستوں میں منظور کیا گیا تھا جو کہ:-

*16. یہ بات ریکارڈ پر آئی ہے کہ ایس ایس سی لیول کے مضامین آغا خان یونیورسٹی ایگزامینیشن بورڈ اور پنجاب ایگزامینیشن بورڈ کے برابر نہیں ہیں۔ درخواست گزار کے وکیل نے کچھ دستاویزات جمع کرائے ہیں جن میں تمام مضامین کا طریقہ کار دکھایا گیا ہے جیسا کہ سکول ایجوکیشن صوبہ پنجاب اور آغا خان یونیورسٹی بورڈ نے نظر ثانی کی ہے جبکہ 28.02.2018 کو انٹرمیڈیٹ اینڈ سیکنڈری ایجوکیشن حیدرآباد سندھ کے جاری کردہ نوٹیفکیشن میں مختلف دستخط دکھائے گئے ہیں۔ یہاں موازنہ کا چارٹ فراہم کرنا مناسب ہوگا، جو یہ ہے:-*

| | پنجاب B.I.S.E (2003سے) | | آغا خان بورڈ B.I.S.E (2007سے) | | سندھ B.I.S.E (1990 سے) | |
|---|---|---|---|---|---|---|
| | **SSC-I** | **SS-II** | **SSC-I** | **SSC-II** | **SSC-I** | **SSC-II** |
| 01 | حیاتیات-I | حیاتیات-II | حیاتیات-I | حیاتیات-II | حیاتیات | ریاضی |
| 02 | کیمیات-I | کیمیات-II | کیمیات-I | کیمیات-II | کیمیات | طبیعیات |
| 03 | طبیعیات I- | طبیعیات II- | طبیعیات I- | طبیعیات II- | لازمی اردو/سندھ | لازمی اردو/سندھ |

| | | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|---|
| | | | | | ی | ی |
| 04 | ریاضی-I | ریاضی-II | ریاضی-I | ریاضی-II | لازمی پاکستان اسٹڈیز | لازمی اسلامی تعلیمات |
| 05 | انگریزی I- | انگریزی II- | انگریزی I- | انگریزی II- | انگریزی I- | انگریزی II- |
| 06 | اردو-I/A اردو / تاریخ جیو پاکستان | اردو -II سندھی/ ہسٹری جیو پاکستان | اردو I/A- اردو/ تاریخ جیو پاکستان | اردو -II سندھی/ ہسٹری جیو پاکستان | | |
| 07 | اسلامیات -I/ اخلاقیات- II | اسلامیات- II/ اخلاقیات- II | اسلامیات -I/ اخلاقیات- II | اسلامیات- II/ اخلاقیات- II | | |
| 08 | مطالعہ پاکستان-I | مطالعہ پاکستان-II | مطالعہ پاکستان-I | مطالعہ پاکستان-II | | |

**مطالعے کی اسکیم کا مسابقتی تنظیمی چارٹ**

مختصر شکلیں

B.I.S.E: بورڈ آف انٹرمیڈیٹ اینڈ سیکنڈری ایجوکیشن
اے اردو/ اے سندھی: آسان اردو/ آسان سندھی۔

جیو: جغرافیہ

SSC: سیکنڈری اسکول سرٹیفکیٹ (میٹرک IX، X)

نوٹ: پہلے بھیجے گئے دستاویزات کی بنیاد پر ڈیٹا اکٹھا اور مرتب کیا گیا۔

بین الاقوامی/قومی معیار پر تعلیم فراہم کرنا صوبے کا اولین فرض ہے۔ بلاشبہ سندھ میں وہی پرانا نصاب/سیلبس برسوں سے موجود ہے اس طرح صوبہ سندھ اس نظام سے فائدہ اٹھا سکتا ہے جس کے تحت صوبہ پنجاب کی طرف سے ایس ایس سی کے مضامین کو آغا خان یونیورسٹی ایگزامینیشن بورڈ کی طرح نظر ثانی کی جاتی ہے۔ اس کے مطابق سیکرٹری اسکولز اینڈ بورڈز آغا خان بورڈ کی طرح ایک ہی طریقہ کار کو یقینی بنائیں گے۔ اس آرڈر کی کاپی تعمیل کے لیے تمام چیئرمین بورڈز کو بھیجی جائے گی، بشمول ریفر کردہ سیکریٹریز۔ یہ مشق ترجیحی طور پر تین ماہ کے اندر مکمل کی جائے گی۔

5. اس کے مطابق، تمام تعلیمی بورڈز اس بات کو یقینی بنائیں گے کہ وہ 2020 کے بعد پیراگراف نمبر 16 کو اس کے خط اور روح میں لاگو کریں گے اور وہ تفصیلات جمع کریں گے کہ انہوں نے اس متعلقہ پیراگراف کو کیسے نافذ

کیا ہے سیکرٹریز بورڈز اور یونیورسٹیاں تعمیل کو یقینی بنائیں۔

6. اس کے علاوہ، رجسٹرار، IBA سکھر کا موقف ہے کہ نصاب 2006 کے حوالے سے وفاقی پالیسی کے باوجود، ابھی تک صوبہ سندھ کے محکمہ تعلیم نے اس کا اطلاق نہیں کیا، جبکہ تینوں صوبوں میں، نصاب 2006 کی پالیسی موجود ہے اور طلباء اس کے فوائد حاصل کر رہے ہیں۔ وہ پالیسی جو بہترین ہے اور بلوم کی درجہ بندی کے مراحل سے متعلق ہے۔ یہ تمام یونیورسٹیوں، کالجوں اور اسکولوں پر بھی لاگو ہوتا ہے۔ یہ عمل ہے نہ کہ نعرے جو اثرات دیتے ہیں۔ جب ترقی پسند چیز کی بات آتی ہے تو پھر "بہترین" کی اہلیت کو بھی تیار کرنے کی ضرورت ہوتی ہے۔ نصاب 2006 کی پالیسی، جو کہ ترقی یافتہ اور ترقی یافتہ ہے، اس کو نافذ کرنے کے لیے ہمیشہ سراہا جانا ضروری ہے۔ اس کے مطابق چیف سیکریٹری، سندھ جناب نثار احمد صدیقی، وائس چانسلر، آئی بی اے سکھر کی سربراہی میں ایک اعلیٰ سطحی کمیٹی تشکیل دیں گے جس میں چیئرمین بورڈز آف ایجوکیشن، چیئرمین سندھ ٹیکسٹ بک بورڈ، ڈائریکٹر کریکولم محترمہ ناہید شاہ درانی، سابق ناظم اعلیٰ شامل ہوں گے۔ منیجنگ ڈائریکٹر سندھ ایجوکیشن فاؤنڈیشن (SEF)، موجودہ منیجنگ ڈائریکٹر، SEF، سندھ یونیورسٹی کے وائس چانسلر، کراچی یونیورسٹی کے وائس چانسلر، خیرپور یونیورسٹی کے وائس چانسلر، سیکریٹری اسکولز اینڈ کالجز اور اس پالیسی کا اطلاق بھی سال 2020 سے ہوگا۔ . کمیٹی کی تشکیل کے حوالے سے نوٹیفکیشن چیف سیکریٹری سندھ اس آرڈر کی وصولی کے بعد ایک ہفتے کے اندر جاری کرے گا۔ تمام بورڈز اور یونیورسٹیز ذمہ دار ہوں گے اور وہ انڈرٹیکنگ کے ساتھ آگے آئیں گے۔ یہ بتانے کی ضرورت نہیں کہ اس طرح کی پالیسی سندھ کے علاوہ پاکستان میں ہر جگہ لاگو ہے، اس لیے سندھ کے پبلک سیکٹر کے طلبہ برابر ہوں گے اور جیسا کہ یہ قومی نصاب ہے۔

7. چونکہ نصابی پالیسی اور کتابوں کی اشاعت کا تعلق سندھ ٹیکسٹ بک بورڈ اور ڈائریکٹر کریکولم سے ہے، لہٰذا، دونوں کو اس بات کو یقینی بنانے کی ہدایت کی جاتی ہے کہ کتابیں نصاب کے مطابق اور نصابی پالیسی 2006 کے معیار کے مطابق دستیاب ہوں، لہذا صوبوں میں اس کا اطلاق ہوتا ہے۔ پنجاب، کے پی کے کے ساتھ ساتھ بلوچستان کے محکمہ تعلیم۔ اس موقع پر، جناب زاہد خان کھنڈ، رجسٹرار، آئی بی اے سکھر کا مؤقف ہے کہ عام طور پر آغا خان بورڈ سندھ ٹیکسٹ بک بورڈ کی بجائے پنجاب ٹیکسٹ بک بورڈ اور کے پی کے ٹیکسٹ بک بورڈ کی کتابیں تجویز کرتا ہے، اس لیے سندھ ٹیکسٹ بک بورڈ کو ضرورت ہے۔ اپ گریڈ کرے گا اور اس بات کو یقینی بنائے گا کہ شائع شدہ کتابیں دوسرے

صوبوں کے برابر ہوں۔ اس کے مطابق چیئرمین سندھ ٹیکسٹ بک بورڈ کے ساتھ ساتھ ڈائریکٹر نصاب کو نوٹس جاری کریں اور وہ اگلی تاریخ کو حاضر ہوں گے اور وہ اس بات کا حلف اور طریقہ کار جمع کرائیں گے کہ 2020 کے بعد سے ایک ماہ کے تعلیمی سیشن کے آغاز سے پہلے کتابیں دستیاب ہوں گی۔ "

50- چیئرمین سندھ ٹیکسٹ بورڈ تعلیمی سیشن کے آغاز سے قبل ہر مضمون کی کتابوں کی دستیابی کو یقینی بنائیں گے۔

51. 13.12.2022 کو، 2017 کی II-اپیل 32 میں، اس عدالت نے اسکولوں اور کالجوں میں سال اول اور انٹرمیڈیٹ کی مفت کتابوں کی فراہمی کی ہدایت کی:

> 12. اس موقعے پر، ایڈیشنل سیکرٹری کالجز کا کہنا ہے کہ سندھ ٹیکسٹ بک بورڈ کو تمام اسکولوں اور کالجوں میں سال اول اور انٹرمیڈیٹ کی مفت کتابیں فراہم کرنے کی ضرورت ہے۔ اس کے مطابق چیئرمین سندھ ٹیکسٹ بک بورڈ اس بات کو یقینی بنائے گا کہ تمام اسکولوں، ہائیر سیکنڈری اسکولوں اور کالجوں کو سال اول اور انٹرمیڈیٹ کی مفت کتابیں فراہم کی جائیں۔ چیئرمین اور سکریٹری ٹیکسٹ بک بورڈ سماعت کی اگلی تاریخ پر حاضر ہوں گے اور وہ اس گھوٹالے کے حوالے سے وضاحت پیش کریں گے جیسا کہ اوپر بحث کی گئی بڑی کتابیں فروخت ہوئیں۔

52. اسی طرح، 2023 کا C.P.No.D-42 والا کیس حال ہی میں 2023-01-26 کو اس عدالت کے ڈویژنل بنچ کے سامنے سماعت کے لیے آیا تھا، جب ڈویژن بنچ نے مندرجہ ذیل احکامات جاری کیے تھے۔ ;

> "درخواست گزار دعوی کر رہا ہے کہ سندھ ایجوکیشن فاؤنڈیشن (SEF) مضامین کے اسکولوں کو مالی امداد فراہم نہیں کر رہی ہے۔ ریجنل ڈائریکٹر نے دعویٰ کیا کہ وہ جسمانی نگرانی کی بنیاد پر مالی امداد فراہم کرتے تھے تاکہ یہ یقینی بنایا جا سکے کہ رجسٹرڈ بچے تعلیم حاصل کر رہے ہیں اور دوسرے سرکاری سکولوں میں کوئی نقلی داخلہ نہیں ہے۔ اس کے علاوہ ان کا دعویٰ ہے کہ 1349 ایلیمنٹری اسکول، 272 سیکنڈری اسکول، 122 ہائی اسکول اور 44 ہائیر سیکنڈری اسکول ہیں۔ ان کے پاس شاگردوں کا کمپیوٹرائزڈ ریکارڈ موجود ہے اور انہوں نے ریفارم سپورٹنگ یونٹ (RSU) کو اس بات کی تصدیق کے لیے فہرست فراہم کی ہے کہ آیا یہ شاگرد

سندھ ایجوکیشن اینڈ لٹریسی ریگولر سسٹم میں رجسٹرڈ ہیں یا نہیں۔

سکریٹری، تعلیم اور خواندگی محکمہ، حکومت سندھ، نے دعویٰ کیا کہ ان کے پاس تمام اسکولوں کا کمپیوٹرائزڈ ریکارڈ نہیں ہے کیونکہ وہاں تقریباً 4.7 ملین طلباء ہیں۔ ہماری رائے میں سیکرٹری تعلیم و خواندگی محکمہ حکومت سندھ کی جانب سے ریکارڈ کو اپ ڈیٹ کرنے میں اپنی نااہلی کا اظہار ایک لنگڑا بہانہ ہے۔ بنیادی ڈھانچے کی عدم دستیابی بھی ان کی طرف سے ایک غلط بیان ہے۔ یہ غلط ہے کیونکہ مختلف چینلز ہیں جہاں سے تمام سکولوں اور طلباء کا درست کمپیوٹرائزڈ ریکارڈ حاصل کیا جا سکتا ہے۔ اور اگر ایسا ہے تو پھر گھوسٹ اسکولوں، گھوسٹ ٹیچر اور گھوسٹ اسٹوڈنٹس کا عنصر ختم نہیں ہوسکتا کیونکہ فنڈز (SMC فنڈز)، اسکولوں کے مینٹیننس فنڈز، اساتذہ کی تنخواہوں اور طلباء کے لیے فنڈز سمیت مختلف ہیڈز کے فنڈز ہیں۔ مختص اور جاری. یہ بہت آسان ہے کہ سکولوں کا کمپیوٹرائزڈ ریکارڈ ڈسٹرکٹ اکاؤنٹس آفیسرز سے حاصل کیا جا سکتا ہے۔

سیکرٹری تعلیم کا مزید کہنا ہے کہ ان کے پاس ریکارڈ کو اپ ڈیٹ کرنے کا انفراسٹرکچر نہیں ہے۔ سیکرٹری تعلیم کا یہ اعتراض ایک بار پھر غلط اور لنگڑا بہانہ ہے۔ یہ بات ہمارے ذہن سے باہر ہے کہ ریکارڈ کو اپ ڈیٹ کرنے کے لیے اسے کس قسم کے انفراسٹرکچر کی ضرورت ہے خاص طور پر جب محکمہ تعلیم جدید آلات سے لیس ہو۔ اس کے علاوہ محکمہ تعلیم حکومت سندھ نے ہر ضلع میں مانیٹرنگ آفیسرز، مانیٹرنگ اسسٹنٹس کے ذریعے چیف مانیٹرنگ آفیسرز کے ذریعے اسکولوں کی نگرانی کا نظام متعارف کرایا اور یہ نظام تاحال جاری ہے۔ ان مانیٹرنگ حکام کے ذریعے محکمہ تعلیم سکولوں کے ایک دورے میں مطلوبہ ڈیٹا اکٹھا کر سکتا ہے۔ محکمہ تعلیم نے ہر اسکول کو ایک SEMIS کوڈ مختص کیا ہے اور اس کوڈ کے ذریعے اصل مطلوبہ ڈیٹا اکٹھا کیا جا سکتا ہے۔

انتظامی طور پر، صوبے میں تعلیمی نظام کو مندرجہ ذیل طریقے سے نمٹا یا جاتا ہے۔

- اسکول کی سطح پر (پرائمری، ایلیمنٹری، سیکنڈری اور ہائیر سیکنڈری) ہیڈ ماسٹرز/ہیڈ مسٹریس اور پرنسپلز کے ذریعے۔
- سپروائزر کچھ اسکولوں کو کنٹرول کرتے ہیں۔

• TEOs ضلعی سطح پر تعلقہ سطح پر اسکولوں کی کنٹرولنگ اتھارٹی ہیں۔
• اسسٹنٹ ڈسٹرکٹ ایجوکیشن آفیسر (پرائمری اور سیکنڈری)
• ڈپٹی ڈسٹرکٹ ایجوکیشن آفیسر (پرائمری اور سیکنڈری)
• ڈویژن کی سطح پر ڈسٹرکٹ ایجوکیشن آفیسر (پرائمری اور سیکنڈری)۔
• اسسٹنٹ ڈائریکٹر
• ڈپٹی ڈائریکٹر.
• اضافی ضلع۔
• ڈائریکٹر.
صوبے کی سطح پر۔
• ڈپٹی سیکرٹری۔
• ایڈیشنل سیکرٹری۔
• سیکرٹری۔

اگر مندرجہ بالا تمام افسران اور ڈائریکٹر لیول تک کے اہلکار اس مسئلے پر خلوص نیت، ایمانداری اور مستعدی سے کام کریں تو یہ کام بمشکل ایک ماہ میں مکمل ہو سکتا ہے۔ ڈسٹرکٹ ایجوکیشن آفیسرز اور ڈائریکٹرز کے دفاتر میں جدید آلات موجود ہیں اور اگر ان جدید آلات کے استعمال سے ڈیٹا سیکرٹری لیول پر منتقل کیا جائے تو طلباء کے ڈیٹا کو مرتب کرنا کوئی مشکل کام نہیں اور یہ عمل سیکرٹری تعلیم کو قابل بنائے گا۔ اگلی سماعت کی تاریخ پر اس عدالت میں جمع کرائیں۔

سیکرٹری ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ کو سختی سے ہدایت کی گئی ہے کہ ایک ماہ کے اندر مانیٹرنگ آفیسرز یا محکمہ تعلیم کے افسران ضلعی اور ڈویژنل سطح پر تمام سکولوں اور انرول شدہ طلباء کا ڈیٹا اکٹھا کریں اور مثبت رپورٹ پیش کریں۔ انہیں مطلع کیا جاتا ہے کہ اس سلسلے میں کوئی لنگڑا عذر قابل قبول نہیں ہوگا۔

سیکرٹری ایجوکیشن نے مزید کہا کہ مشکل ہے کیونکہ بڑے طلباء یا ان کے والدین بی فارم فراہم کرنے کی پوزیشن میں نہیں ہیں اور جب تک کہ اسکول انتظامیہ کے پاس کمپیوٹرائزڈ ریکارڈ کو برقرار رکھنے کے لیے بی فارم دستیاب نہ ہوں جس میں حقیقی طلباء کا سروے کیا جائے اور نقل کو چیک کرنے کے لیے، اس کا موازنہ SEF کی فراہم کردہ تعلیم سے نہیں کیا جا سکتا۔ اس طرح کی مشکل کی نشاندہی کرتے ہوئے سیکرٹری تعلیم نے G.R کو

مکمل طور پر ختم کر دیا ہے۔ رجسٹر، کیونکہ طلباء کے داخلے کے وقت والدین یا اسکول کے سربراہ کی طرف سے داخلہ فارم بھرا جاتا ہے۔ اس داخلہ فارم میں مختلف معلومات موجود ہیں لیکن کسی نے بھی طلبہ کا درست ریکارڈ رکھنے میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں کیا اور جو بھی پرانے داخلہ فارم ہیں وہ اب بھی سکولوں میں طلبہ کے داخلوں کے لیے استعمال ہو رہے ہیں۔ اس کے علاوہ ہر شہری کے پاس اپنا شناختی کارڈ موجود ہے اور ایسی صورتحال میں بی فارم کی تیاری کوئی مشکل کام نہیں ہے۔ یہ واضح نہیں ہے کہ والدین سے بی فارم لینے کے لیے کوئی کوشش کی گئی ہے یا نہیں۔ اگر اس کا مطالبہ کیا جاتا ہے، تو ہمارے خیال میں آدھے سے زیادہ والدین یا طلباء فوری طور پر B فارم جمع کرائیں گے اور یہ کمپیوٹرائزڈ ریکارڈ کو برقرار رکھنے اور حقیقی طلباء کے سروے میں مددگار ثابت ہوگا۔ یہ مشق سرکاری سکولوں اور SEF میں طلباء کی نقل کو بھی ختم کر دے گی۔

ان حالات میں، عدالتی استحقاق نوٹس لینے کا مطالبہ کرتا ہے، لہٰذا ہم یہاں سیکرٹری، تعلیم اور خواندگی ڈیپارٹمنٹ کو ہدایت دیتے ہیں کہ وہ اس موضوع کے مسئلے کو آؤٹ سورس کریں اور اس بات کو یقینی بنائیں کہ اسکول کی سطح تک سرکاری اسکولوں میں مختلف مراحل پر رجسٹرڈ تمام طلباء کمپیوٹرائزڈ ریکارڈ کو برقرار رکھیں۔ فنڈز کی فراہمی کے حوالے سے ایسی درخواست جمع کرانے پر محکمہ نادرا اور محکمہ خزانہ کے ساتھ ایم او یو پر دستخط کرنے کا مجاز ہو گا اور اسے تمام ضابطہ اخلاق مکمل کرنے کے بعد ایک ماہ کے اندر موصول ہونے کے بعد جاری کیا جائے گا۔

ڈی جی نادرا اس مسئلے پر کام کریں گے کیونکہ یہ مسئلہ بنیادی حقوق سے متعلق ہے اور ریاست اس پریشانی کو دور کرنے کی پابند ہے جیسا کہ آئین پاکستان 1973 کے آرٹیکل A-25 کے تحت فراہم کیا گیا ہے، جس کے تحت ہر طالب علم کو تعلیم فراہم کرنا اور اس میں اضافہ کرنا لازمی ہے۔ خواندگی کا تناسب مفت ہے، اس لیے نادرا کی جانب سے بی فارم کی فیس کو کم سے کم کرکے خصوصی اقدامات کیے جائیں گے اور محکمہ تعلیم اور خواندگی کے تعاون سے موبائل یونٹس قائم کیے جائیں گے، وہ کم سے کم تعلقہ سے رجوع کریں گے اور بی فارم فراہم کریں گے۔ ضلع اور تعلقہ کے اندر متعلقہ حکام۔

ایم او یو کے علاوہ، اگر کوئی ہے، جس پر ان کے دستخط ہیں، توقع ہے کہ سیکریٹری، محکمہ تعلیم اور خواندگی اس معاملے کو آگے بڑھائیں گے اور سیکریٹری خزانہ اور ڈی جی نادرا اس بات کو یقینی بنائیں گے کہ تین ماہ کے اندر اندر اس حکم کی روح کے مطابق عمل کیا جائے۔

اس موقعے پر، سیکریٹری، تعلیم اور خواندگی محکمہ، حکومت سندھ کا مؤقف ہے کہ اسکولوں میں کتابوں کی شدید کمی ہے کیونکہ حکومت سندھ ٹیکسٹ بک بورڈ کے ذریعے ہائی اسکول کی سطح تک کے طلبہ کو کتابیں فراہم کرنے کی پابند ہے اور حال ہی میں انہوں نے طلباء کی طاقت اور کاغذات اور اشاعتوں کی لاگت کی وجہ سے بجٹ میں اضافے کی سمری پیش کی اور اس وقت سندھ ٹیکسٹ بک بورڈ اور محکمہ تعلیم و خواندگی ہر طالب علم کو کتابیں فراہم کرنے کی پوزیشن میں نہیں ہیں۔ تاہم اس سمری کو قبول نہیں کیا گیا اور یہ کچھ اعتراضات کے تحت زیر التوا ہے۔

اس کے مطابق سیکرٹری تعلیم اور سیکرٹری خزانہ ذاتی طور پر اس معاملے کو سنجیدگی سے دیکھیں گے، ہنگامی بنیادوں پر سمری پر اعتراضات کو دور کریں گے اور اس بات کو یقینی بنائیں گے کہ آئین پاکستان کے تحت فراہم کی گئی یہ بنیادی سہولت فراہم کی جائے گی اور جمع کرائے گئے تمام فنڈز کوڈل فارمیلیٹیز مکمل کرنے کے بعد جاری کیے جائیں گے۔ سیکرٹری تعلیم کی طرف سے ایک ماہ کے اندر پیش کردہ سمری کو قبول کرنا۔

مسٹر سکندر حیات، لیگل ایڈوائزر/ڈپٹی سیکرٹری (فنانس) بجٹ برانچ کے متعلقہ اہلکار کے ساتھ موجود ہیں اور عہد کرتے ہیں کہ وہ سمری کی پیروی کریں گے اور اس عدالت کے احکامات کی اس کی روح کے مطابق عمل کریں گے۔

سنگل نصاب کو اپنانے کے حوالے سے مرکزی مضامین یعنی سائنس، ریاضی اور وفاق کی فراہم کردہ انگریزی نصاب کی کتابوں میں کوئی تنازعہ نہیں ہے، اس لیے سندھ حکومت اسی طرح کے نصاب کو اپنا سکتی ہے۔ اس کے مطابق، سیکریٹری، محکمہ تعلیم اور خواندگی، حکومت سندھ، اس کی پیروی کریں گے اور یقینی بنائیں گے۔

کہ اگر نصاب سندھ ٹیکسٹ بک بورڈ کے نصاب سے زیادہ ہے تو وہ اسے ترجیحی طور پر آنے والے تعلیمی سال سے مختلف مراحل میں اپنائیں گے۔ ہم اس اقدام کو سراہتے ہیں اور امید کرتے ہیں کہ یہ مسئلہ دو ماہ کے اندر حل ہو جائے گا۔

28.02.2023 تک ملتوی کیا جاتا ہے، جب سیکرٹری تعلیم اور خواندگی محکمہ، حکومت سندھ، اسکولوں اور طلباء کے کمپیوٹرائزڈ ریکارڈ اور دیگر ہدایات کی تعمیل رپورٹ کے ساتھ بغیر کسی ناکامی کے حاضر ہوں گے۔

**<u>لائبریریوں اور ڈیجیٹل لیبز کی اہمیت/اس عدالت کی ہدایات۔</u>**

53. لائبریری ایک ایسی جگہ ہے جہاں کتابوں کا شیلف اور معلومات کے ذرائع نصب ہوتے ہیں۔ وہ مختلف مقاصد کے لیے لوگوں کے لیے ان تک رسائی کو آسان بناتے ہیں۔ لائبریریاں بہت مددگار اور اقتصادی بھی ہیں۔ اس میں کتابیں، رسالے، اخبارات، مخطوطات اور بہت کچھ شامل ہے۔ دوسرے لفظوں میں، وہ معلومات کا ایک ہمہ گیر ذریعہ ہیں۔ معلومات کی ضرورت کو پورا کرنے کے لیے ایک پبلک لائبریری ہر ایک کے لیے کھلی ہے۔ وہ حکومت، اسکول، کالج اور یونیورسٹیاں چلاتے ہیں۔ سوسائٹی یا کمیونٹی کے افراد اپنے علم میں اضافہ کرنے اور اپنی تحقیق مکمل کرنے کے لیے ان لائبریریوں کا دورہ کر سکتے ہیں۔ لوگوں کو قابل اعتماد مواد فراہم کرنے میں لائبریریاں اہم کردار ادا کرتی ہیں۔ وہ سیکھنے اور علم کو سمجھنے کے عمل کی حوصلہ افزائی اور فروغ دیتے ہیں اور سیکھنے کا ماحول فراہم کرتے ہیں۔ کتابی کیڑے پڑھنے کے لیے بہت ساری کتابیں حاصل کر سکتے ہیں اور اپنے علم، مہارت اور مہارت کو بڑھا سکتے ہیں۔ مزید یہ کہ، قسم اتنی وسیع ہے کہ کسی کو زیادہ تر وہی ملتا ہے جس کی وہ تلاش کر رہے ہیں۔ مزید برآں، وہ لوگوں کو عظیم تعلیمی مواد پر ہاتھ ڈالنے میں مدد کرتے ہیں جو شاید انہیں بازار میں نہ ملے۔ جب ہم مزید پڑھتے ہیں تو ہماری سماجی مہارت، عقل اور تعلیمی کارکردگی بہتر ہوتی ہے۔ سب سے اہم بات یہ ہے کہ لائبریریاں ترقی کے لیے ایک بہترین پلیٹ فارم ہیں۔ لائبریری ایک بہت مفید پلیٹ فارم ہے جو سیکھنے کے خواہشمند لوگوں کو اکٹھا کرتا ہے۔ یہ طلباء/قارئین/محققین کو ہمارے علم کو سیکھنے اور بڑھانے میں مدد کرتا ہے۔ یہ ایک شخص کی ذاتی ترقی اور ترقی میں مدد کرتا ہے۔ اسی طرح لائبریریاں محققین کے لیے معلومات کے تازہ ترین، مستند اور قابل اعتماد ذرائع فراہم کرتی ہیں۔ وہ اپنے کاغذات مکمل کرنے اور لائبریری میں موجود لٹریچر کا استعمال کرتے ہوئے اپنی تعلیم حاصل کرنے کے قابل ہیں۔ مزید برآں، لائبریریاں بغیر کسی خلل کے، اکیلے توجہ کے ساتھ یا یہاں تک کہ گروپس میں پڑھنے کے لیے ایک بہترین جگہ ہیں۔

54. پبلک لائبریریاں قابل احترام اداروں کے طور پر کھڑی ہیں، جو عوامی تعلیم کی تشکیل اور ایک ایسے معاشرے کو فروغ دینے میں اہم کردار ادا کرتی ہیں جو علم، خواندگی، اور دانشورانہ تحقیقات کو اہمیت دیتا ہے۔ ان کا کردار کتابوں کے ذخیروں سے بالاتر ہے۔ وہ متحرک مرکز ہیں جو معلومات تک رسائی کو جمہوری بناتے ہیں، زندگی بھر سیکھنے کو فروغ دیتے ہیں، اور تعلیمی خلا کو پاٹتے ہیں۔ عوامی تعلیم کی تشکیل میں عوامی کتب خانوں کی اہمیت کو واضح کرنے کے لیے، انفرادی ترقی اور کمیونٹی کی افزودگی میں ان کی کثیر جہتی شراکت کو تسلیم کرنا چاہیے۔ پبلک لائبریریاں تعلیم کے میدان میں عظیم مساوات کا کام کرتی ہیں۔ سماجی و اقتصادی پس منظر سے قطع نظر، افراد کتابوں، جرائد اور ملٹی میڈیا وسائل کی ایک وسیع صف تک رسائی حاصل کر سکتے ہیں۔ یہ رسائی ان لوگوں کے لیے خاص طور پر اہم ہے جن کے پاس کتابیں خریدنے کے ذرائع نہیں ہیں یا گھر پر انٹرنیٹ تک رسائی نہیں ہے۔ ایسا کرنے سے، عوامی کتب خانے تعلیم کو جمہوری بنانے میں اہم کردار ادا کرتے ہیں، اس بات کو یقینی بناتے ہوئے کہ علم چند لوگوں کے لیے مخصوص نہیں بلکہ سب کے لیے قابل رسائی حق ہے۔

55. تعلیم صرف رسمی کلاس رومز تک محدود نہیں ہے، اور عوامی لائبریریاں زندگی بھر سیکھنے کی ثقافت کو فروغ دینے میں اہم کردار ادا کرتی ہیں۔ روایتی تعلیمی ترتیب سے ہٹ کر، لائبریریاں افراد کو خود ہدایت سیکھنے، نئے مضامین کی تلاش، اور عملی مہارتیں حاصل کرنے کے لیے ایک جگہ فراہم کرتی ہیں۔ چاہے ورکشاپس، لیکچرز، یا آن لائن کورسز تک رسائی کے ذریعے، عوامی لائبریریاں افراد کو زندگی بھر مسلسل تعلیم میں مشغول ہونے کا اختیار دیتی ہیں، لائبریریاں رسمی تعلیم کی حمایت میں اہم کردار ادا کرتی ہیں۔ طلباء، ان کی تعلیمی سطحوں سے قطع نظر، وہ وسائل تلاش کر سکتے ہیں جو ان کے نصاب کی تکمیل کرتے ہیں، تحقیق کرتے ہیں، اور مختلف مضامین کے بارے میں ان کی سمجھ میں اضافہ کرتے ہیں۔ حوالہ جاتی مواد، مطالعہ کی جگہوں، اور علم والے لائبریرین کی دستیابی تعلیمی کامیابی کے لیے سازگار ماحول پیدا کرتی ہے۔ پبلک لائبریریاں تعلیمی اداروں کی توسیع بن جاتی ہیں، اضافی وسائل کے دائرے کی پیشکش کرتی ہیں جو سیکھنے کے تجربے کو تقویت بخشتی ہیں۔

56. اس ڈیجیٹل دور میں، پبلک لائبریریاں ڈیجیٹل خواندگی کو فروغ دینے میں اہم کردار ادا کرتی ہیں۔ وہ کمپیوٹرز، انٹرنیٹ اور ڈیجیٹل وسائل تک رسائی فراہم کرتے ہیں، اس بات کو یقینی بناتے ہوئے کہ لوگ تیزی سے ڈیجیٹلائز ہونے والی دنیا میں پیچھے نہ رہ جائیں۔ لائبریرین اکثر سرپرستوں کو آن لائن ڈیٹا بیس کو نیویگیٹ کرنے، تحقیقی مہارتوں کو فروغ دینے اور ڈیجیٹل دائرے میں معلومات کی باریکیوں کو سمجھنے میں مدد کرتے ہیں۔ ڈیجیٹل خواندگی پر یہ زور جدید تعلیمی اور پیشہ ورانہ شعبوں میں موثر شرکت کے لیے ناگزیر ہے۔ پبلک لائبریریاں کتابیات اور نوزائیدہوں

کے لیے یکساں پناہ گاہیں ہیں، جو بچپن سے ہی پڑھنے کا شوق پیدا کرتی ہیں۔ کیوریٹڈ مجموعوں، کہانی سنانے کے سیشنز، اور ادبی تقریبات کے ذریعے، لائبریریاں پڑھنے کی خوشی کو جنم دیتی ہیں۔ ادب کا یہ جذبہ علمی مشاغل، ہمدردی کو فروغ دینے، تنقیدی سوچ اور تخلیقی صلاحیتوں سے بالاتر ہے۔ ایک معاشرہ جو پڑھنے کو اہمیت دیتا ہے وہ فطری طور پر وہ معاشرہ ہے جو تعلیم کو اہمیت دیتا ہے۔

57. پبلک لائبریریاں کمیونٹی کے مرکز کے طور پر کام کرتی ہیں، سماجی شمولیت اور ہم آہنگی کو فروغ دیتی ہیں۔ وہ ثقافتی، اقتصادی اور نسلی تقسیم سے بالاتر ہوکر متنوع افراد کو اکٹھے ہونے کے لیے ایک مشترکہ جگہ فراہم کرتے ہیں۔ لائبریری کے پروگرام اور تقریبات، جیسے بک کلب، ورکشاپس، اور کمیونٹی ڈسکشنز، تعلق اور اجتماعی مشغولیت کا احساس پیدا کرتے ہیں۔ کمیونٹی روابط کو فروغ دے کر، عوامی کتب خانے ایک ایسے سماجی تانے بانے میں حصہ ڈالتے ہیں جہاں تعلیم ایک مشترکہ کوشش بن جاتی ہے۔ عوامی کتب خانے ثقافتی ورثے کے نگہبان ہیں، کتابوں، مخطوطات اور تاریخی ریکارڈ کو محفوظ رکھتے ہیں۔ یہ آرکائیو فنکشن نسلوں تک علم کی ترسیل اور کمیونٹی کی ثقافتی شناخت کے تحفظ کے لیے ضروری ہے۔ خصوصی مجموعوں اور مقامی تاریخ کے وسائل کے ذریعے، لائبریریاں ایسے تعلیمی ادارے بن جاتی ہیں جو افراد کو ان کی جڑوں سے جوڑتی ہیں، ورثے اور تاریخ کے اختتام کے لیے تعریف کو فروغ دیتی ہیں، عوامی کتب خانے تعلیمی ماحولیاتی نظام میں اہم کردار ادا کرتے ہیں، مساوی رسائی، زندگی بھر سیکھنے کے عزم کے ذریعے افراد اور برادریوں کو تشکیل دیتے ہیں۔ ، تعلیمی مدد، ڈیجیٹل خواندگی، پڑھنے کی ثقافت، کمیونٹی کی تعمیر، اور ثقافتی تحفظ ان کی اہمیت نہ صرف ان حجموں میں ہے جو وہ رکھتے ہیں بلکہ تعلیمی منظر نامے پر ان کے بدلنے والے اثرات میں بھی ہے، جو علم کو ایک ایسا مینار بناتا ہے جو سب کے لیے فکری روشن خیالی کا راستہ روشن کرتا ہے۔ سیکھنے اور کمیونٹی کے گڑھ کے طور پر، عوامی کتب خانے تعلیم کے چیمپئن کے طور پر کھڑے ہیں، جو معاشرے کی بہتری کے لیے رسائی، شمولیت، اور علم کے حصول کے جمہوری نظریات کو مجسم بناتے ہیں۔

58. صوبہ سندھ کے قارئین، محققین اور طلباء کی ضروریات اور ضروریات کو مدنظر رکھتے ہوئے، اس عدالت نے لائبریریوں کے حوالے سے بھی نوٹس لیا اور 2015 کے مقدمہ نمبر 1243 میں حکم جاری کیا۔ کراچی کی پرنسپل سیٹ پر اس عدالت کی طرف سے جاری کردہ تاریخ کا حکم حسب ذیل ہے:-

**"پہلے آرڈر کے پیراگراف نمبر 2 کے حوالے سے، سیکرٹری تعلیم نے تعمیل رپورٹ جمع کرائی جس میں لائبریریوں اور کمپیوٹر لیبز کی بڑی تعداد کو دکھایا گیا ہے۔ رپورٹ کے مطابق کمپیوٹر لیبز اور لائبریریوں کے حوالے**

سے زیادہ تر عمارتیں مکمل نہیں ہیں تاہم 167 کے قریب عمارتیں ایسی ہیں جو حتمی ہو کر محکمہ کے حوالے کر دی گئی ہیں۔ اس کے مطابق، لائبریریوں اور کمپیوٹر لیبز کے لیے ان 167 عمارتوں کے حوالے سے SNEs چھ ہفتوں کے اندر فنانس ڈیپارٹمنٹ کو بھیجے جائیں گے۔ اسے موصول ہونے کے بعد، محکمہ خزانہ تعمیل رپورٹ کے ساتھ ایک ماہ کے اندر اس کی منظوری دے گا۔ یہ عدالت پہلے ہی مشاہدہ کر چکی ہے کہ محکمہ تعلیم میں ایڈیشنل سیکرٹریز کا ماہر تعلیم ہونا ضروری ہے اس لئے ایک ایڈیشنل سیکرٹری اور ایک ڈپٹی سیکرٹری ایجوکیشن سکول کی طرف سے ہوگا۔ اس کے مطابق سکریٹری، سروسز، جنرل ایڈمنسٹریشن اینڈ کوآرڈینیشن ڈیپارٹمنٹ اور سکریٹری اسکول ایک ماہ کے اندر اس طرح کی تعمیل کو یقینی بنائیں گے۔

59. C.P.No.D-1817/2016 وغیرہ میں اس عدالت نے مورخہ 02.08.2019 کو لائبریریوں کے حوالے سے درج ذیل حکم جاری کیا تھا:

"8. اسکولوں اور کالجوں میں لائبریریوں کے حوالے سے یہ بات ریکارڈ پر آئی ہے کہ رواں مالی سال کے دوران کتابوں کی خریداری کے لیے کوئی بجٹ مختص نہیں کیا گیا تاہم سیکرٹری سکولز کا مؤقف ہے کہ ایک مخیر حضرات آغا نور محمد اپنے طور پر سکولوں میں لائبریریاں قائم کر رہے ہیں۔ قابل تعریف ہے۔ یہ عدالت جناب آغا نور محمد کے طرز عمل کو سراہتی ہے تاہم اس طرح کی ذمہ داری صرف حکومت پر عائد ہوتی ہے اور کسی فرد کی قابل ذکر کاوشوں کے حوالے سے اس سے گریز نہیں کیا جا سکتا۔ وہ سرکاری شعبے کے کام کو مضبوط کر سکتا ہے۔ یہ بات ریکارڈ پر آئی ہے کہ کتابوں کی خریداری اور لائبریریوں کو برقرار رکھنے کے لیے کالجوں اور اسکولوں کی جانب سے کوئی طریقہ کار فراہم نہیں کیا جاتا اور یہاں تک کہ علیحدہ لائبریرین کی پوسٹ بھی منظور نہیں کی جاتی۔ کس طرح کوئی امید کر سکتا ہے کہ ترقی پذیر تبدیلیوں/تحقیق کے کام اس کی دلچسپی کے مطابق ہوں لیکن کتابوں کی مدد سے، بشمول ای کتابیں، جن کا مقصد ٹول کے طور پر کام کرنا ہے۔ اس کے مطابق سیکرٹری کالجز اس بات کو یقینی بنائیں گے کہ ہر کالج میں لائبریریاں قائم ہوں جن کے بیٹھنے کا کافی تعداد ہو، تاہم لائبریریاں دو حصوں میں ہوں گی، ایک ڈیجیٹل اور دوسرا کتابیں فراہم کر کے۔ اس مقصد کے لیے کافی جگہ فراہم کی جائے گی اور لائبریرین کونسل کی پوسٹ / یا آئی بی اے سکھر یا کراچی کے ذریعے تخلیق اور پُر اور فریم کیا جائے گا۔ پاس آؤٹ طلباء کو لائبریریوں کا دورہ کرنے کے لیے کم از کم تین سال کے لیے کارڈ فراہم کیے جائیں گے۔ لائبریریوں کے ایسے حصے، اگر

**ممکن ہو تو، فوری طور پر کم از کم آہستہ آہستہ شمسی سہولت کے ساتھ وائی فائی نیٹ ورک سے لیس ہوں۔ مسابقتی امتحانات کی کتابیں سی ایس ایس افسران کی مشاورت سے خریدی جائیں گی۔ تمام یونیورسٹیوں اور ڈگری کالجوں کو جوائن کرکے ایک جزوی یا علیحدہ ویب سائٹ شروع کی جائے گی، اس طرح کی ویب سائٹ داخلوں، اسکالرشپس، نوکریوں اور رہنمائی سے متعلق ہر معلومات فراہم کرے گی۔ مزید سیکرٹری سکولز 23.08.2017 کے حکم کے مطابق آئی ٹی لیبز کے قیام کے حوالے سے تعمیل رپورٹ پیش کریں گے۔**

60. مزید 2017 کی II-اپیل نمبر 32 میں، اس عدالت نے مورخہ 13.12.2022 کو درج ذیل حکم جاری کیا:

**25. محکمہ لوکل گورنمنٹ میں لائبریریوں کے حوالے سے تسلیم کیا جاتا ہے کہ ضلع کونسلز اور ٹاؤن کمیٹیوں کے زیر کنٹرول مختلف اضلاع میں لائبریریاں کام کر رہی ہیں تاہم محکمہ ثقافت میں ایسا کوئی طریقہ کار نہیں ہے جو لائبریری کے حصے کو الگ الگ اور الگ الگ فنڈز کے ساتھ تقسیم کرے، لہذا سیکرٹری لوکل گورنمنٹ حکومت چیف سیکریٹری سندھ کی مشاورت سے اس بات کو یقینی بنائے گی کہ طریقہ کار فراہم کیا جائے جس کے تحت ڈی جی کی پوسٹ بنانے کے لیے ایک علیحدہ ونگ قائم کیا جائے گا۔ لوکل گورنمنٹ میں لائبریریاں اس کے سیکریٹریٹ اور صوبہ سندھ کے ساتھ مل کر لوکل گورنمنٹ کی طرف سے مخصوص کردہ کل بجٹ سے لائبریریوں کے لیے الگ سے بجٹ مختص کریں گی اور لائبریریوں کو براہ راست ڈائریکٹرز اور لائبریرین کے ذریعے کنٹرول کریں گی۔ اس کے مطابق، ایسے قوانین بنائے جائیں گے جو متعلقہ ڈویژنوں اور ٹاؤن کی سطح تک ڈیجیٹل لائبریریوں کے قیام کے لیے لائبریری کے مواد، آلات، کتابوں کی خریداری کے ساتھ ساتھ بھرتی اور طریقہ کار بھی فراہم کرتے ہیں اور اس وقت تک موجودہ لائبریریوں کے لیے بجٹ الگ کیے جائیں گے تاکہ یہ یقینی بنایا جا سکے کہ وہ بکثرت لائبریریاں ہیں۔ محکمہ ثقافت کی طرف سے اختیار کردہ لائبریریوں کے علاوہ دوبارہ قائم کیا گیا۔**

61. مزید یہ کہ، کچھ عرصہ پہلے تک، اس عدالت نے ایک ساتھ سماعت کرتے ہوئے، C.P.No.D-260 of 2023 اور C.P.No.D-355 of 2023، پہلے حکم مورخہ 01-03-2023 کے ذریعے، درج ذیل اہم ہدایات دی ہیں۔ پبلک لائبریریوں کے حوالے سے، درج ذیل طریقے سے؛

"یہ بات قابل ذکر ہے کہ سندھ لوکل گورنمنٹ ایکٹ 2013 (ایکٹ) کو 1973 کے آئین کے آرٹیکل A-140 کے

پیش نظر سختی سے نافذ کیا گیا تھا، جو کہ مقامی کونسلوں کے قیام اور اختیارات کی منتقلی کا انتظام کرتا ہے۔ سندھ لوکل گورنمنٹ ایکٹ 2013 کے تحت پبلک لائبریریوں کی متعلقہ لازمی فراہمی اور دیکھ بھال کے حوالے سے، صوبہ سندھ میں بلدیاتی نظام کو منطقی اور از سر نو ترتیب دینے کے لیے، جناب علی رضا بلوچ، ماہر تعلیم اسسٹنٹ ایڈووکیٹ جنرل، سندھ نے حوالہ دیا ہے۔ سیکشن-72، ایکٹ (ترمیم شدہ 2021) اور اس سے منسلک شیڈولز، جو کونسلوں کے کاموں (لازمی اور اختیاری) کے بارے میں بتاتا ہے، تیار حوالہ کے لیے، وہی دوبارہ پیش کیا جاتا ہے جیسا کہ ذیل میں ہے؛ سیکشن za. کونسل کے افعال: "کونسل، حکومت کی طرف سے دیے گئے قواعد و ضوابط کے تابع اور اس کے اختیار میں موجود فنڈز کی حدود کے اندر، شیڈول II میں دیے گئے تمام یا کوئی بھی کام انجام دے گی۔ کارپوریشن، ضلع کے معاملے میں میونسپل کارپوریشن، میونسپل کمیٹی اور ٹاؤن کمیٹی، شیڈول III میں، ضلع کونسل کے معاملے میں، اور شیڈول IV میں، یونین کونسل کے معاملے میں اور اس طرح کے دوسرے کام جو حکومت کی طرف سے ان کے سپرد ہیں"؟

بشرطیکہ کوئی بھی کارپوریشن ایسے کام نہیں کرے گا جو کسی بھی شخص، ایجنسی یا اتھارٹی کے ذریعہ تفویض کیے گئے ہوں اور انجام دیئے گئے ہوں یا کسی قانون کے تحت فی الوقت نافذ ہوں:

مزید یہ کہ حکومت کسی بھی وقت میٹرو پولیٹن کارپوریشن سے مطالبہ کر سکتی ہے کہ وہ ضلعی میونسپل کارپوریشن کے کسی بھی کام کو انجام دینے کے لیے ان شرائط کے ساتھ مشروط ہو جو حکومت بتائے۔

مزید برآں، 'کارپوریشنوں، میونسپل کمیٹیوں اور ٹاؤن کمیٹیوں کے ذریعے انجام پانے والے افعال' کا شیڈول-II اور اس کا حصہ-II، لائبریریوں کے لیے متعلقہ انتظام، جو کہ "لازمی افعال" کے مذکورہ شیڈول کے سیریل نمبر 61 میں فراہم کیا گیا ہے۔ ثقافت کی سرخی، اور اسی طرح شیڈول III 'ضلعی کونسلوں کے افعال' حصہ 1، سیریل نمبر 13 میں، مقامی کونسلوں کے لیے لائبریریوں/ریڈنگ رومز کی فراہمی کو بھی لازمی قرار دیتا ہے، ذیل میں انہیں دوبارہ پیش کیا گیا ہے۔

## شیڈول II

[سیکشن 72 دیکھیں]

**"کارپوریشنز، میونسپل کمیٹیوں اور ٹاؤن کمیٹیوں کے ذریعے انجام پانے والے کام"**

حصہ دوم

"لازمی افعال"

**1[ٹاؤن میونسپل کے ذریعہ انجام دیئے جانے والے کام**
**کارپوریشن، میونسپل کمیٹیاں اور ٹاؤن کمیٹیاں]**

**61- لائبریریاں اے کارپوریشن۔ میونسپل کمشنر یا ٹاؤن کمیٹی اور اگر حکومت کی طرف سے ضرورت ہو تو ایسی پبلک لائبریریاں، ریڈنگ رومز اور ڈیجیٹل لائبریریاں قائم اور برقرار رکھے گی جو عوام کے استعمال کے لیے ضروری ہوں۔**

**شیڈول II**

[سیکشن 72 دیکھیں]

**"ضلعی کونسلوں کے کام"**

**حصہ اول**

**"لازمی افعال"**

**13. پبلک لائبریریوں اور ریڈنگ رومز کی فراہمی اور دیکھ بھال۔**

ایکٹ 2013 (ترمیم شدہ 2021) کی مندرجہ بالا دفعات اور اس کے ساتھ منسلک نظام الاوقات کے کھلے مشاہدے سے، یہ محفوظ طریقے سے پہنچا جا سکتا ہے، کہ قانون کی اس اسکیم کے تحت، پبلک لائبریریوں کی فراہمی کو لازمی قرار دیا گیا ہے، چاہے وہی اس کے اندر آتا ہے۔ شہری علاقہ (میونسپل کارپوریشن) یا دیہی علاقہ (ضلع کونسل) کا دائرہ اختیار، جیسا کہ معاملہ ہو سکتا ہے۔ تاہم، یہ ریکارڈ کی بات ہے، کہ محکمہ لوکل گورنمنٹ میں، لائبریریوں کا کوئی علیحدہ ونگ کبھی قائم نہیں کیا گیا، جو کہ لازمی اور غیر واضح دفعات کی مکمل خلاف ورزی اور نظرانداز کرتا ہے، جیسا کہ اوپر (1) یہاں پیش کیا گیا ہے۔ اس کے مطابق سیکرٹری لوکل گورنمنٹ ڈیپارٹمنٹ کو ہدایت کی جاتی ہے کہ وہ کسی بھی افسر کو بطور ڈائریکٹر/ڈائریکٹر جنرل لائبریریز تعینات کر کے لائبریریوں کی خود مختار اتھارٹی قائم کرے گا اور بجٹ مختص کرنے کے حوالے سے سمری محکمہ خزانہ کو پیش کرے گا، جس طرح سے محکمہ ثقافت۔ اس کے مطابق چیف سیکرٹری، سندھ کمیٹی کو ڈی نوٹیفائی کرے گا کیونکہ ٹرمز آف ریفرنس صرف لوکل گورنمنٹ سے متعلق ہیں۔

محکمہ ثقافت کی جانب سے لوکل گورنمنٹ کی 55 لائبریریوں کو اپنانے کی تجویز کے حوالے سے درخواست پر کہ لوکل گورنمنٹ لائبریریوں کو برقرار رکھنے سے قاصر ہے۔ یہاں یہ بات قابل ذکر ہے کہ محکمہ لوکل گورنمنٹ ایک مکمل ضابطہ ہے اور اس کا قانون کے تحت مکمل درجہ بندی فراہم کی گئی ہے اور قانون کے مطابق وہ ایکٹ کے تحت لائبریریوں کی دیکھ بھال کے پابند ہیں، لہٰذا اس کا بوجھ محکمہ ثقافت پر ڈال دیا جائے گا۔ لوکل گورنمنٹ قوانین کے تحت فراہم کردہ مذکورہ بالا لازمی دفعات کی سراسر خلاف ورزی کے نتیجے میں۔

اس موقعے پر، ایڈیشنل سیکرٹری، لوکل گورنمنٹ، ڈیپارٹمنٹ، نے دعویٰ کیا کہ انہوں نے قمبر شہداد کوٹ لائبریری کو اس شرط کے ساتھ 15 ملین فراہم کیے ہیں کہ شہداد کوٹ میں ڈسٹرکٹ قمبر کے OZT شیئر سے رقم کاٹی جائے گی۔ یہ بتانے کی ضرورت نہیں کہ OZT کے حصہ سے کافی رقم تمام اضلاع/تعلقہ کونسلوں کے OZT حصہ سے کاٹی جائے گی اور اسے صرف لائبریریوں کے لیے مخصوص کیا جائے گا اور اسے محکمہ لوکل گورنمنٹ کے خصوصی/آزاد ونگ کے ذریعے استعمال کیا جائے گا۔ سیکرٹری لوکل گورنمنٹ اس بات کو یقینی بنائے گی کہ ضلع کی سطح پر پہلے مرحلے میں تمام لائبریریوں کو عوامی استعمال کے لیے فعال بنایا جائے، جن میں سولر اور ڈیجیٹل سہولیات ہوں، ائیر کنڈیشنر اور پینے کے صاف پانی سمیت اچھا ماحول ہو اور مذکورہ شہر کے سکولوں، کالجوں اور کالجوں میں پمفلٹ تقسیم کیے جائیں۔ بینرز چسپاں کرنا یا پرنٹ اور سوشل میڈیا کے ذریعے لائبریری کی فعالیت کے حوالے سے عوام میں بیداری اور معلومات فراہم کرنا۔ یہ مشق 15 دنوں کے اندر مکمل کی جائے گی۔ اس کے علاوہ لوکل کونسلز سندھ لوکل گورنمنٹ ایکٹ 2013 کے سیکشن ایم کے پیش نظر ہر کارپوریشن، میونسپل کمیٹی، ڈسٹرکٹ کونسل اور ٹاؤن کمیٹی میں الگ الگ لائبریری اکاؤنٹس رکھیں گی اور اسے تمام اکاؤنٹس رکھ کر اپنی ویب سائٹس پر اپ ڈیٹ اور برقرار رکھا جائے گا۔ اس پر متعلقہ سرگرمیاں، اپنے ذرائع سے جیسا کہ مذکورہ ایکٹ 2013 کے شیڈول III میں فراہم کیا گیا ہے۔

سیکرٹری ثقافت، ڈی جی آرکائیو اور روشن علی کناسرو، ریذیڈنٹ ڈائریکٹر PDMI سماعت کی اگلی تاریخ پر حاضر ہوں گے۔

یہ بات بھی ریکارڈ پر آئی ہے کہ ایگزیکٹو انجینئر PDM&I سیل کلچر، ٹورازم، نوادرات اور آرکائیوز ڈیپارٹمنٹ، سندھ نے رپورٹ پیش کی ہے، جس میں کہا گیا ہے کہ یہ لائبریری/کلچر ہال تقریباً 10 سال قبل قائم کیا جانا تھا، تاہم لاپتہ ہونے کی وجہ سے الائیڈ فیسلٹیز 187.00 ملین کی منظوری دی گئی تھی اور اس طرح کی اسکیم جون-2024 تک تمام اجزاء کے

ساتھ مکمل ہو جائے گی اور اس طرح کے SNE کو ابھی تک محکمہ خزانہ کے سامنے نہیں رکھا گیا ہے۔

زیر تعمیر "کلچر بلڈنگ سکھر" کے نقشے کا جائزہ لیتے ہوئے معلوم ہوتا ہے کہ لائبریری کے لیے ایک چھوٹا سا ہال مختص کیا گیا ہے، ایسے اہم پہلو کے لیے اس طرح کی نظر اندازی قابل تعریف نہیں۔ اس کے مطابق، ڈائریکٹر PDMI اور سیکرٹری ثقافت اس بات کو یقینی بنائیں گے کہ کلچر سینٹر کا بڑا حصہ لائبریری کے لیے مخصوص اور مخصوص کیا جائے تاکہ قارئین کو ڈیجیٹل اور ساؤنڈ لائبریریوں کی جدید ترین سہولت کے ساتھ موقع فراہم کیا جا سکے اور میوزیم کے لیے ایک چھوٹی جگہ مخصوص اور محفوظ کی جا سکے۔ ورثے کے مقامات کے علاوہ، اس طرح ثقافتی مراکز کو بڑی لائبریریوں کے ساتھ قائم کیا جائے گا، جس سے طلباء/قارئین اس سے مستفید ہو سکیں گے۔

'میر معصوم شاہ لائبریری سکھر' کے حوالے سے، ایڈمنسٹریٹر، سکھر میونسپل کارپوریشن/ڈپٹی کمشنر، سکھر، تمام بنیادی سہولیات بشمول سولر، ایئر کنڈیشنر، پینے کا صاف پانی، فرنیچر وغیرہ فراہم کریں گے۔ OZT کا حصہ کسی کے لیے استعمال نہیں کیا جائے گا۔ دوسرے مقصد تک، عمارت کو بحال کر دیا گیا ہے، جس میں تمام بنیادی سہولیات اور طلبا کی آسانی سے رسائی کی ضروریات موجود ہیں۔

یہ کہ محمد لائق زرداری لائبریری، مورو میں، ایڈیشنل سیکرٹری لوکل گورنمنٹ اس بات کو یقینی بنائیں گے کہ، اسے بحال کیا جائے اور اس معاملے کی تحقیقات کریں گے کہ کیا 2019 میں ضلع کونسل کی جانب سے جاری کی گئی رقم اس مقصد کے لیے استعمال کی گئی؟ ناکامی کی صورت میں ذمہ دار اہلکار کے خلاف کارروائی کی جائے گی۔

ڈائریکٹر جنرل، نوادرات عظیم خان درانی کی عمارت کو ڈائریکٹر جنرل کلچر کے حوالے کرنے کو یقینی بنائیں گے اور وہ اس بات کو یقینی بنائیں گے کہ ایسی عمارت صرف لڑکیوں کے لیے لائبریری کے لیے رکھی جائے جس میں کمپیوٹر، سولر سسٹم، سی سی ٹی وی کیمرہ کی سہولیات شامل ہوں گی اور جمع کرائی جائیں گی۔ اس طرح کا بیان اگلی تاریخ کو، ایس این ای کے ساتھ اس لائبریری کو مکمل طور پر فعال بنانے کے لیے درست وقت کے حوالے سے۔

مزید برآں، ڈپٹی کمشنر/ایڈمنسٹریٹر ایس ایم سی کو یہ بھی ہدایت کی گئی ہے کہ وہ ڈبل سٹوری بلڈنگ محکمہ ثقافت کے لائبریریز ونگ کے حوالے کریں، جو کمپری ہینسو بوائز ہائی اسکول، شکارپور روڈ، سکھر سے ملحق ہے، جو کہ خالی اور لاوارث پڑی ہوئی ہے اور وہ (محکمہ ثقافت)۔ صرف طالبات کے

لیے لائبریری قائم کرے گی جن کے پاس جدید ترین سہولیات کی تمام سہولیات ہوں گی، جیسا کہ اوپر بتایا گیا ہے۔

اس معاملے میں ایک اور پہلو پر غور و فکر کی ضرورت ہے کہ اگر کوئی لائبریری قائم کی جا رہی ہے اور اگر ایسا پلاٹ کسی شخص کی طرف سے عطیہ کیا گیا ہے تو اس طرح کی تبدیلی کو محکمہ ثقافت/لوکل گورنمنٹ ڈیپارٹمنٹ کی لائبریریوں کے نام سے ریکارڈ آف رائٹس میں لاگو کیا جائے گا۔ کیس ہو سکتا ہے. سندھ بھر کے ڈپٹی کمشنرز، محکمہ ثقافت/لوکل گورنمنٹ کے زیر انتظام تمام پبلک لائبریریوں کی تبدیلی کو یقینی بنائیں گے۔ یہ مشق 15 دنوں کے اندر اس عدالت کے ایڈیشنل رجسٹرار کے ذریعے تعمیل رپورٹ کے ساتھ مکمل کی جائے گی۔ دفتر کو ہدایت کی گئی ہے کہ وہ اس آرڈر کی ایک دستخط شدہ کاپی عنوان والی پٹیشن میں رکھیں۔

ڈائریکٹر جنرل کلچر کے علاوہ سیاحت، نوادرات اور حاصلات کا محکمہ ایڈیشنل سیکرٹری کلچر کے ساتھ موجود ہے، حالانکہ سیکرٹری ثقافت بھی موجود ہوں گے۔

کلچر سنٹر مورو کے حوالے سے مختار (ریونیو) مورو نے اسسٹنٹ کمشنر مورو کی جانب سے رپورٹ پیش کر دی ہے، حالانکہ اسسٹنٹ کمشنر مورو کو مورو کے نئے بس سٹینڈ کا دورہ کرنے اور رپورٹ پیش کرنے کے لیے خصوصی ہدایات جاری کی گئی تھیں، لیکن وہ آج تک نہیں آئے۔ حاضری میں، اس لیے S.S.P نوشہرو فیروز کے ذریعے 50,000/- کی رقم میں قابل ضمانت وارنٹ جاری کریں۔

09.03.2023 کو آنے کے لیے صبح 9.30 بجے لیا جائے گا۔

62. اس کے بعد، 09-03-2023 کو، سکھر میں اس عدالت کے بنچ نے صوبہ کے ہر تولکہ اور ضلع میں SNEs، غائب لائبریریوں کی منظوری کے حوالے سے درج ذیل مخصوص مشاہدات اور ہدایات دی ہیں۔ سندھ، مندرجہ ذیل طریقے سے، آرڈر 09-03-2023، اس کے ساتھ تیار حوالہ کے لیے دوبارہ پیش کیا جاتا ہے۔

"سیکرٹری، ثقافت، سیاحت، نوادرات اور آرکائیوز ڈیپارٹمنٹ، حکومت سندھ موجود ہیں اور انہوں نے تعمیل رپورٹ پیش کی ہے، جسے ریکارڈ پر لیا گیا ہے۔ متعلقہ ہونے کی وجہ سے، اسی کو ذیل میں کم کیا گیا ہے:-

"کلچر سینٹرز میں لائبریری کی موجودہ سہولت میں دو ریڈنگ ہال ہیں ایک ہال جس میں 80 طلباء کی گنجائش ہے اور دوسرا 50 طلباء کی گنجائش کا۔ اب اسے دو مزید

ہالوں کے ساتھ دوگنا کر دیا گیا ہے جس میں 220 طلباء کی گنجائش ہے۔ اس لائبریری سے استفادہ کریں۔

مزید یہ کہ یہاں یہ بات قابل ذکر ہے کہ محکمہ ثقافت اور سکھر آرٹس کونسل کے درمیان 21 ستمبر 2022 کو ایک مفاہمت کی یادداشت پر دستخط کیے گئے ہیں، محکمہ ثقافت نے آڈیٹوریم، آرٹ گیلری اور کچھ کمرے فراہم کیے ہیں۔

مذکورہ حکم کے پیرا 10 کے حوالے سے عظیم خان درانی کی عمارت کا تحفظ جون 2023 میں مکمل ہو جائے گا اور اسے ڈائریکٹر جنرل لائبریریز کے حوالے کر دیا جائے گا۔ تاہم، مالی سال 2023-2024 کے لیے اس لائبریری کے لیے SNE منظوری کے لیے محکمہ خزانہ، حکومت سندھ کو بھیج دیا گیا ہے۔

پیرا 11 کے حوالے سے عرض ہے کہ کمپری ہینسو بوائز ہائی سکول، شکارپور روڈ، سکھر سے ملحقہ ڈبل سٹوری عمارت کو محکمہ ثقافت نے 8 مارچ 2023 کو اپنے قبضے میں لے لیا ہے۔ تاہم سالڈ لائبریری کی عمارت ڈائریکٹر سکھر ڈویژن نے دورہ کیا اور رپورٹ پیش کی۔ رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ مذکورہ لائبریری کی عمارت خراب حالت میں ہے اور اسے عوام کے لیے کھولنے سے پہلے بحال کرنے کی ضرورت ہے۔

قابل احترام سیکرٹری نے مزید دعویٰ کیا کہ ان کے پاس لائبریری کے لیے سکھر کے ثقافتی مراکز میں مزید دو کمرے ہیں۔ انہوں نے عمارت کا قبضہ بھی لے لیا ہے اور وہ خصوصی طور پر لڑکیوں کے لیے لائبریری قائم کریں گے جس میں لڑکیوں کا عملہ ہوگا۔ اس طرح کے ایس این ای کو سیکرٹری خزانہ کے سامنے پیش کیا جائے گا اور سیکرٹری خزانہ اسے موصول ہونے کے بعد منظوری دیں گے۔

15 دن کی مدت کے اندر۔ اس کے علاوہ، سیکریٹری، ثقافت کا دعویٰ ہے کہ وہ تمام کلچر سینٹرز کے منظور شدہ نقشے کا دوبارہ دورہ کریں گے اور وہ کلچر سینٹر میں لائبریری کے مقصد کے لیے گراؤنڈ فلور کے علاوہ ایک اور منزل تعمیر کریں گے، جو سکھر میں لائبریری کے لیے استعمال ہوتی ہے۔ پہلے کے احکامات کے پیش نظر لائبریریوں میں اضافہ کریں گے۔

درخواست گزار نے C.P.N. 2023 کے D-355 نے روہڑی میونسپل لائبریری کے تحت دکانوں اور ہوٹلوں کو چلانے کی تصویر ریکارڈ پر رکھی ہے۔ ایسے حالات میں ڈپٹی کمشنر سکھر روہڑی میونسپل لائبریری کا دورہ کریں

گے اور اس بات کو یقینی بنائیں گے کہ منظور شدہ نقشے کے مطابق اسے اس کی اصل حالت میں بحال کیا جائے اور اگر کوئی الاٹمنٹ ہے تو اسے الاٹیوں کو خالی کرنے کے لیے کافی وقت دے کر نوٹس کے ساتھ منسوخ کر دیا جائے گا۔ دکانیں/ہوٹل وغیرہ اور اس طرح کی تعمیل رپورٹ تین دن کے اندر جمع کرائی جائے گی۔ ڈپٹی کمشنر، سکھر میر معصوم شاہ لائبریری، سکھر کا منظور شدہ نقشہ پیش کرے گا اور کسی ذمہ دار افسر کو بھی تعینات کرے گا جو اس علاقے پر غیر قانونی قبضے کے حوالے سے رپورٹ پیش کرے گا، جو کہ لائبریری کے لیے ہے۔ ایس این ای منظور شدہ ہے، ڈپٹی کمشنر سکھر اس بات کو یقینی بنائے گا کہ میر معصوم شاہ لائبریری، سکھر کے معاملات کو سنبھالنے کے لیے ریونیو یا لوکل گورنمنٹ ڈیپارٹمنٹس سے ذمہ دار افسران کا تقرر کیا جائے اور اہل لائبریرین کو تھرڈ پارٹی ٹیسٹنگ کے ذریعے تعینات کیا جائے۔ سیپکو حکام صبح 9-00 بجے سے رات 09.00 بجے تک لائبریریوں کو بلاتعطل بجلی یقینی بنائیں گے۔ ڈپٹی کمشنر سکھر بجلی کی دستیابی اور مقابلہ جاتی امتحانات اور عمومی علم کے لیے کتابوں کی دستیابی کے حوالے سے احکامات کی تعمیل کرے گا۔ ڈی جی لائبریریز پیر سے ہفتہ تک سندھ میں صبح 9-00 بجے سے رات 09-00 بجے تک لائبریریوں کے اوقات کار کو یقینی بنائیں گے۔

سیکرٹری لوکل گورنمنٹ ڈیپارٹمنٹ 15.02.2023 اور 01.03.2023 کے احکامات کے باوجود پیش ہونے میں ناکام رہے، ہدایات دی گئیں، لیکن ان کی طرف سے کوئی بھی حاضر نہیں ہوا۔ اس کے علاوہ، یہ بات ریکارڈ پر آئی ہے کہ تنخواہ، غیر تنخواہ، پنشن اور ترقیاتی اخراجات کے لیے OZT کا حصہ وصول کیا جا رہا ہے، اس کے مطابق، تمام میونسپل کارپوریشنز اور ضلع کونسلوں کا OZT حصہ خاص طور پر سکھر میں ترقیاتی سکیموں کے لیے روک دیا گیا ہے، جب تک لائبریریاں بحال نہیں کی جاتیں۔ تاہم، تنخواہ، غیر تنخواہ اور پنشن کی حد تک OZT کا حصہ جاری رہے گا۔ سیکرٹری، لوکل گورنمنٹ ڈیپارٹمنٹ اگلی سماعت کی تاریخ کو اس عدالت میں حاضر ہوں گے اور احکامات کی تعمیل کی رپورٹس پیش کریں گے، جیسا کہ اوپر بتایا گیا ہے۔

اسسٹنٹ کمشنر مورو نے ڈیجیٹل لائبریری اور چلڈرن پارک اور پرانے بس سٹینڈ پر کلچر سنٹر اور جگہ کے حوالے سے رپورٹ پیش کی ہے جسے ریکارڈ پر لے لیا گیا ہے۔ سیکرٹری ثقافت کا کہنا ہے کہ یہ منصوبہ ADP سکیم کے تحت ہے اور اس منصوبے کو تیز کرنے اور مکمل کرنے کے لیے فنڈز کی ضرورت ہے۔ امید ہے کہ مورو لائبریری ایک سال کے اندر قائم کی جائے گی جس کے پاس

کلچر سینٹر میں لائبریری کے مقصد کے لیے کافی رقبہ ہو گا۔

اس کے علاوہ، یہ عدالت عدالتی نوٹس لیتی ہے کہ محکمہ لوکل گورنمنٹ کے اندر لائبریریاں کام نہیں کر رہی ہیں اور ہر تعلقہ اور ضلع میں لائبریری کی ضرورت ہے۔ اس کے مطابق، سیکرٹری، ثقافت، سیاحت، نوادرات اور آرکائیوز ڈیپارٹمنٹ اس مسئلے پر کام کریں گے اور ان لائبریریوں کے لیے سمری پیش کریں گے جہاں لائبریریاں غائب ہیں، وہ ایسی اسکیموں کو اے ڈی پی اسکیموں 2023-2024 کے تحت پیش کریں گے۔ اس کے مطابق، یہ مشق اس عدالت کو تعمیل رپورٹ کے تحت ایک ماہ کی مدت میں مکمل کیا جائے۔

اس کے علاوہ ڈپٹی کمشنرز سکھر، خیرپور، گھوٹکی اور نوشہرو فیروز تمام سرکاری عمارتوں بالخصوص محکمہ تعلیم کی عمارتوں کا دورہ کریں گے اور اگر وہ اچھی حالت میں ہیں تو ان کا کوئی فائدہ نہیں ہے، انہیں لائبریری کے مقصد کے لیے محکمہ ثقافت کے حوالے کر دیا جائے گا۔ فنڈز کے اجراء کے حوالے سے رپورٹ پیش کریں۔

دفتر اس آرڈر اور اس سے پہلے کے آرڈر مورخہ 01.03.2023 کو چیف سیکریٹری سندھ، سیکریٹری، فنانس اور سیکریٹری، لوکل گورنمنٹ، حکومت سندھ کو تعمیل کے لیے بھیجے گا اسی طرح پورے سندھ میں چیف سیکریٹری، سندھ کے ذریعے تمام ڈپٹی کمشنروں کو بھی میوٹیشن کے لیے اندراجات، جیسا کہ پہلے ہی حکم دیا گیا ہے۔

ڈی اے جی کو نوٹس۔ 15.03.2023 تک ملتوی کر دی گئی صبح 09.30 بجے اٹھائی جائے گی، جب سیکرٹری لوکل گورنمنٹ حاضر ہوں گے۔ سکریٹری، ثقافت، سیاحت، نوادرات اور آرکائیوز ڈیپارٹمنٹ اور ڈی جی، لائبریریوں کی ذاتی ظہور کے ساتھ تقسیم کیا جاتا ہے.

دفتر اس آرڈر کی ایک دستخط شدہ کاپی کیپشن والے منسلک معاملے میں رکھے گا۔

63. اسی طرح، 2023-03-15 کو، مندرجہ ذیل مخصوص ہدایات بھی دی گئی تھیں، مذکورہ بالا دونوں سابقہ دوبارہ پیش کردہ احکامات کے تسلسل میں، آرڈر مورخہ 2023-03-15 کو بھی ذیل میں دوبارہ پیش کیا جاتا ہے۔

"مورخہ 09.03.2023 کے حکم پر عمل کرتے ہوئے، ایڈیشنل سیکرٹری (فنانس) نے رپورٹ پیش کی ہے کہ

محکمہ خزانہ اس معاملے سے براہ راست تعلق نہیں رکھتا ہے۔ تاہم، تمام کونسلوں کو ایک لائن گرانٹ میں ماہانہ OZT شیئر جاری کریں۔ اگرچہ محکمہ خزانہ کے پاس متعلقہ مقامی کونسلوں کی تنخواہ/پنشن اور ترقیاتی اخراجات سے متعلق کوئی تفصیلات نہیں ہیں۔ یہ عجیب بات ہے کہ محکمہ خزانہ بغیر کسی چیک اور احتساب کے کونسلوں کو او زیڈ ٹی شیئر جاری کر رہا ہے۔ اس کے مطابق، فنانس سکریٹری اس طرح کے طریقہ کار کی وجوہات کی وضاحت کریں گے کیونکہ بظاہر یہ ایک سمجھدار ذہن کے لیے قابل قبول نہیں ہے۔ علاوہ ازیں سیکرٹری لوکل گورنمنٹ نے تعمیل رپورٹ پیش کر دی ہے۔ متعلقہ ہونے کی وجہ سے، پیراگراف-2 درج ذیل ہے:-

"مزید عرض کیا جاتا ہے کہ سندھ لوکل گورنمنٹ ایکٹ 2013 کے سیکشن-7 کے مطابق، کونسل ایک باڈی کارپوریٹ ہوگی (ضمیمہ-II) اور سندھ لوکل گورنمنٹ ایکٹ-2013/ پالیسی گائیڈ لائنز کے مطابق اپنے فنڈز استعمال کرے گی۔ اس محکمہ کی طرف سے تیار کیا گیا ہے۔ محکمہ خزانہ تمام مقامی کونسلوں کو بغیر کسی تاخیر کے ماہانہ بنیادوں پر OZT کا حصہ براہ راست جاری کرتا ہے اور کونسلیں اس کے مطابق آزادانہ طور پر اپنا بجٹ بناتی ہیں۔ کونسلیں اپنی سطح پر بھی آمدنی پیدا کر سکتی ہیں۔"

2. یہاں یہ بات قابل ذکر ہے کہ مقامی کونسلوں کے پاس لائبریریوں کا وسیع نیٹ ورک ہے، لیکن اسے بے کار سمجھا جاتا ہے اور مقامی کونسلیں اسے برقرار رکھنے میں ناکام رہتی ہیں، جب کہ، وہ بغیر کسی چیک اینڈ بیلنس کے OZT کا حصہ وصول کر رہی ہیں۔ لائبریریاں مقامی کونسلوں کے افعال کا حصہ ہیں جیسا کہ مورخہ 01.03.2023 میں روشنی ڈالی گئی ہے، اس لیے ان کا حوالہ دینے کی ضرورت نہیں ہے۔ لہٰذا سیکرٹری خزانہ OZT کو رائڈر کے ساتھ جاری کریں گے کہ تمام کونسلیں دو ماہ کے اندر لائبریریوں کا الگ اکاؤنٹ رکھیں گی۔ ناکامی کی صورت میں، OZT کا حصہ روک دیا جائے گا۔ سیکرٹری لوکل گورنمنٹ لائبریریوں کی دیکھ بھال کے لیے کونسلوں کو بھی ایسی ہدایات جاری کریں گے۔ تمام مقامی کونسلز/کمشنرز/ایڈمنسٹریٹرز تیسرے فریق کی بھرتی کے عمل کے ذریعے SNE(s) کے مطابق اہل لائبریرین کی تقرری کو یقینی بنائیں گے۔

3. ڈپٹی کمشنر سکھر نے تعمیل رپورٹ جمع کرائی ہے۔ متعلقہ ہونے کی وجہ سے، پیراگراف-2 سے 4 کو ذیل میں دوبارہ پیش کیا جاتا ہے:-

2) لہٰذا عرض کیا جاتا ہے کہ زیر دستخطی جاری کردہ خط نمبر DC/PA/2361 مورخہ: 09-3-2023 میونسپل کمشنر سکھر کو کہ معزز ہائی کورٹ نے میر معصوم شاہ لائبریری میں موجود ناپید سہولیات کو مکمل کرنے اور تفصیلی رپورٹ بھیجنے کی ہدایت کی۔ تصویری مناظر کے ساتھ رپورٹ۔ لائبریری میں غائب سہولیات جن کا مشاہدہ زیر دستخطی نے کیا ہے وہ درج ذیل ہیں: (خط کی کاپی ضمیمہ سی کے طور پر منسلک ہے۔

I فالز سیلنگ کا اسٹیٹس: ہائی کورٹ سکھر میں سماعت کی تاریخ سے پہلے جعلی سیلنگ کے کام کی 100% تکمیل کو یقینی بنانا۔
II واٹر کولرز: زیر دستخطی کے دورے کے دوران دیکھا گیا کہ 02 الیکٹرک واٹر کولر نصب ہیں جو کام کر رہے ہیں۔ طلباء کی ضرورت کو دیکھتے ہوئے ایک اضافی الیکٹرک واٹر کولر نصب کیا جائے گا۔
III فلٹر پلانٹ کی دیکھ بھال۔ کہ ہر 15 دن کے بعد واٹر فلٹر پلانٹ کی صفائی کو یقینی بنائیں۔
IV لائبریری میں کمپیوٹر سسٹم: وزٹ کے دوران ایگزیکٹیو انجینئر ایس ایم سی نے بتایا کہ لائبریری میں 11 کمپیوٹرز ہیں۔ لیکن ضرورت کو دیکھتے ہوئے مزید 5 کمپیوٹر منگوائے جائیں اور لائبریری میں رکھے جائیں۔
V. سولر ہیٹریز کی کافی تعداد کا اسٹیٹس: لائبریری کو بجلی کی بلا تعطل فراہمی کے لیے سولر بیٹریوں کی تنصیب کو یقینی بنانا۔
VI لائبریری ایریا کی تجاوزات۔ میر معصوم شاہ لائبریری کی اراضی پر تجاوزات کی نشاندہی۔ لائبریری ایریا کی کل اراضی بشمول ایئر فورس ریکروٹمنٹ سینٹر کی حیثیت اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ڈیپارٹمنٹ کے زیر قبضہ علاقے کے بارے میں تعمیل رپورٹ جمع کروائیں۔
VII فرنیچر اور فکسچر کی طاقت: فرنیچر اور فکسچر کی موجودہ انوینٹری اور ڈیمانڈ/اسپیس کے مطابق نئے سے تبدیل کریں۔
VIII لائبریری میں کتب کی کل تعداد۔ طلباء کی مشاورت سے سی ایس ایس، پی سی بی اور دیگر امتحانات جیسے مسابقتی امتحانات کی کتابوں کی تعداد میں اضافہ کو یقینی بنانا۔
IX. معصوم شاہ لائبریری میں قابل لائبریرین کی فراہمی: میر معصوم شاہ لائبریری میں ایک افسر/لائبریرین بی پی 6-17 ویں تعینات کریں اور دیگر اہلکاروں کے ساتھ لائبریری میں پہلے سے کام کر رہے ہیں۔
X. چھت کے پنکھے، ایئر کنڈیشنرز: نئے پنکھے اور ایئر کنڈیشنر لگائیں اور پرانے پنکھوں اور ایئر کنڈیشنرز کو تبدیل کریں۔

3)- میونسپل کمشنر سکھر نے خط نمبر BMC/XEN/-152 کے ذریعے اپنی رپورٹ میں جواب دیا۔ 2023/03/13 تفصیلات کا تذکرہ ذیل میں کیا گیا ہے: (خط کی کاپی ضمیمہ ڈی کے طور پر منسلک ہے۔

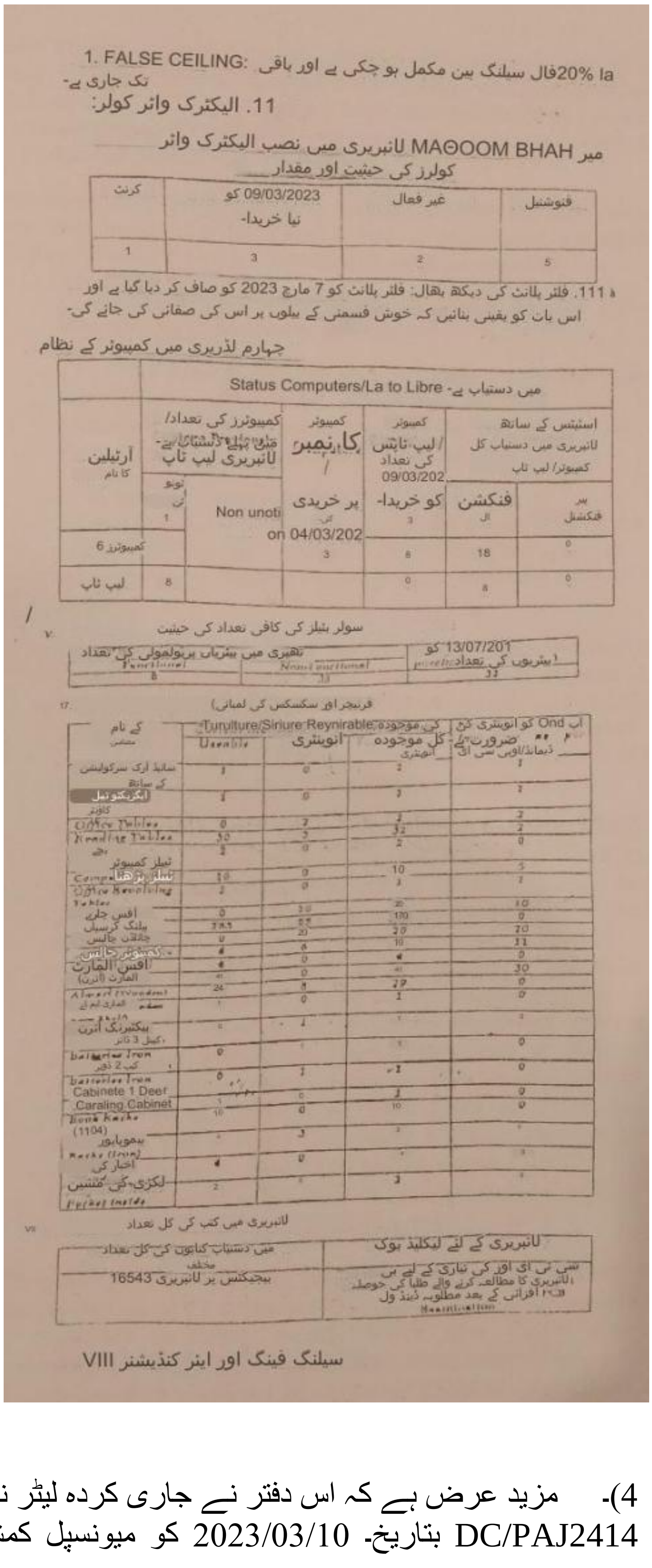
1. FALSE CEILING: la 20%فال سیلنگ بین مکمل ہو چکی ہے اور باقی تک جاری ہے-

11. الیکٹرک واٹر کولر:

میر MAΘOOM BHAH لائبریری میں نصب الیکٹرک واٹر کولرز کی حیثیت اور مقدار

| فنوشنل | غیر فعال | 09/03/2023 کو نیا خریدا- | کرنٹ |
|---|---|---|---|
| 5 | 2 | 3 | 1 |

111. فلٹر پلانٹ کی دیکھ بھال: فلٹر پلانٹ کو 7 مارچ 2023 کو صاف کر دیا گیا ہے اور اس بات کو یقینی بنائیں کہ خوش قسمتی کے بیلوں پر اس کی صفائی کی جائے گی-

چہارم لڈریری میں کمپیوٹر کے نظام

| | Status Computers/La to Libre میں دستیاب ہے- | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|---|
| آرٹیلین کا نام | کمپیوٹرز کی تعداد/ میں پہلے دستیاب ہے- لائبریری لیپ ٹاپ | | کمپیوٹر کا نمبر / پر خریدی on 04/03/202 | کمپیوٹر / لیپ ٹاپس کی تعداد 09/03/202 کو خریدا- | اسٹیٹس کے ساتھ لائبریری میں دستیاب کل کمپیوٹر/ لیپ ٹاپ | |
| | نوٹ 1 | Non unoti | | 3 | فنکشن ال | ہر فنکشنل |
| کمپیوٹرز 6 | | | 3 | 8 | 18 | 0 |
| لیپ ٹاپ | 8 | | | 0 | 8 | 0 |

V. سولر پینلز کی کافی تعداد کی حیثیت

| تھیری میں بیٹریاں پرپولمولی کی تعداد Functional | Nonfunctional | 13/07/201 کو بیٹریوں کی تعداد |
|---|---|---|
| 8 | 33 | 33 |

17. فرنیچر اور سکسکس کی لمبائی)

| کے نام | Turniture/Siriure Reynirable کی موجودہ Usable | انوینٹری | کل موجودہ انوینٹری | اب Ond کو انوینٹری کی ضرورت ہے- ڈیمانڈ/اوپی سی اے |
|---|---|---|---|---|
| سائیڈ ارک سرکولیشن کے ساتھ | 1 | 0 | 2 | 1 |
| الیکٹرونیل کاؤنٹر | 1 | 0 | 1 | 1 |
| Office Tables | 0 | 2 | 1 | 2 |
| Reading Tables | 30 | 3 | 32 | 2 |
| بچے | 2 | 0 | 2 | 0 |
| ٹیبلز کمپیوٹر Computer ٹیبلز پڑھنا | 10 | 0 | 10 | 5 |
| Office Receiving Tables | 1 | 0 | 1 | 1 |
| | | 10 | 20 | 10 |
| آفس چیئر | 0 | 10 | 130 | 0 |
| پبلک کرسیاں | 283 | 55 | 20 | 20 |
| چائلڈ چیئرز | 0 | 20 | 10 | 11 |
| کمپیوٹر چیئرز | 4 | 4 | 4 | 0 |
| آفس الماری | 4 | 0 | 41 | 30 |
| الماری (آئرن) | 41 | 0 | 29 | 0 |
| Almari (Wooden) | 24 | 8 | 1 | 0 |
| الماری لکڑی | 1 | 0 | | |
| بکٹیرنگ آئرن | | 1 | 1 | 1 |
| کیبل 3 ڈور | | | 1 | 0 |
| Batteries Iron کپ 2 ڈور | 0 | 1 | 1 | 0 |
| Batteries Iron Cabinete 1 Deer | 0 | | 1 | 0 |
| Caraling Cabinet | 1 | 0 | 10 | 0 |
| Book Racks (1104) | 10 | 0 | | |
| بمویابور | | 3 | 1 | |
| Racks (Iron) اخبار کی | 4 | 0 | | |
| لکڑی کی فنشس Pocket Inside | 2 | | 3 | |

VII لائبریری میں کتب کی کل تعداد

| میں دستیاب کتابوں کی کل تعداد | لائبریری کے لئے لیکلیڈ بوک |
|---|---|
| مختلف سبجیکٹس پر لائبریری 16543 | سی ٹی ای اور کی تیاری کے لیے بی لائبریری کا مطالعہ کرنے والے طلبا کی حوصلہ افزائی کے بعد مطلوبہ ڈینڈ ول Nonfunctional |

VIII سیلنگ فینگ اور ایئر کنڈیشنر

4)- مزید عرض ہے کہ اس دفتر نے جاری کردہ لیٹر نمبر DC/PAJ2414 بتاریخ۔ 2023/03/10 کو میونسپل کمشنر

سکھر میونسپل کارپوریشن سکھر کو ٹیکنیکل ٹیم کے ساتھ میر معصوم شاہ لائبریری پارک سکھر کا دورہ کرنے اور لائبریری کا منظور شدہ نقشہ/پلان بھیجنا۔

خط کی کاپی ضمیمہ ای کے طور پر منسلک ہے۔ اس نے اپنے خط No.SMC/XEN/151 date.13/03/2023 کے ذریعے اطلاع دی۔

"کہ میونسپل کمشنر ایس ایم سی سکھر نے تکنیکی عملے کے ساتھ میر معصوم شاہ لائبریری مینار روڈ سکھر کی سائٹ کا دورہ کیا ہے، یعنی: اسسٹنٹ انجینئر، ڈرافٹس مین اور ٹریسر اور ایسی جگہ کی پیمائش کی جس میں میر معصوم شاہ لائبریری کے پلاٹ/زمین کا کل رقبہ 6-9309 ہے۔ C.S No.C-591 میں مربع گز اور آبشار۔"

"مزید برآں، یہ بھی نشاندہی کی گئی ہے کہ میونسپل میر معصوم شاہ لائبریری مینار روڈ سکھر کی اراضی/پلاٹ پر مختلف تجاوزات کی گئی ہیں جس کی تفصیلات درج ذیل ہیں:-"

1. پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ڈیپارٹمنٹ سکھر کے زیر قبضہ 3-1545 sq.yds کا علاقہ۔

2. ایک ایریا 1-2582 پر پاکستان ایئر فورس کی بھرتی نے قبضہ کر لیا ہے اس کے علاوہ ڈرینج سٹیشن بھی قائم کیا گیا ہے جو سکھر میونسپل کارپوریشن اور میر معصوم شاہ لائبریری کی زمین کے زیر استعمال ہے۔

مزید عرض کیا گیا ہے کہ سکھر میونسپل مختیارکر/سی ایس او سکھر کے ریکارڈ کے مطابق میر معصوم شاہ لائبریری کی اصل اراضی/پلاٹ 7-9309 (sq:ft0-83787) ہے۔ میونسپل کمشنر سکھر میونسپل کوآپریشن سکھر اور ایم اے پی کی نقل f

مزید کہا گیا ہے کہ میونسپل کمشنر سکھر نے سیکرٹری لوکل گورنمنٹ ڈیپارٹمنٹ حکومت سندھ، کراچی کو خط نمبر SMC/GB/Estt/-199 کے ذریعے باضابطہ خط لکھا ہے۔ 2023/03/13، میر معصوم شاہ لائبریری سکھر میں بحیثیت لائبریرین BP5-17 والے اہل میونسپل ملازم کی پوسٹنگ کے حوالے سے۔ خط کی کاپی Annex-G کے طور پر منسلک ہے۔

2023/03/09 کے حکم کے پیرا کی تعمیل میں، جو کہ زیر دستخطی نے خط نمبر DC/PA/-2364، مورخہ 2023/03/09 کو تمام ضلع سکھر کے اسسٹنٹ کمشنرز اور ڈائریکٹر سیکنڈری پرائمری کو جاری کیا تھا۔ محکمہ تعلیم سکھر، اور لیٹر نمبر DC/PA/2464 مورخہ 2023/03/11 ڈسٹرکٹ ایجوکیشن آفیسر (پرائمری) سکھر اور ڈسٹرکٹ ایجوکیشن آفیسر (ایلیمنٹری، سیکنڈری اور ہائر سیکنڈری) سکھر کو تمام سرکاری عمارتوں کی عمارتوں کے دورے کے حوالے سے، خاص طور پر محکمہ تعلیم کی عمارتیں اور اگر وہ اچھی حالت میں ہیں اور ان کا کوئی فائدہ نہیں ہے تو انہیں لائبریری کے لیے محکمہ ثقافت کے حوالے کر دیا جائے گا، خط کا مجموعہ Annex-H کے طور پر منسلک ہے۔ ڈسٹرکٹ ایجوکیشن آفیسر، (پرائمری)، سکھر نے خط نمبر DEO(P)/7579 مورخہ 2023/03/13 کے ذریعے رپورٹ بھیجی، کہ ضلع سکھر کے پرائمری اسکول میں کوئی خالی حصہ/عمارت نہیں ہے، خط کی کاپی منسلک ہے۔ ضمیمہ-I

4. مندرجہ بالا کا مشاہدہ اس بات کی عکاسی کرتا ہے کہ ڈپٹی کمشنر سکھر نے کتابوں سمیت مختلف اشرافیہ کی سہولیات فراہم کر کے عدالت کے حکم کی تعمیل کرنے میں سخت تکلیف اٹھائی ہے، اس لیے یہ عدالت ان کی کاوشوں کو سراہتی ہے اور اس کا اعتراف کرتی ہے، امید ہے کہ دیگر ڈپٹی کمشنر بھی دورے کریں گے۔ کلچر اور لوکل گورنمنٹ کی لائبریریوں کی اور وہ اس بات کو بھی یقینی بنائیں گے کہ ان کے دائرہ اختیار میں لائبریریاں فعال ہیں، اور آپریٹو حالت میں ہیں جن میں بنیادی سہولیات ہیں جن میں مسابقتی امتحانات وغیرہ کی تازہ ترین کتابیں شامل ہیں۔

5. معصوم شاہ لائبریری کے حوالے سے یہ بات ریکارڈ پر آئی ہے کہ 1545-3 مربع گز پر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ڈیپارٹمنٹ سکھر نے قبضہ کر رکھا ہے، جب کہ 2582-1 مربع گز پر پاکستان ایئر فورس ریکروٹمنٹ سینٹر اور 1256-2 مربع گز پر قبضہ کر لیا گیا ہے۔ نکاسی آب کی صورتحال کے لیے گز سکھر میونسپل کارپوریشن کے استعمال میں ہیں۔ حالانکہ یہ پلاٹ پارک اور لائبریری کے مقصد کے لیے ہے۔ اس کے علاوہ، لوکل گورنمنٹ کے وکیل کا دعویٰ ہے کہ یہ غیر مجاز جائیدادیں ہیں، اس کے برعکس، چیف انجینئر، پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ڈیپارٹمنٹ کا دعویٰ ہے کہ محکمہ نے 1980 کی دہائی میں میونسپل کارپوریشن سے موضوع کا پلاٹ خریدا ہے۔ اس کے بعد اپنا دفتر بنایا اور اس کے بعد سے انہیں میونسپل کارپوریشن کی طرف سے غیر قانونی تجاوزات کے حوالے سے کوئی نوٹس نہیں ملا۔

6. اس بات پر زور دینے کی ضرورت نہیں کہ لائبریری کے مقصد کے لیے اب بھی کھلی زمین موجود ہے، لائبریری سے ملحق اور ایک اضافی منزل بھی قائم کی جا سکتی ہے۔ اس کے مطابق، تنازعہ میں پڑے بغیر، میونسپل کارپوریشن تمام بنیادی سہولیات کے ساتھ اضافی کمرہ تعمیر کرے گی۔

7. تاہم، پلاٹ کے قبضے کے حوالے سے جیسا کہ اوپر ذکر کیا گیا ہے، میونسپل کارپوریشن محکمانہ سطح پر اس کی پیروی کرنے کی مجاز ہوگی، اگر وہ ناراض ہیں۔ میونسپل کمشنر نے بھی پیش کیا اور میر معصوم شاہ لائبریری کی تفصیلات فراہم کرکے تعمیل رپورٹ پیش کی اور اسے ریکارڈ پر لیا گیا۔ مزید یہ کہ سکھر میونسپل کارپوریشن کو مزید OZT حصہ کی ضرورت ہے۔ اس کے مطابق، وہ اپنے اپنے علاقوں میں نئی لائبریریوں کے قیام کے لیے گرانٹ ان ایڈ کے حوالے سے سمری پیش کرنے کے لیے آزاد ہوں گے۔

8. مزید برآں، ڈپٹی کمشنر نوشہرو فیروز نے مورو میں دو لائبریریوں کے قیام کے حوالے سے بھی رپورٹ پیش کی ہے۔ اس کے مطابق، سیکریٹری ثقافت اور سیکریٹری لوکل گورنمنٹ مورو میں لائبریریوں کے قیام کے لیے فنڈز کی فراہمی کو یقینی بنائیں گے جیسا کہ پہلے ایک سال کے اندر ہدایت کی گئی تھی۔ ناکامی کی صورت میں یہ عدالت مناسب حکم جاری کرے گی۔

9. تعلقہ محراب پور کے حوالے سے یہ بات ریکارڈ پر آئی ہے کہ محراب پور ٹاؤن کے قریب گاؤں قاسم خاصخیلی میں گورنمنٹ مڈل/ہائی سکول کی عمارت اچھی حالت میں ہونے کے باوجود کسی تعلیمی سرگرمی کے بغیر غیر فعال پائی گئی ہے جس کی تصدیق تعلقہ ایجوکیشن آفیسر نے بھی کی ہے۔ فکرمند. اس کے مطابق، ایگزیکٹو انجینئر ایجوکیشن ورکس اینڈ کلچر ڈپارٹمنٹ اس لائبریری کی تزئین و آرائش اور لائبریری کے مقصد کے لیے اس کے استعمال کو یقینی بنائے گا خاص طور پر آس پاس کے گاؤں کے طلباء/قارئین کے لیے، خاص طور پر مسابقتی امتحان کے لیے۔ اسی طرح کنڈیارو شہر میں واقع ہائی سکول کنڈیارو کے یتمبر ہاسٹل میں 12 کمروں پر مشتمل ایک کشادہ دو منزلہ تاریخی عمارت ہے۔ تاہم یہ عمارت محکمہ تعلیم کے استعمال میں نہیں ہے۔ اس کے باوجود، لائبریری کے طور پر قائم کرنے کے لئے ایک ہی موزوں ہے. اس کے مطابق، سبجیکٹ ہاسٹل کو ایجوکیشن ورکس ڈیپارٹمنٹ کے ذریعے بحال کیا جائے گا یا لائبریری کے مقصد کے لیے کلچر ڈیپارٹمنٹ کے حوالے کیا جائے گا، جس سے طلباء اس عمارت سے بطور لائبریری مستفید ہو سکیں گے۔

10. نوشہرو فیروز شہر میں ڈپٹی کمشنر کمپلیکس کے بالمقابل ایک سپورٹس کمپلیکس ہے جس میں ایک ہال اور 05 کمروں پر مشتمل ہے، جس میں اعتراف کے طور پر ایڈیشنل ڈائریکٹر سوشل ویلفیئر کا دفتر قائم ہے اور اسے محکمہ سوشل ویلفیئر منتقل کر سکتا ہے۔ اس کے مطابق یہ عمارت خالی کر دی جائے گی۔ اس عمارت کی

تجویز پبلک لائبریری کے لیے موزوں ہے۔ تاہم، عمارت جزوی طور پر تعمیر کی گئی ہے۔ اس کے مطابق سیکرٹری کلچر متعلقہ افسران کا دورہ اور اعتراض کے ساتھ اس بات کو یقینی بنائے گا کہ اس عمارت کا قبضہ ڈپٹی کمشنر سے حاصل کیا جائے گا اور نوشہرو فیروز میں لڑکیوں اور لڑکوں کے لیے لائبریری قائم کی جائے گی۔

11. ڈپٹی کمشنر گھوٹکی نے بھی رپورٹ پیش کی ہے جس میں بتایا گیا ہے کہ ٹاؤن کمیٹی خان گڑھ کے زیر کنٹرول/ڈومین میں ایک پبلک لائبریری موجود ہے، لیکن فرنیچر یا کتابوں کے بغیر ایسی عمارت کام نہیں کر رہی ہے۔ جبکہ میرپور ماتھیلو، ڈہرکی اور اوباڑو میں لائبریریاں کام کر رہی ہیں۔ یہ بتانے کی ضرورت نہیں کہ ڈپٹی کمشنر گھوٹکی مختلف آئل اینڈ گیس کمپنیوں کے فلاحی فنڈز سے فنڈز کی دستیابی کا جائزہ لیں گے اور آئل اینڈ گیس کمپنیوں کے مشورے سے لائبریریوں کے لیے سٹیٹ آف آرٹ بلڈنگ قائم کریں گے جس میں مینوئل اور ڈیجیٹل کی سہولیات ہوں گی۔ محکمہ ثقافت کے ذریعے کمپیوٹر کے ساتھ کتابیں اور ایسی فزیبلٹی رپورٹ اگلی تاریخ کو جمع کرائی جائے گی۔

12. روہڑی کی لائبریری کے حوالے سے، اے سی روہڑی کا دعویٰ ہے کہ انہوں نے الاٹمنٹ منسوخ کر دیے ہیں اور جزوی طور پر لائبریری کام کر رہی ہے: تاہم، ایک ماہ کے اندر وہ لائبریری کو خصوصی طور پر لڑکیوں کے لیے مکمل طور پر بحال کر دیں گے۔ ڈپٹی کمشنر اور ایڈمنسٹریٹر سکھر کا بیان مزید ہدایات کے ساتھ لائق تحسین ہے کہ تمام کام ایک ماہ میں مکمل کر لیا جائے گا۔ آگاہی مہم کے علاوہ پرنٹ، الیکٹرانک اور سوشل میڈیا کے ذریعے بھی شروع کی جائے گی اور تمام خواہشمند لڑکیوں اور طالبات کو ان کی اعلیٰ تعلیم اور مسابقتی امتحانات کے لیے مناسب سیکورٹی اور حفاظتی پروٹوکول کے ساتھ لائبریری محسوس کرنے کے لیے تمام سہولیات فراہم کی جائیں گی۔

13. اس وقت، ہم یہ مناسب سمجھتے ہیں کہ اس عدالت کی جانب سے ڈپٹی کمشنرز کو تعریفی اسناد دی جائیں جن پر اس عدالت کے ایڈیشنل رجسٹرار کے دستخط ہوں گے۔

06.04.2023 تک ملتوی یہ بتانے کی ضرورت نہیں کہ اس درخواست کا فیصلہ ہونے تک پہلے کے احکامات جاری رہیں گے۔

**کالج کی تعلیم اور سمت میں اوقافی فنڈز۔**

64. انڈومنٹ فنڈز کے حوالے سے، اس عدالت نے سیکرٹری سکولز کو بلایا۔ تاہم، ایڈیشنل سیکرٹری نے حاضر ہو کر عرض کیا کہ انڈومنٹ فنڈز کے مطابق حکومت کو ملنے والی ہر ایک پائی کو منافع بخش سکیم میں لگانا ہے اور صرف حاصل شدہ

سود کو اسکالرشپ کے لیے استعمال کیا جا سکتا ہے۔ اس کے باوجود انہوں نے اعتراف کیا کہ حکومت 2010 سے مختص بجٹ جاری کرنے میں ناکام رہی ہے۔ یہ مسئلہ مختلف تاریخوں پر مشتعل ہوا۔ 01.08.2029 کو متعلقہ ہونے کی وجہ سے، اس عدالت نے سی پی میں حکم جاری کیا۔ حیدرآباد میں 2019 کا نمبر D-1553، جو کہ ذیل میں پڑھتا ہے:

"30.07.2019 کے آرڈر کے مطابق، جو کہ ہے؛

"مورخہ 04.07.2019 کے حکم کے ذریعے، چیف سیکرٹری اور سیکرٹری تعلیم کو ہدایت جاری کی گئی کہ وہ انڈومنٹ فنڈز کو تدریسی اداروں کے حق میں محفوظ کرنے اور جاری کرنے کے حوالے سے تفصیلی رپورٹ پیش کریں۔ اس کے بعد معاملہ 18.07.2019 تک ملتوی کر دیا گیا اور اس تاریخ کو ڈپٹی سیکرٹری انڈومنٹ فنڈ پیش ہوئے اور عرض کیا کہ اسی نوعیت کی درخواست پرنسپل سیٹ کراچی پر زیر التوا ہے۔ تاہم سیکریٹری خزانہ، چیف سیکریٹری سندھ، سیکریٹری انڈومنٹ فنڈ کے ساتھ ساتھ سیکریٹری کالجز کو مکمل وقفے کی تفصیلات جمع کرانے کی ہدایت کی گئی تھی لیکن آج ایڈیشنل سیکریٹری انڈومنٹ فنڈ نے بیان جمع کرایا جس میں انڈومنٹ فنڈز کے بجٹ کے ساتھ ساتھ اداروں کی فہرست بھی ظاہر کی گئی لیکن مکمل انڈومنٹ فنڈ اداروں کے لیے مختص، جاری اور مختص کی گئی کل رقم کے حوالے سے بریک اپ دستیاب نہیں ہے حالانکہ اداروں کی فہرست دستیاب ہے لیکن یہ اس بات کا ثبوت نہیں ہے کہ انہوں نے کیسے اور کس طریقہ کار کے تحت رقم مختص کی تھی۔ اس کے مطابق، ایڈیشنل سیکرٹری خزانہ، ایڈیشنل سیکرٹری سکولز/کالجز اور چیف سیکرٹری کے نمائندے اگلی تاریخ کو حاضر ہوں گے اور ساتھ ہی سیکرٹری انڈومنٹ فنڈز انڈومنٹ فنڈز کے طریقہ کار کی تفصیلات جمع کرانے کو یقینی بنائیں جیسا کہ اوپر دیکھا گیا ہے۔ ناکامی کی صورت میں ان کے خلاف توہین عدالت کی کارروائی کی جائے گی۔ دفتر اس حکم کو تمام متعلقہ افراد کو ٹیلی فون کے ساتھ ساتھ فیکس کے ذریعے بھی بتائے گا۔ اس کے ساتھ ساتھ فاضل A.A.G کو بھی کاپی فراہم کی جائے گی۔ تعمیل کے لیے. یہ دیکھنا عجیب ہے کہ ایڈیشنل سیکرٹری انڈوومنٹ فنڈز نے ریکارڈ بجٹ تقریر رکھی ہے جس سے اسکرین پر دھواں پیدا ہوتا ہے تاہم ہم اس معاملے کو مندرجہ بالا ہدایات کے ساتھ ملتوی کر دیتے ہیں۔

2. ایڈیشنل سیکرٹری انڈومنٹ فنڈ موجود ہیں انڈومنٹ فنڈ کے حوالے سے سالانہ بجٹ مختص

کرنے کی تفصیلات پیش کرتے ہیں۔ ان کے مطابق، سال 2010 سے 2016 تک 250 ملین روپے مختص کیے گئے تھے۔ 2010، 2011 اور 2016 میں فنڈز جاری کیے گئے تھے۔ 2017 میں کوئی بجٹ مختص نہیں کیا گیا تھا۔ تاہم، 2018 اور 2019 میں حد میں اضافہ کیا گیا اور بجٹ مختص 1000 ملین روپے سالانہ تھا، جبکہ ان کے قواعد کے مطابق وہ اصل رقم استعمال نہیں کر سکتے، اس لیے انہوں نے PIB (پاکستان انویسٹمنٹ بانڈز) اور TDIC (ٹرم ڈپازٹ انکم سرٹیفکیٹ) خریدے اور وہ چھ ماہانہ منافع وصول کر رہے ہیں جو وہ مختلف یونیورسٹیوں میں تقسیم کرتے تھے، جو کہ پبلک سیکٹر اور پرائیویٹ سیکٹر دونوں میں 32 نمبروں میں ہیں۔ کہ اس وقت ان کے پاس 200 ملین روپے موجود ہیں۔ وہ ریکارڈ میں لیے گئے سرمایہ کاری اور حاصل شدہ منافع کے حوالے سے ثبوت پیش کرتا ہے۔ اس کے مطابق سیکرٹری خزانہ ہر سال پہلی سہ ماہی میں رقم جاری کریں گے۔

6. چونکہ، ابتدائی طور پر، انڈومنٹ فنڈ کا مقصد مستحق طلباء کی مختلف یونیورسٹیوں سے اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے/مکمل کرنے میں مدد کرنا ہے۔ یہ ہر فرد کا ایک ناقابل تردید حق ہے قطع نظر اس کی مالی حیثیت اس لیے سالانہ آمدنی کی حد کو تسلیم شدہ کم ترین آمدنی کو مدنظر رکھتے ہوئے رکھا جانا چاہیے۔ یہ بتانے کی ضرورت نہیں کہ اس صوبے (سندھ) کے ساتھ ساتھ ملک کے لوگوں کی اکثریت غربت کی لکیر کے نیچے زندگی گزار رہی ہے اور ان کی معمول کی آمدنی پچاس ہزار ماہانہ سے زیادہ نہیں ہے کیونکہ ویجز ایکٹ کے مطابق تنخواہ کی زیادہ سے زیادہ حد 17500 ماہانہ ہے۔ (2,10,000 روپے سالانہ)، اس لیے بورڈ کی طرف سے مقرر کردہ/بڑھائی گئی حد غریب طلباء کے لیے فائدہ مند/مددگار نہیں ہو گی بلکہ ان تمام لوگوں کے لیے انکار ہو گی جنہیں، بصورت دیگر، صرف اتنی رقم کا حقدار بنایا گیا ہے۔ اس کے مطابق، متعلقہ سہ ماہی ایسے اقدامات کرے گی جس میں ایسے والدین کو بھی کم از کم سالانہ آمدنی شامل ہے۔

7. پرائیویٹ یونیورسٹیوں/ ڈگری دینے والے اداروں کے حق میں انڈومنٹ فنڈ کے اجراء کے حوالے سے، جو عام طور پر بھاری فیسیں وصول کر رہے ہیں، ایڈیشنل سیکرٹری کا کہنا ہے کہ اگرچہ وہ سنجیدگی سے درخواست کرتے ہیں کہ انڈومنٹ فنڈ کو صرف پبلک سیکٹر یونیورسٹیوں کے لیے مخصوص کیا جائے اور جاری کیا جائے۔ / ڈگری دینے والے ادارے تاکہ مختصر تعداد کے بجائے ہزاروں طلباء اس

اسکالرشپ کا فائدہ اٹھا سکیں، لیکن اس سفارش / تجویز کو بورڈ کے ممبروں میں سے ایک کے طور پر نہیں سمجھا گیا، جو کہ کسی پرائیویٹ یونیورسٹی سے منسلک / آیا تھا، جیسا کہ چیف سیکرٹری نے مطلع کیا تھا۔ ، اسی پر اعتراض کیا۔ ایڈیشنل سیکرٹری کے مطابق، عام طور پر پرائیویٹ سیکٹر کی یونیورسٹیاں طالب علم سے سالانہ فیس وصول کرتی ہیں جو کہ تقریباً اور بعض صورتوں میں 1.0 ملین سالانہ سے زیادہ ہوتی ہے۔ غربت کی لکیر سے نیچے زندگی گزارنے والوں سے اس طرح کی فیس کی توقع نہیں کی جا سکتی، اس لیے ایسی رکاوٹ ایسے خاندان سے آنے والے طالب علم کی تعلیمی زندگی کو مکمل طور پر روک سکتی ہے۔ 8. اس طرح، بورڈ کے اجلاس میں ایڈیشنل سیکرٹری کا خیال بہت ہی منطقی تھا اور یقیناً اس سے بڑی تعداد میں مستحق طلباء کو پبلک سیکٹر کی یونیورسٹیوں سے اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے میں مدد ملے گی جو عام طور پر تقریباً 50,000/ روپے لیتی ہیں۔ - سالانہ. اس کے مطابق چیف سیکریٹری سندھ سابقہ کمیٹی کو ڈی نوٹیفائی کریں گے اور اس بات کو یقینی بنائیں گے کہ پبلک سیکٹر یونیورسٹیوں کے ساتھ ساتھ سیکریٹری تعلیم، سیکریٹری کالجز، سیکریٹری فنانس، سیکریٹری ہائر ایجوکیشن کمیشن، ایس جی اے اینڈ سی ڈی، جناب نثار صدیقی، ڈائریکٹر آئی بی اے سکھر، کو جوائن کرکے تازہ نوٹیفکیشن جاری کیا جائے۔ ڈاکٹر ناہید درانی، ڈائریکٹر ایس ای ایف اور چیئرمین پی اینڈ ڈی بورڈ۔ بورڈ اس آرڈر کو مدنظر رکھتے ہوئے اور انڈومنٹ فنڈ کے مقصد کی روح کے تحت تمام قواعد کو از سر نو تشکیل دے گا۔

8. مزید، ہم سیکریٹری بورڈ/کالجز اور یونیورسٹیز کے ساتھ ساتھ چیف سیکریٹری سندھ کو ہدایت دیتے ہیں کہ وہ انڈومنٹ فنڈ اسکالرشپ/رقم کی سیٹوں کے مطابق مختص کرنے کے طریقہ کار کا جائزہ لیں اور غریب اور مستحق طلباء کے لیے علیحدہ نشستوں کے حوالے سے ایک الگ طریقہ کار فراہم کریں گے۔ کوئی والدین یا وہ نہیں، جن کے والدین اوپر بیان کیے گئے زمرے میں نہیں آتے ہیں۔ کہ پبلک سیکٹر کی یونیورسٹیوں کے ساتھ سیٹوں کی تعداد میں اضافہ کرکے ایسے تمام طلباء کو انڈومنٹ فنڈ اسکالرشپس کے ذریعے فنڈ فراہم کیا جائے گا۔ اگر میکانزم جاری کی جانے والی کسی بھی رقم کی تعداد فراہم کرتا ہے تو نجی شعبے کی یونیورسٹیوں کے حوالے سے نشستوں کی تعداد کو کم کیا جائے گا۔

.65 2015 کے دیوانی مقدمہ نمبر 1243 (مشال کیس) میں پاس کیے گئے احکامات یہ ہیں:

3. ایڈیشنل سیکرٹری خزانہ اس بات کو یقینی بنائیں گے کہ آئندہ بجٹ میں انڈومنٹ فنڈ کی مختص رقم کو 1000 ملین سے بڑھا کر 2000 ملین روپے کیا جائے جیسا کہ صوبہ پنجاب میں انڈومنٹ فنڈ تقریباً 16 بلین ہے، جبکہ سندھ میں یہ 3.5 بلین ہے جو کہ پورا کرنے کے لیے معمولی رقم ہے۔ اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کے لیے معیارات اور غریب خاندانوں کا مقابلہ کرنا۔ اس موقع پر، ایڈیشنل سیکرٹری ایجوکیشن انڈومنٹ فنڈز کا دعویٰ ہے کہ تمام سرکاری یونیورسٹیاں انڈومنٹ فنڈز سے وظائف وصول کریں گی اور وہ میرٹ پر منتخب ہونے والے کسی بھی طالب علم سے کوئی ٹیوشن فیس نہیں لیں گی۔

.66 بینش کیس [CP NO.S-2116/2018] میں منظور کیا گیا حکم یہ ہے:-

"6. یہ بھی حقیقت ہے کہ جب اس عدالت کی طرف سے یتیم کے معاملے پر غور کیا گیا تو کچھ بے ضابطگیاں اس شکل میں سامنے آئیں کہ انڈومنٹ فنڈز کے لیے جو ذہین اور غریب طلبہ کے لیے اسکالر شپ کے لیے مختص کیے گئے تھے وہ صوبہ سندھ کے اعلیٰ حکام نے استعمال کیے جبکہ ان کے بچے بیرونی ممالک اور نجی یونیورسٹیوں میں زیر تعلیم تھے حالانکہ بورڈ/مجاز اتھارٹی کی طرف سے ان کے کیسز مسترد کر دیے گئے تھے، اصل رقم وزیر اعلیٰ سندھ کے صوابدیدی اختیار کے ذریعے استعمال کی گئی۔ جب اس مسئلے کا نوٹس لیا گیا تو اے جی سندھ حاضر ہوئے اور بیان درج کرایا کہ مستقبل میں وزیر اعلیٰ سندھ ان اختیارات کو استعمال نہیں کریں گے اور اس رقم کو وصول کرنے کے اہل نہ ہونے والے مستحقین کی طرف سے وصول کی گئی رقم حکومت نے دوسرے سے واپس کردی۔ سر لیکن 4.2.2020 کو آرڈر کی شرائط کے اندر نہیں۔ یہ بتانے کی ضرورت نہیں ہے کہ یہ ہدایت جاری کی گئی تھی کہ یہ رقم ان افسران اور مستفید ہونے والوں سے زمینی محصول کے بقایا جات کے طور پر وصول کی جائے گی جنہوں نے مجاز اتھارٹی کی منظوری کے بغیر دائرہ اختیار سے باہر رقم وصول کی تھی۔

.67 احکامات کی تعمیل میں رپورٹس جمع کروائی گئیں کہ یہ منظر عام پر آیا کہ سیکرٹریز کے بچوں کو وزیر اعلیٰ سندھ کی طرف سے استعمال کیے جانے والے اختیار کے ذریعے اسکالر شپس حاصل کی جا رہی ہیں جو اصل رقم خرچ کی جانی تھی۔ تاہم اے جی سندھ نے بیان درج کرایا کہ مستقبل میں وزیر اعلیٰ سندھ ان اختیارات کا استعمال نہیں کریں گے اور اسکالرشپ صرف غریب اور مستحق طلبہ کو فراہم کی جائے گی۔ ریکارڈ پر مزید آیا ہے کہ

اس عدالت کے حکم پر انڈومنٹ ٹرسٹ ڈیڈ رجسٹرڈ کی گئی اور بجٹ ایک ارب سے بڑھا کر دو ارب کردیا گیا، اس وقت سات ارب کی رقم منافع بخش اسکیم میں لگائی گئی ہے۔ اسکالرشپ میں شفافیت کے حوالے سے اس عدالت کی جانب سے یہ طریقہ کار فراہم کیا گیا تھا کہ صرف آئی بی اے کراچی اور آئی بی اے سکھر اسکالرشپ کے انتخاب کے عمل کی چھان بین کریں گے اور ان کی سفارشات پر صرف اسکالرشپ فراہم کی جائے گی۔

.68 C.P.No.D-2248 of 2013 وغیرہ میں اس عدالت کو یونیورسٹیوں کی طرف سے بتایا گیا کہ مستحق طلباء میں تقسیم کے لیے انہیں کوئی زکوٰۃ ادا نہیں کی جا رہی ہے۔ مورخہ 07.09.2017 کے آرڈر کو دوبارہ پیش کرنا موزوں ہوگا جو کہ درج ذیل ہے:

"سندھ یونیورسٹی جامشورو، پیپلز یونیورسٹی آف میڈیکل اینڈ ہیلتھ سائنسز، نواب شاہ، مہران یونیورسٹی آف انجینئرنگ اینڈ ٹیکنالوجی، جامشورو اور سندھ ایگریکلچر یونیورسٹی ٹنڈو جام کی نمائندگی کرنے والے ماہرین تعلیم کے ساتھ ساتھ ویٹرنری یونیورسٹی کے نمائندے بھی موصول ہونے کے حوالے سے رپورٹس پر ریکارڈ رکھنے کے لیے وقت مانگ رہے ہیں۔ زکوٰۃ کونسل کی طرف سے فنڈز اور مستحق طلباء میں اس کی تقسیم۔ تصوف یونیورسٹی اور ماڈرن سائنسز کے وکیل بھٹ شاہ نے دعویٰ کیا کہ 2012 سے انہیں زکوٰۃ کونسل کی طرف سے مستحق طلباء میں تقسیم کے لیے ایک پائی بھی نہیں ملی۔ جامعہ کراچی کے وکیل، جناح سندھ میڈیکل یونیورسٹی کراچی کے ڈاؤ یونیورسٹی کے کنسلٹنٹ نے بھی یہی اعتراض کیا۔ آئی بی اے سکھر کے نمائندے نے دعویٰ کیا کہ انہیں 2012 سے 2015 تک زکوٰۃ فنڈ ملا ہے اور انہوں نے معیار کے مطابق ہی تقسیم کیا ہے۔ سندھ زکوٰۃ کونسل کی جانب سے ڈپٹی ایڈمنسٹریٹر زکوٰۃ موجود ہیں اور تبصرے دائر کرتے ہیں جس میں یہ استدلال کیا جاتا ہے کہ اس عدالت کے حکم کے مطابق انہوں نے چیئرمین زکوٰۃ کونسل کو سمری بھیجی، لیکن انہوں نے اس سمری کو اس نوٹ کے ساتھ ٹھکرا دیا کہ ہائی کورٹ کے پاس کوئی ازخود نوٹس نہیں ہے۔ -موٹو دائرہ اختیار؛ اس کے بعد یہ معاملہ زکوٰۃ کونسل کے 19ویں اجلاس میں رکھا گیا جس میں فیصلہ کیا گیا کہ؛

"کونسل نے نوٹ کیا کہ فیصلہ تقریباً ناقابل عمل ہے کیونکہ زکوٰۃ کے نظام کا اعلیٰ تعلیم سے کوئی تعلق نہیں ہے جو زیادہ تر طالب علم کی مرضی ہے۔ زکوٰۃ کا نظام پہلے سے ہی مستحق طلبہ کے مسائل کو گریجویشن کی سطح تک وظیفہ دے کر حل کرتا ہے۔ کونسل نے عدالت کے فیصلے کے خلاف نظرثانی کی درخواست / اپیل دائر کرنے کا مزید فیصلہ کیا۔ تاہم،

کونسل نے نوٹ کیا کہ فیصلے کے کچھ حصوں کی تعمیل کی گئی ہے یعنی درخواست گزار کو وظیفہ کی ادائیگی اور ویب سائٹ کا قیام۔

پہلی نظر میں، کونسل کا دعویٰ ہے کہ "نظام زکوٰۃ کا اعلیٰ تعلیم سے کوئی تعلق نہیں ہے" حالانکہ سندھ زکوٰۃ و عشر ایکٹ، 2011 کا سیکشن 8 "زکوٰۃ" کے استعمال کے بارے میں اس طرح کہتا ہے:

"8۔ زکوٰۃ فنڈ کا استعمال: زکوٰۃ فنڈ میں موجود رقم کو درج ذیل مقاصد کے لیے استعمال کیا جائے گا، یعنی؛

(الف) ضرورت مندوں، مسکینوں اور غریبوں خصوصاً یتیموں اور بیواؤں، معذوروں اور معذوروں کے لیے، جو اپنی روزی یا بحالی کے لیے شریعت کے تحت زکوٰۃ وصول کرنے کے اہل ہیں، بالواسطہ یا بلاواسطہ دینی مدارس یا تعلیمی، پیشہ ورانہ یا سماجی اداروں کے ذریعے، سرکاری ہسپتال، خیراتی ادارے اور صحت کی دیکھ بھال فراہم کرنے والے دوسرے ادارے:

اوپر سے یہ بات بالکل عیاں ہے کہ زکوٰۃ کے استعمال کی فہرست میں تعلیمی اداروں کو پرائمری تعلیم تک محدود کیے بغیر پہلی قسم میں ذکر کیا گیا ہے، لہٰذا، کونسل کا موقف بشمول چیئرمین، زکوٰۃ اولیٰ نظر نہیں ہے۔ نہ صرف ایکٹ کے سیکشن 8 کی روح کے خلاف ہے بلکہ یہ بھی بولتا ہے کہ کس قدر مؤثر طریقے سے ایک مقدس فریضہ کو سونپا جا رہا ہے۔

2. کونسل کا موجودہ موقف، بشمول چیئرمین، زکوٰۃ کچھ نہیں بلکہ ایک اولین نظریہ سمرسالٹ ہے جو کہ 22.12.2016 کے 2013 کے CP No.D-2248 میں پاس کردہ آرڈر کے متعلقہ حصے کے حوالے سے بالکل واضح ہو جائے گا۔ :
"2. مورخہ 24.11.2016 اور 15.12.2016 کے احکامات کے مطابق، کاشف صدیقی، ڈسٹرکٹ زکوٰۃ آفیسر (HQ) کراچی موجود ہیں اور واضح طور پر دعویٰ کرتے ہیں کہ انہوں نے صوبہ سندھ کی تمام ضلعی زکوٰۃ و عشر کمیٹیوں کو زکوٰۃ کے حوالے سے ریکارڈ جمع کرانے کی ہدایت کی ہے، غریب طلباء کو ادائیگی کے لیے مختص؛ مزید مواد جو 2011 سے 2016 کی مدت کے لیے وظیفہ تقریباً 40 کروڑ تھا، اس میں سے تقریباً 23 کروڑ اس مقصد کے لیے استعمال کیے گئے لیکن باقی تقریباً 17 کروڑ کی غیر استعمال شدہ رقم اکاؤنٹ نمبر 3 میں جمع کر دی گئی۔ انہوں نے اعتراف کیا کہ ہیڈ آفس میں ایسا کوئی ریکارڈ دستیاب نہیں ہے۔

مندرجہ بالا بیان ہمیشہ کافی تھا / ہے کہ چھ (06) سال کی مدت کے دوران اس مقصد کے لیے 40 کروڑ روپے مختص کیے گئے تھے یعنی غریبوں کی مدد جس سے سالانہ وظیفہ 6.66 کروڑ روپے

ہوتا ہے۔ 40 کروڑ روپے کی کل رقم میں سے شیر کا حصہ یعنی 23 کروڑ روپے "غیر استعمال شدہ" رہ گئے۔ نہ چیئرمین، زکوٰۃ اور نہ ہی کوئی اور یہ دعویٰ کر سکتا ہے کہ اس دور میں کوئی مستحق طالب علم پیسے کی وجہ سے تعلیم سے الگ نہیں ہوا۔ ہم مزید کریں گے کہ یہ ریاست (متعلقہ محکمہ) کا مکمل فریضہ ہے کہ زکوٰۃ فنڈ ہر ایک مستحق تک پہنچائے خواہ وہ دریا فرات کے کنارے پر ہو۔ ہم یہ سمجھنے سے بھی قاصر ہیں کہ زکوٰۃ کی رقم کا بہترین استعمال اور کیا ہو سکتا ہے اگر ایک مستحق غریب تعلیم کے بعد اپنے خاندان کے لیے نہیں بلکہ پورے معاشرے کے لیے ایک بہتر شہری بننے کی امید رکھ سکتا ہے۔ یہ ہمیشہ "زکوٰۃ" کے بنیادی مقصد یعنی "بحالی" کے مطابق تھا۔ وصول شدہ زکوٰۃ فنڈ کا بڑا حصہ تعلیم کے لیے استعمال کرنے پر سوال نہیں کیا جا سکتا کیونکہ زکوٰۃ کے مقاصد کے مطابق نہیں ہے۔ ہم اس کا صحیح استعمال مانتے تھے اور پھر بھی مانتے تھے لیکن شاید چیئرمین زکوٰۃ اس سے بچنا چاہتی ہے خاص طور پر جب اس عدالت نے صرف ایک شفاف طریقہ کار کا مطالبہ کیا کہ ہر ادارے کو اس کا حصہ مقررہ حصے سے باہر کرنے دیا جائے جو کہ محکمہ زکوٰۃ کے کنٹرول کے ساتھ خود کو مطمئن کرے۔ اتنی رقم نیلی آنکھوں والے کو نہیں دی گئی بلکہ اس کی مستحق تھی۔ تاہم، ڈسٹرکٹ زکوٰۃ آفیسر (HQ) کی طرف سے یہ دو افسوسناک داخلے تھے یعنی:

i) وظیفہ کی شیر کی رقم کا ختم ہونا؛
ii) کوئی ریکارڈ نہ ہونا؛

جس نے اس عدالت کو مورخہ 22.12.2016 کو ہدایات کے ساتھ حکم جاری کرنے پر مجبور کیا:

"3. تسلیم شدہ طور پر، زکوٰۃ و عشر کمیٹی/محکمہ اپنی ویب سائٹ کو ریگولیٹ نہیں کر رہا ہے، اس لیے ویب سائٹ پر ایسی کوئی معلومات دستیاب نہیں ہے جو کہ آج کی دنیا کا تقاضا ہے، اس لیے سندھ زکوٰۃ کونسل اپنی ویب سائٹ قائم کرے گی، جس میں ایسے افراد کے اجراء کے لیے معیارات بیان کیے جائیں گے۔ رقم خاص طور پر، تعلیمی مقصد کے لیے اور وہ (1) فیڈریشن سے وصول کردہ زکوٰۃ کی رقم، (2) ضرورت مند/مستحق طلباء کو مذکورہ رقم کی ادائیگی کے طریقہ کار، (3) کے حوالے سے ان کی طرف سے اٹھائے گئے اقدامات کی تمام تفصیلات فلیش کریں گے۔ ) تفصیلات، مستحق طلباء کی تعداد، زکوٰۃ اور عشر پروگرام کے تحت زکوٰۃ سے ادا کردہ وظیفہ کی رقم، اسی طرح ان کے متعلقہ اداروں/یونیورسٹیوں کے نام بھی جو ویب سائٹ پر ان طلباء کے نام اور شناخت ظاہر نہیں کریں گے تاکہ کسی بھی قسم کی پیچیدگی یا نقصان سے بچا جا سکے۔ ایسے طلباء کی عزت و وقار کے لیے.

تاہم، کہا کہ ویب سائٹ کو شروع کرنے کے علاوہ اس کے خط اور روح میں آرڈر کی تعمیل نہیں کی گئی۔ ہم یہ سمجھنے سے قاصر تھے کہ کونسل کو چیئرمین سمیت کس چیز نے لوگوں کو زکوٰۃ کے دعوے کا معیار بتانے سے روکا ہے جس کا تعین اسلام کے اصولوں سے ہوتا ہے؟ ہم یہ سمجھنے سے بھی قاصر تھے کہ محکمہ کو متعلقہ اداروں/یونیورسٹیوں کے ناموں کے ساتھ ادا شدہ وظیفہ کی رقم کے ریکارڈ کی تفصیلات دینے سے کس چیز نے روکا۔ تاہم، محکمہ زکوٰۃ کچھ چیکوں کے ساتھ سامنے آیا، جو اعلیٰ تعلیمی اداروں کے طلباء کو جاری کیے گئے جو کبھی بھی "زکوٰۃ فنڈ" کے مقصد اور مقصد کو پورا نہیں کر رہے تھے، اس لیے اس عدالت کو سوالیہ حکم جاری کرنا پڑا۔ اس کا متعلقہ پیرا یہ ہے:-

"4. ہم یہ بھی شامل کر سکتے ہیں کہ چونکہ حکومت انٹرمیڈیٹ تک مفت تعلیم فراہم کر رہی ہے لیکن یونیورسٹی کی سطح سے طلباء فیس ادا کرنے کے ذمہ دار ہیں اور چونکہ "تعلیم" کے لیے "زکوٰۃ فنڈ" سے کافی رقم فراہم کرنے کا دعویٰ کیا جا رہا ہے۔ اس لیے مستحق طلبا، نہ صرف عدالتی جواز بلکہ تمام منطق اور معقولیت کا تقاضا ہے کہ زکوٰۃ کی کچھ رقم/فنڈ (محکمہ عام طور پر تعلیم کے لیے فراہم کرتا ہے) تمام پبلک سیکٹر/سرکاری یونیورسٹیوں کے ساتھ ساتھ ڈگری کالجوں کو متناسب بنیادوں پر براہ راست مختص کیا جائے، نہ کہ ضلعی زکوٰۃ کمیٹیوں کے ذریعے۔ تمام یونیورسٹیوں کے وائس چانسلرز کو ہدایت کی جاتی ہے کہ وہ مستحق طلبہ کو زکوٰۃ کے حساب سے امداد فراہم کرنے کے لیے مکمل طریقہ کار اور رہنما اصولوں کے ساتھ مجاز کمیٹیاں تشکیل دیں۔ وہ اپنی متعلقہ ویب سائٹس پر ایک نئی ونڈو بھی کھولیں گے اور ساتھ ہی اپنے پراسپیکٹس میں اس مقصد کے لیے کالم بھی فراہم کریں گے، جس سے مستحق طلبا کو درخواست دینے کے قابل بنایا جائے گا کہ جب بھی اس طرح کی مدد درکار ہو۔ چیئرمین اور سیکرٹری زکوٰۃ و عشر کونسلز؛ اس کے ساتھ ساتھ تمام یونیورسٹیوں (پبلک سیکٹر) کے وائس چانسلر دو ماہ کے اندر تعمیل کی رپورٹ پیش کریں گے۔

3. مذکورہ حکم کی تعمیل کو کمیٹی نے ایک متکبرانہ انداز میں مسترد کر دیا ہے جبکہ اسے ناقابل عمل ہونے کا الزام لگایا ہے حالانکہ یہ صرف اس وظیفے تک ہی محدود تھا جو تعلیمی ادارے کے غریب/مستحق طلباء کے لیے ہوتا ہے یہاں تک کہ بالواسطہ (ادارے کے ذریعے) جیسا کہ خود ایکٹ کے سیکشن۔ 8 کے ذریعہ جائز ہے جو اس عدالت کے مشاہدے کے مطابق لگتا ہے، جو کہ 29.12.2012 کے حکم میں بنایا گیا تھا۔

"...تعلیمی مدد ضرورت مند کی بجائے مستحق کو دی جانی چاہیے۔ مختصر یہ کہ جب حتمی مقصد "روشنی / چمک" حاصل کرنا ہو تو "کوئلے" پر محنت کرنے کے بجائے ہیرے کو چمکانا ہمیشہ بہتر ہے۔

4. ادارہ بذات خود ایک بہتر پوزیشن میں ہوگا کہ وہ ضرورت مند طلبہ میں سے مستحق افراد کا انتخاب کرے اس لیے ایکٹ نے ہی ادارے کی اس طرح کی شمولیت کی اجازت دی ہے۔ تاہم اس عدالت کے حکم (حکموں) کا مقصد کبھی بھی پرائمری اور سیکنڈری سطح کے طلباء کے حصہ کو خارج کرنا نہیں تھا، لہذا، ابتدائی احکامات شفافیت کے ساتھ ساتھ وظیفہ (تعلیمی ادارے کے لیے) کو بالواسطہ جائز طریقے سے مستحق تک پہنچانے کی یقین دہانی کر رہے تھے۔

5. یہاں، ہم یہ بھی نوٹ کریں گے کہ سب سے پہلے یہ چیئرمین، سندھ زکوٰۃ کونسل تھا جس نے درج ذیل حکم نامہ پاس کیا، اس عدالت کے احکامات کی تعمیل کے لیے ان کے سامنے پیش کیا:

"سندھ ہائی کورٹ کا حکم قانونی نہیں ہے۔ عدالت کے پاس اس معاملے میں سوموٹو لینے کا کوئی دائرہ اختیار نہیں ہے۔ فلڈ گیٹس کھل رہے ہیں اگر ہم اتفاق کرتے ہیں تو سندھ زکوٰۃ کونسل کو کوئی پالیسی اپنانی ہوگی۔ پھر اور وہاں ہم فیصلہ کر سکتے ہیں کہ ہمیں کیا مناسب فیصلہ لینا چاہیے۔

6. چیئرمین کبھی بھی اس عدالت کے حکم کو "قانونی/غیر قانونی نہیں" قرار دینے کا مجاز نہیں تھا اور نہ ہی کسی قانونی حکم کی تعمیل کو یہ کہہ کر رد کیا جا سکتا ہے کہ یا تو اس سے سیلاب کے دروازے کھل جائیں گے یا ان کے فیصلہ کرنے کی طاقت کے حساب سے جو اعتراف کیا گیا تھا۔ اس طرح کہ اتنی مقدس رقم کا کوئی "ہیڈ کوارٹر کے ساتھ ریکارڈ" نہیں تھا۔ ہم ایک لمحے کے لیے بھی نہیں ہچکچائیں گے کہ اگر شفافیت اور کسی حقدار کے حق میں سیلابی دروازے کھولنے کی ضرورت ہو تو اس میں ایک لمحے کی بھی تاخیر نہ کی جائے۔ فلڈ گیٹ کو کھولنا اور بند کرنا ہمیشہ تباہی سے بچنے کے لیے ہوتا ہے۔ زکوٰۃ فنڈ کا ایک ایک پیسہ ہمیشہ امانت ہے اور مستحق تک پہنچنا چاہیے۔ اس عمل میں شامل ہر ہاتھ کو ایسے عمل میں شفافیت کو یقینی بنانے کے لیے ہمیشہ تیار رہنا چاہیے کیونکہ یہ رقم (زکوٰۃ) اس کی ذاتی جیب سے نہیں ہوتی بلکہ ریاست کی طرف سے سونپی جاتی ہے۔

7. اس طرح چیئرمین زکوٰۃ کا نااہل بلکہ غیر قانونی دعویٰ کافی عجیب ہے، خاص طور پر جب اس طرح اس رقم کی تقسیم کے شفاف معیار سے بچنے کی کوشش کی جا رہی ہے نہ کہ

نیلی آنکھوں والے بلکہ "مستحق" جو کہ فیصلے کے پابند اثر سے اختلاف کرتے ہوئے بھی۔ اس عدالت کا جائزہ لینے یا اسے الگ کرنے سے پہلے۔ یہ بتانا ضروری ہے کہ ایسا حکم محکمہ زکوٰۃ کے نمائندے کی موجودگی میں دیا گیا تھا، بلکہ اس تصویر کا نتیجہ تھا، جو خود ایسے اہلکار نے پینٹ کیا تھا اور اس کے تیار کردہ ریکارڈ تھا۔

8. چونکہ اس حکم کو بھی ازخود چیلنج کیا گیا تھا، جو درخواست مکمل طور پر بے بنیاد تھی کیونکہ زیر التواء پٹیشن میں سے ایک (CP نمبر 2016/3651) زکوٰۃ کے نظام اور ریلیف کی تعداد کے حوالے سے ہے۔ ) کی تلاش کی گئی ہے جس میں شامل ہیں:-

h) جواب دہندہ نمبر 3 کو ہدایت دیں کہ وہ پورے صوبے کے غریب ترین طالب علموں کو تلاش کریں یا تو وہ سرکاری اسکولوں، کالجوں، یونیورسٹیوں یا کسی پرائیویٹ اسکول، کالج یا یونیورسٹی میں زیر تعلیم ہیں، ایسی فہرست جواب دہندہ نمبر 1 کو فراہم کی جاسکتی ہے اور 2 اپنی تعلیم جاری رکھتے ہوئے زکوٰۃ کا حصہ ادا کرنے کے لیے؛

i) جواب دہندہ نمبر 3 کو ہدایت کریں کہ وہ تمام نجی اسکولوں، کالجوں، یونیورسٹیوں کو ہدایت دیں کہ وہ 25 فیصد کا داخلہ حصہ غریب طلبہ کو بغیر کوئی پیسہ لیے دیں، جن کی زکوٰۃ کمیٹی کی طرف سے تشخیص ہوتی ہے۔

j) جواب دہندہ کو گزشتہ 10 سالوں کے نمبر 1 اور 2 موجودہ وظیفے اس معزز عدالت کے روبرو پیش کریں، بیک وقت سب سے زکوٰۃ کے لیے جمع کیے گئے فنڈز، اور اس کے استعمال کا فرد فرد تاریخ تک مکمل ریکارڈ رکھتے ہوئے، اس کا حق ہے۔ پاکستان کے آئین کے آرٹیکل A-19 کے تحت میرا

مندرجہ بالا، سب کے لیے، کافی ہونا چاہیے کہ حکم (حکموں) کو کبھی بھی ازخود منظور نہیں کیا گیا بلکہ زیر التواء پٹیشن (ز) کا نتیجہ تھا جس میں اس طرح کے سوالات اٹھائے گئے ہیں۔ اس درخواست میں سیکرٹری زکوٰۃ و عشر جواب دہندہ نمبر 2 ہیں تاہم چیئرمین زکوٰۃ اس عدالت کے دائرہ اختیار اور اہلیت کو چیلنج کرتے ہوئے یہاں تک کہ پہلے اپنے ڈیسک (دفتر) کو دیکھے بغیر۔

9. اوپر سے یہ بات بالکل عیاں ہے کہ چیئرمین زکوٰۃ کونسل کا موقف قابل تعریف نہیں ہے بلکہ ان کی ذمہ داریوں کی خلاف ورزی کرتا نظر آتا ہے جو کہ صرف زکوٰۃ کے نام پر وصول کی جانے والی ایک ایک پائی کی تقسیم کی یقین دہانی تک محدود نہیں ہے۔ مستحق شخص لیکن عدالتی احکامات کا احترام کرنا بھی شامل ہے۔ پہلی نظر میں، یہ توہین کا معاملہ ہے۔ اس کے مطابق چیئرمین

سندھ زکوٰۃ کونسل اور اس کے ممبران کے خلاف توہین کا نوٹس جاری کریں جنہوں نے گزشتہ اجلاس (19 تاریخ) میں شرکت کی۔ یہ بتانے کی ضرورت نہیں کہ صوبے وفاقی پول سے فنڈز/زکوٰۃ وصول کرتے ہیں اور زکوٰۃ جمع کرنے کا طریقہ پاکستان کے شہریوں کی وہ رقم ہے جہاں سے سالانہ بنیادوں پر زکوٰۃ کاٹی جاتی ہے اور فیڈریشن کے ذریعے جمع کرنے کے بعد۔ اسے تقسیم کرنے کا طریقہ کار موجود ہے اور اس کے بعد صوبوں کو اسے تقسیم کرنے کی ضرورت ہے۔ فی ڈپٹی ایڈمنسٹریٹر زکوٰۃ وہاں زکوٰۃ کے چھ (06) ہیڈز اور ان چھ ہیڈز میں زکوٰۃ کونسل بہت مؤثر طریقے سے کام کر رہی ہے۔ چونکہ مختلف گوشوں سے رپورٹس موصول ہورہی ہیں کہ زکوٰۃ کی تقسیم میں واضح غفلت اور بے قاعدگی پائی جاتی ہے۔ اس کے مطابق، ہم اس معاملے کی تحقیقات کے لیے ڈائریکٹر جنرل نیب سندھ کو بھیجتے ہیں اور سندھ زکوٰۃ کونسل کو وفاقی پول سے ملنے والے فنڈز اور 2012 سے صوبائی/ضلعی زکوٰۃ کونسل/کمیٹیوں کے ذریعے اس کی تقسیم؛ اگر کوئی بے ضابطگی پائی جاتی ہے تو مجرم افسر/ اہلکار کے ساتھ قانون کے مطابق نمٹا جائے گا۔

69. C.P. No.D-1817 of 2016 میں منظور حسین ابڑو بمقابلہ صوبہ سندھ اور دیگر، تقریباً 16/15 سال کی عمر کے لڑکوں اور لڑکیوں کی مشکلات کو مدنظر رکھتے ہوئے دوسرے شہروں میں شفٹ ہونے اور وہاں اکیلے رہنا کم از کم قابل برداشت نہیں۔ -متوسط طبقے کے خاندان، اس عدالت نے مورخہ: 2019-07-31 اور 02.08.2019 کو حکم جاری کیا، جس کے نتیجے میں سندھ کے تمام تعلقہ میں 61 ڈگری کالجوں کی منظوری اور تعمیر ہوئی۔ آرڈر کا آپریٹو حصہ مورخہ: 2019-08-02 ذیل میں دوبارہ پیش کیا جاتا ہے:-

اس موقعے پر سیکرٹری سکول ایجوکیشن کی طرف سے وزیر اعلیٰ کو لکھے گئے خط کا پیراگراف نمبر 4 اور 5 یہ ہیں:

سپریم کورٹ کے حکم کی روح اور بعد ازاں سندھ ہائی کورٹ نے تاہم اس قسم کے بورڈز ڈویژنل اور ضلعی سطح پر تشکیل دینے کا مطالبہ کیا۔ اس کے لیے ایک ادارہ جاتی طریقہ کار پہلے سے موجود ہے۔ ورلڈ بینک کی مدد سے SERP II کے تحت، ضلعی تعلیمی منصوبے تیار کیے گئے اور مؤثر نفاذ کے لیے، حکومت سندھ نے نوٹیفکیشن: نمبر SOIC-IVI/SGA&CD/4-26/11 مورخہ 07 جون، 2017 کو مطلع کیا ڈسٹرکٹ ریفارم اوور سائیٹ کمیٹی (DROC) ضمیمہ- سی)۔ اسی طرح ڈویژنل سطح پر ڈویژنل ریفارم اوور سائیٹ کمیٹیاں بھی تشکیل دی گئیں۔

5. اب، جب کہ ورلڈ بینک کی مدد سے SERP II کو بند کر دیا گیا ہے، اسی ڈویژنل/ ڈسٹرکٹ اوور سائیٹ کمیٹیوں کا نام تبدیل کر کے ڈویژنل/ ڈسٹرکٹ سروس ڈیلیوری/ ایکریڈیٹیشن کمیٹیوں کے ساتھ سول سوسائٹی کے ایک ممتاز ماہر تعلیم کو ان کے ممبر کے طور

پر شامل کیا جا سکتا ہے۔ اس طرح تشکیل دی گئی کمیٹیاں صوبائی سروس ڈیلیوری کمیشن/ ایکریڈیٹیشن بورڈ کی مجموعی نگرانی اور رہنمائی میں کام کریں گی جنہیں اس ترمیم کے ساتھ دوبارہ مطلع کیا جا سکتا ہے کہ وزیر تعلیم و خواندگی کو اس کا چیئرمین بنایا جا سکتا ہے، اور اس کی جگہ ایک ماہر تعلیم ممبر ہر ضلع میں، اس کے پاس صوبائی سطح پر سول سوسائٹی سے صرف دو ماہرین تعلیم ہوں گے جنہیں وزیر تعلیم اور خواندگی کے ذریعے نامزد کیا جائے گا، اور SE&LD کے ریفارم سپورٹ یونٹ کے چیف پروگرام مینیجر کو اس کا ممبر/ سیکرٹری بنایا جائے گا۔

18. یہ عجیب بات ہے کہ واضح ہدایات کے باوجود پانچ سالوں سے کسی ایکریڈیٹیشن/سروس ڈیلیوری کمیشن بورڈ کو مطلع نہیں کیا گیا حالانکہ عدالت عظمیٰ کی ہدایات بھی مذکورہ خط میں درج ہیں۔ یہ، بنیادی طور پر، گرتے ہوئے تعلیمی نظام کو سنبھالنے میں متعلقہ سہ ماہی کی سنجیدگی کو ظاہر کرتا ہے۔ مزید، سکریٹری کی طرف سے یہ تجویز کہ "وزیر برائے تعلیم اور خواندگی کو اس کا چیئرمین بنایا جا سکتا ہے" بظاہر جائز نہیں ہے اور نہ ہی اس کے مطابق نظر آتا ہے جس کے لیے اس طرح کے بورڈ پر زور دیا گیا تھا۔ معزز عدالت عظمیٰ اور اس عدالت کی ہدایت کے باوجود جس طرح سے معاملات کو لٹکا کر رکھا گیا ہے وہ قابل تعریف نہیں ہے بلکہ ایک بار پھر یہ بتاتا ہے کہ متعلقہ حلقوں کو تباہ حال تعلیمی نظام کی اصلاح میں کتنی دلچسپی ہے۔ یہ شامل کرنے کی ضرورت نہیں ہے کہ بورڈ کے کردار اور اہمیت کو مزید تصدیق کی ضرورت نہیں ہے جیسا کہ پہلے ہی 20.09.2019 کے آرڈر کے پیرا 13 میں تفصیل سے بتایا گیا ہے، اس کے خطوط اور اسپرٹ میں اس کی تعمیل کی جائے گی۔

19. مذکورہ بالا، ابتدائی طور پر، صوبائی اور ضلعی سطحوں پر ایکریڈیٹیشن بورڈ کے فعال کام کرنے تک کم از کم وقت کے وقفے کا انتظام تھا لیکن چیزیں پھر سے لٹکی ہوئی پائی جاتی ہیں۔ قانونی طور پر چیزیں صرف اسی طرح کی جا سکتی ہیں جیسا کہ قانون کی ضرورت ہے، کم سے کم مقصد کو زندہ رکھا جانا چاہیے، چاہے کوئی بھی ہو، بے روک ٹوک پالیسی/کارروائی اختیار کی جائے۔ بورڈ کی فعال شمولیت کی ضرورت ہے اس لیے ایکریڈیشن/سروس ڈیلیوری کمیشن کی سربراہی ایک غیر سیاسی اور تعلیم میں بڑی شہرت/تجربہ رکھنے والے شخص کے پاس ہوگی۔ اگرچہ پچھلے احکامات سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ تجویز تھی کہ جناب نثار احمد صدیقی، وائس چانسلر آئی بی اے ایکریڈیشن بورڈ کے چیئرمین ہوں گے، تاہم چیف سیکریٹری سندھ اس بات کو یقینی بنائیں گے کہ مسٹر صدیقی یا محترمہ ناہید درانی جو متعلقہ ہیں انہیں چیئرمین مقرر کیا جائے۔ اور ایکریڈیٹیشن بورڈ، جیسا کہ تجویز کیا گیا ہے، تعمیل رپورٹ کے ساتھ ایک ماہ کے اندر تمام اضلاع میں قائم کیا جائے گا۔"

70. یہ C.P کی کارروائی کے دوران ہوا تھا۔ نمبر S-2116 آف 2018 کہ سال 2017 میں محکمہ اوقاف کے افسران نے 298,00,000/- روپے کی رقم چھین لی تھی، اس لیے مورخہ 11.02.2020 کے آرڈر کا حوالہ دینا مناسب ہو گا، جسے دوبارہ پیش کیا جاتا ہے۔ کے تحت:

1. پہلے کے حکم کے مطابق مسٹر غلام اصغر پٹھان، ایمیکس کیوری نے اپنی سفارشات پیش کیں، ڈی ایس پی پریڈی نے تعمیل کی رپورٹ پیش کی، انسپکٹر حاضر عثمان نے رپورٹ پیش کی اور ساتھ ہی ڈی جی۔ محکمہ سماجی بہبود، ڈی جی سندھ چائلڈ پروٹیکشن اتھارٹی (SCPA)، AIGP لیگل نے تعمیل کی رپورٹ جمع کرائی۔ ریکارڈ پر لے لیا.

2. آرڈر کے مطابق مورخہ 04.02.2020 A.G. سندھ کا موقف ہے کہ وزیر اعلیٰ سندھ نے سندھ سول سرونٹ ایکٹ کے سیکشن 24 کے تحت اختیارات کا استعمال کرتے ہوئے ظفر احمد صدیقی، صدر، PPPP ڈسٹرکٹ سینٹرل، کراچی، عالم الدین بلو، سمیت افراد کی سمریوں کو قبول کیا۔ چیئرمین اینٹی کرپشن اسٹیبلشمنٹ فاروق اعظم میمن سیکریٹری اقلیتی امور حکومت سندھ کرنل مجاہد حسین مجاہد اے سی ایس او بلاول ہاؤس سید منظور عباس سیکریٹری کچی آبادیاں حکومت سندھ محترمہ عفت ملک، ایڈووکیٹ جنرل سیکریٹری اینٹی کرپشن اسٹیبلشمنٹ۔ سیکرٹری-SGA&CD II، اور دیگر سرکاری ملازمین کو قابلیت کی بنیاد پر اسکالرشپ فراہم کرنا؛ انہوں نے مزید کہا کہ اس عدالت کا حکم ان طلباء کے ناموں کی عکاسی کرتا ہے جو خصوصی سمریوں کے ذریعے اسکالرشپ پر تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔ ان میں غیر معمولی خوبیاں ہیں اس لیے وہ فنڈز سے اسکالرشپ حاصل کرنے کے اہل تھے حالانکہ وہ تسلیم کرتے ہیں کہ انڈومنٹ فنڈ رولز کے تحت فراہم کردہ 1.5 ملین روپے سالانہ آمدنی کی بالائی حد کے مطابق، ترتیب میں بیان کردہ تمام افراد وصول کرنے کے اہل نہیں تھے۔ ایسا ہی. مزید دعویٰ کیا گیا ہے کہ یہ پہلا تاثر ہے لیکن ٹرسٹ آف اینڈومنٹ فنڈ رجسٹرڈ نہیں ہے اور قواعد و ضوابط کو ہموار کیا جانا ہے اس لیے سمریوں کی منظوری کسی خرابی یا غلط فہمی کا نتیجہ نہیں بلکہ غلط فہمی کا نتیجہ ہے۔ یہ دعویٰ کیا گیا ہے کہ افراد کے حق میں جاری ہونے والی رقم کو محکمہ خزانہ، حکومت سندھ کے ذریعہ انڈومنٹ فنڈ میں دوسرے سربراہوں سے منتقل کیا جائے گا کیونکہ انڈومنٹ فنڈ کی اصل رقم بورڈ آف ٹرسٹیز سمیت کوئی بھی افسر استعمال نہیں کرسکتا۔ موجود ڈپٹی سیکرٹری خزانہ نے تصدیق کی کہ 51 ملین روپے منتقل کیے جائیں گے۔

میں اپنے بچوں کو ہر میدان میں سرفہرست دیکھنے میں والدین کی خواہش سے کوئی رعایت نہیں کروں گا۔ ایسی خواہش میں بہترین تعلیم بھی شامل ہے لیکن چونکہ امیر اور غریب کی درجہ بندی خدائی فیصلے کا نتیجہ ہے اس لیے ایسی "خواہش" کی تکمیل میں سب سے یکساں حالات اور حالات کی توقع نہیں کی جا سکتی۔

لوگوں کو معاملات اپنے ہاتھ میں لینے کی اجازت دیے بغیر یہ ایک "حکومت" کے بنیادی مقاصد میں سے ایک ہوتا ہے۔ یہ مطلوبہ توازن ہے جس کے نتیجے میں مختلف قانون سازی ہوتی ہے جس کے تحت کسی علاقے (معاشرے، ریاست، ملک) میں مساوات کے تصور کی کوشش کی جاتی ہے۔ میں یہ شامل کروں گا کہ ایسی کوشش ہمیشہ ناکام رہے گی اگر حقیقی نفاذ کا ارادہ نہ ہو۔ "نیت" کو دیکھا نہیں جا سکتا لیکن صرف کسی کے اعمال یا کوتاہی سے نتیجہ اخذ کیا جا سکتا ہے، جو اس کی "نیت" کو ثابت کرنے کے لیے ضروری ہے۔ جب حکومت اور اس کے عہدیداروں کی بات آتی ہے تو ان کی "صاف نیت" کا ثبوت متعلقہ قانون کے ذریعہ متعین کردہ مطلوبہ طریقہ کار پر سختی سے عمل کرنے کے سوا کچھ نہیں ہے۔ میکسم کی بنیاد پر اسے عدالتی بیانیہ ملا:

"acommune observantia non est recedendum"

"There should be no departure from common observance or usage."

مندرجہ بالا طے شدہ اصول پر سختی سے عمل کرنے کی ضرورت ہے جب تک کہ کوئی غیر معمولی صورتحال نہ ہو، عام چیزوں کو غیر معمولی بنا دیں۔ ایک غیر معمولی صورتحال انحراف کا جواز پیش کر سکتی ہے لیکن اسے ہمیشہ معقول جواز (استدلال) کے تابع ہونا چاہیے۔

ابھرتی ہوئی صورتحال پر پیش کی گئی تجویز کا براہ راست انڈومنٹ فنڈ کے اعتراض سے تعلق ہے، اس لیے مناسب ہوگا کہ مورخہ 06.12.2019 کے حکم کے پیراگراف نمبر 4، 10 اور 11 کا حوالہ دیا جائے۔ اسی طرح پڑھتا ہے:-

"4. چونکہ ہمارے ملک میں طلبہ کی تین قسمیں ہیں۔ پہلی قسم کے طلباء پرائیویٹ اسکولوں/کالجوں میں تعلیم حاصل کرتے ہیں، جب کہ دوسری قسم کے طلباء کو سرکاری اسکولوں/کالجوں میں اور تیسری قسم کے طلباء کو ایجوکیشن فاؤنڈیشن اور انڈومنٹ فنڈڈ اسکولوں/کالجوں میں داخلہ ملتا ہے۔ سرکاری تعلیمی نظام میں حکومت کی ناکامی کے درد اور کرب کا اعتراف معزز سپریم کورٹ (SCMR 1753 2019) کے فیصلے میں بھی کیا گیا ہے اور نظام تعلیم میں درجہ بندی کو تسلیم کرتے ہوئے، جس کا اعتراف کرتے ہوئے افسوس ہے کہ پہلے ہی اوپری اور زیریں کے درمیان ایک موٹی لکیر کھینچ دی گئی ہے۔ کلاسز متعلقہ حصہ، سازگار ہونے کی وجہ سے، ذیل میں دوبارہ پیش کیا جاتا ہے:-

"5. ان میں سے کچھ اسکول اپنے کیمپس میں تدریسی فیکلٹی اور سہولیات کے معیار کے ساتھ خوبصورت فیس وصول کرتے ہیں جو صرف امیر طبقہ برداشت کرسکتا ہے۔ ان نجی اسکولوں کو پہلے درجے کے اسکولوں کے طور پر درجہ بندی کیا جاسکتا ہے۔ ایسے

اسکولوں پر قاعدہ 7(3) کا اطلاق یقینی طور پر معاشرے کے امیروں کو سبسڈی دینے کا اثر رکھتا ہے۔ جہاں تک اعلیٰ متوسط اور متوسط طبقے کے خاندانوں کے بچوں کا تعلق ہے وہاں پرائیویٹ اسکول ہیں جنہیں دوسرے درجے کے اسکولوں کے طور پر درجہ بندی کیا جاسکتا ہے۔ ان میں سے بہت سے سکول اچھے معیار کی تعلیم بھی دیتے ہیں۔ ان کی ٹیوشن فیس نسبتاً سستی ہے، تاہم، متوسط طبقے کے خاندان جو اپنے بچوں کو ان اسکولوں میں بھیجتے ہیں، ان کا بجٹ اس وقت متاثر ہوتا ہے جب تعلیمی سال میں ٹیوشن فیس میں غیر معمولی اضافہ کیا جاتا ہے۔ ایسے نجی اسکول ہیں جن کی درجہ بندی تیسرے درجے کے اسکولوں کے طور پر کی جاسکتی ہے جہاں صرف نچلے متوسط طبقے کے خاندان ہی اپنے بچوں کو بھیجتے ہیں۔ ان سکولوں کی تعلیمی سطح موجودہ دور کے بیشتر سرکاری سکولوں سے بہت بہتر ہے۔ لہٰذا پرائیویٹ اسکولوں کو تین درجوں میں درجہ بندی کیا جاسکتا ہے جو 1,000 روپے سے 60,000 روپے ماہانہ یا اس کے آس پاس ٹیوشن فیس وصول کرتے ہیں۔

مندرجہ بالا تصویر تعلیم کے حوالے سے ایک دوسری صورت میں ضمانت یافتہ بنیادی حق کے لیے درجہ بندی کا داخلہ ہے جو عام طور پر خاندانوں کے کسی بھی درجہ بند طبقے میں ان کی حیثیت سے قطع نظر سبھی کے لیے دستیاب ہونا چاہیے۔ یہ بات بھی ریکارڈ پر آئی ہے کہ 50% طلباء پرائیویٹ اور 50% سرکاری سکولوں میں زیر تعلیم ہیں۔ چونکہ غریب خاندانوں سے نیچے آنے والے افراد بھی اچھے معیار کی تعلیم کے حقدار ہیں، اس لیے سندھ ایجوکیشن فاؤنڈیشن ایکٹ 1991 کے تحت ایک متوازی نظام تعلیم متعارف کرایا گیا جس کی جزوی طور پر مالی امداد ورلڈ بینک نے کی تھی۔ اس طرح، پہلی نظر میں، پبلک سیکٹر کے اسکولوں میں دو کیٹگریز ہیں، ایک کیٹیگری جنرل اور دوسری کیٹیگری اسپیشل ہے، جو سندھ ایجوکیشن فاؤنڈیشن ایکٹ 1991 کے تحت پرائمری سے سیکنڈری تک علیحدہ طریقہ کار فراہم کرتی ہے، جن کے والدین اس کے اندر آتے ہیں۔ "غربت" اور "غربت" کے زمرے میں۔

10۔ ایڈیشنل سیکرٹری، انڈومنٹ اسکالرشپ، کالج ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ نے ذمہ داری لی ہے کہ محکمہ انڈومنٹ فنڈ کو بطور ٹرسٹ رجسٹر کرنے جا رہا ہے کیونکہ اس وقت ان کے پاس سالانہ اسکالرشپ کے لیے 247 ملین ہیں۔ انڈومنٹ فنڈ کو بطور ٹرسٹ رجسٹر کرنے کا خیال قابل تعریف ہے کیونکہ انڈومنٹ فنڈ کا مقصد اور مقصد بیان کیا گیا ہے۔ چونکہ جناب فقیر محمد لاکھو کی موجودگی میں بہت سی ہدایات جاری کی گئی ہیں اور انہوں نے اپنی ذمہ داری سے ایک مقصد کے لیے احکامات کی تعمیل کرنے کی ذمہ داری لی ہے، اس لیے کسی ناکامی سے بچنے کے لیے عدالتی ملکیتی مطالبہ ہے کہ انہیں اس وقت تک کوئی دوسرا عہدہ نہیں دیا جائے گا جب تک مزید احکامات.

یہ بتانے کی ضرورت نہیں کہ پنجاب ایجوکیشن فاؤنڈیشن کی طرف سے بیان کردہ اور اپنایا گیا زمرہ اور معیار اقلیت میں غریب طبقے کے لیے ہی رہنا چاہیے کیونکہ مقصد زیادہ سے زیادہ محروم طبقات تک تعلیم کو یقینی بنانا ہے۔ چونکہ بہت سے دوسرے عطیہ دہندگان ہیں جو اسکالرشپ فراہم کر رہے ہیں، اس لیے اوپر تشکیل دی گئی کمیٹی حکومت کی طرف سے فراہم کردہ تمام اسکالرشپس کے حوالے سے اعداد و شمار کا بھی جائزہ لے گی اور ساتھ ہی اداروں کی طرف سے اسی طرح COL، OGDCL اور دیگر پٹرولیم اور گیس کمپنیاں بھی فراہم کرے گی۔ "

4. اب، میں اس درخواست پر واپس آؤں گا، جسے اے جی سندھ نے لیا، جس کے تحت افراد کے لیے سمریوں کی منظوری (محکمہ کے اعتراض کے باوجود) کو درست ثابت کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ حوالہ دیا گیا سیکشن (سندھ سول سرونٹ ایکٹ 1973 کا 24) اس طرح پڑھتا ہے: -
"24۔ اس ایکٹ یا کسی بھی قاعدے میں کسی بھی سرکاری ملازم کے معاملے کو اس طرح سے نمٹانے کے لیے حکومت کے اختیارات کو محدود یا کم کرنے کے لیے نہیں لیا جائے گا جو اسے مناسب اور مناسب معلوم ہو:

بشرطیکہ، جہاں یہ ایکٹ یا کوئی قاعدہ کسی سرکاری ملازم کے معاملے پر لاگو ہو، اس معاملے کو اس ایکٹ یا اس طرح کے قاعدے کے ذریعہ فراہم کردہ اس سے کم موافق طریقے سے نہیں نمٹا جائے گا۔"

مندرجہ بالا فراہمی ہمیشہ خدمت کے معاملات تک محدود ہے جو سرکاری ملازمین کی ذاتی مالی ضروریات یا مسائل میں توسیع نہیں کرے گی۔ چونکہ، ایک "نفاذ" کی تمہید ہمیشہ اس کی کلید ہوتی ہے اس لیے اس کے حوالہ سے مسئلہ کو واضح کیا جائے گا جس میں لکھا ہے:-

"جبکہ، صوبہ سندھ کے معاملات کے سلسلے میں قانون کے ذریعے، افراد کی تقرری، اور پاکستان کی خدمت میں افراد کی خدمات کے شرائط و ضوابط کو منظم کرنا اور وہاں سے منسلک یا ذیلی امور کے لیے فراہم کرنا مناسب ہے۔ اس پر۔"

اس طرح، میں اس درخواست کو قبول کرنے کے لیے مائل نہیں ہوں کہ حکومت، سندھ سول سرونٹ ایکٹ 1973 کے سیکشن 24 کے مطابق، سرکاری ملازمین کے ذاتی معاملات (زبانیوں) / ذمہ داریوں میں مداخلت کرنے کے بلا روک ٹوک اختیارات رکھتی ہے کیونکہ سرکاری ملازم کی حیثیت کبھی نہیں چھیڑتی۔ کسی شخص کی ذاتی (نجی) حیثیت اور نہ ہی کسی سرکاری ملازم کو اس کی ذاتی ذمہ داریاں ادا کرنے کے لیے اس کی حیثیت (سرکاری ملازم) کا کوئی ناجائز فائدہ اٹھانے کی اجازت دیتا ہے جس میں اس کے بچوں کی تعلیم بھی شامل ہے۔

5. خواہ جیسا بھی ہو، اس کی ایک ناقابل تردید حیثیت ہے کہ رقم ایک مخصوص "فنڈ" سے مختص کی گئی تھی جو کبھی بھی اس طرح کے "فنڈ" سے نمٹنے کے لیے فراہم کی گئی حدود سے تجاوز کی اجازت نہیں دیتا ہے اور دوسری صورت میں، خاص طور پر جب کبھی نہیں تھا۔ معمول سے انحراف کا جواز پیش کرنے والے کوئی بھی غیر معمولی حالات۔ اس موقع پر، ایڈیشنل سیکرٹری انڈوومنٹ فنڈز نے مورخہ 20.01.2003 کا نوٹیفکیشن جمع کرایا جس میں کہا گیا ہے کہ "اس ڈیپارٹمنٹ کے پہلے نوٹیفکیشن نمبر PA/AS/MISC-2002 مورخہ 16.08.2002 میں جزوی ترمیم کرتے ہوئے بورڈ آف ٹرسٹیز سرمایہ کاری کی نگرانی اور حکومت کی طرف سے غریب طبقے کے ہونہار طلباء کے لیے ممتاز نجی اداروں میں مسلسل اعلیٰ تعلیم کے لیے بنائے گئے انڈومنٹ فنڈز کا خیال رکھیں، آغا خان یونیورسٹی کے صدر جناب شمس قاسم لاکھا کی جگہ وزیر تعلیم کی سربراہی کریں گے۔ اس نوٹیفکیشن کے ذریعے آغا خان یونیورسٹی کے صدر لاکھا کو وزیر تعلیم سے تبدیل کر دیا گیا۔ مزید نوٹیفکیشن مورخہ 01.06.2018 اسکالرشپ کے معیار کو ظاہر کرتا ہے جو یہ ہیں:-

**<u>بورڈ آف ٹرسٹیز کے اختیارات</u>**

i. مستحق ہونہار اور ضرورت مند طلباء کو اسکالرشپ کی منظوری دینا (بعد از تجدید)۔

ii. SEEF میں داخلہ لینے والے ادارے کو سیٹوں کی تعداد مختص کرنا

iii. وقتاً فوقتاً SEEF اسکالرشپ دینے کے لیے پالیسی مرتب کرنا۔

iv. SEEF کے بورڈ آف ٹرسٹیز کے ممبر کے طور پر یا اس سے کسی بھی شخص کی نامزدگی / ہٹانے کی سفارش کرنا

v. بورڈ آف ٹرسٹیز کے کسی بھی رکن کو اختیارات تفویض کرنا۔

vi. (پڑھنے کے قابل نہیں) کو بڑھانے کے لیے حکومت کو فنڈز مختص کرنے کی سفارش/ تجویز کرنا

vii. کسی بھی مرحلے پر غریب، نادار اور ہونہار طالب علم کو اسکالرشپ دینا (قابل مطالعہ نہیں)

viii. انڈوومنٹ اسکالرشپ دینے کے لیے اہلیت کے معیار کو وضع کرنا اور اس میں ترمیم کرنا

ix. کسی بھی ادارے کو SEEF کے پینل میں شامل کرنا

x. انڈومنٹ فنڈ اکاؤنٹ کی نگرانی کرنے اور کسی بھی وقت اکاؤنٹ کی بینک اسٹیٹمنٹ کال کرنے کے لیے۔

xi. بورڈ کی میٹنگ سہ ماہی ہوگی اور کورم کم از کم پانچ (5) ہوگا جس میں سے ایک (پڑھنے کے قابل نہیں) سرکاری محکموں سے باہر ہے، جب کہ SEEF کے بورڈ کے ممبر/ سیکرٹری (پڑھنے کے قابل نہیں)۔

**<u>چیئرمین کے اختیارات</u>**

چیئرمین کو اختیارات حاصل ہوں گے:-

i. اگر اسکالر مطلوبہ معیار پر پورا اتر رہا ہے تو کالج ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ کی سفارش پر کسی بھی اسکالر کے تجدید کیس کو منظور کرنا اور اسی کیس کو بعد از حقیقت منظوری کے لیے SEEF بورڈ آف ٹرسٹیز کے اجلاس کے سامنے رکھنا۔

ii. سہ ماہی میٹنگ کے علاوہ کسی بھی وقت SEEF بورڈ آف ٹرسٹیز کی میٹنگ بلانا۔

iii. کسی بھی مرحلے پر کسی بھی غلط استعمال کی انکوائری کرنا

iv. SEEF کے کسی بھی معاملے میں انکوائری کے انعقاد سے انکوائری کمیٹی کا تقرر کرنا

v. اداروں میں درخواست دہندگان کے انٹرویو کے انعقاد کے لیے ایک انٹرویو کمیٹی کا تقرر کرنا

vi. قانونی چارہ جوئی/عدالتی معاملہ کے بورڈ کے اختیارات کا استعمال کرنا

vii. بورڈ آف ٹرسٹیز کے کسی بھی ممبر کے ساتھ ساتھ انٹرویو کمیٹی اور معاون عملے کے اعزازیہ کو منظور کرنا

viii. چیک جاری کرنے کے لیے شریک دستخط کنندہ کی جانچ اور نگرانی کرنا۔

ix. SEEF کے بورڈ آف ٹرسٹیز کے ذریعے ادارے کو منظور شدہ کیسز/اسکالرشپ کی رقم کے چیک جاری کرنے کی اجازت جاری کرنا۔

یہاں تک کہ حوالہ شدہ نوٹیفکیشن (زبانیں)، کہیں بھی، حکومت کو یہ اجازت نہیں دیتی کہ وہ لوگوں کے لیے اچھے تعلیمی ریکارڈ کی بنیاد پر کافی بڑی رقم مختص کرے صرف ہر ایک کے استعمال لیکن اس کا مقصد ایسی ہر

درخواست کی سختی سے جانچ پڑتال کرنا ہے "انڈومنٹ فنڈ" کے مقصد کے مطابق شامل کرنے کی ضرورت نہیں ہے اس کا مقصد مخصوص طبقے کے لوگوں کے لیے ہے جو اپنے بچوں کو پہلے درجے کے اسکولنگ سسٹم میں داخل کرنے کا سوچ بھی نہیں سکتے۔ میں یہاں یہ اضافہ کرنا چاہتا ہوں کہ لفظ "فنڈ" کے عام معنی کی خلاف ورزی ہوتی ہے (مایوس) جب اس طرح کے "فنڈ" سے رقم کو اس طریقے یا انداز میں استعمال کرنے کی اجازت ہو۔ منظر عام پر آنے والی صورت حال لفظ "فنڈ" کے عام معنی کو دوبارہ پیدا کرنے کا مطالبہ کرتی ہے جو یہ ہے:

"کسی خاص مقصد کے لیے بچائی گئی یا دستیاب رقم کی رقم۔"

6. یہ ایک خاص مقصد ہے جو ہمیشہ ایک "فنڈ" کے ضابطے کا مطالبہ کرتا ہے جس کے ساتھ کسی اور طریقے سے نمٹا جائے لیکن صرف ایک مخصوص کیا جائے۔ بچوں (طلبہ) کے ساتھ ہر طرح کی ہمدردی کے ساتھ ساتھ ان کی معصومیت سے قطع نظر میں اس طرح کی منظوری کی توثیق کرنے میں خود کو بے بس محسوس کرتا ہوں، خاص طور پر جب:-

i) متعلقہ افراد ہر سہ ماہی کے حقدار نہیں تھے۔

ii) متعلقہ سہ ماہی نے اس طرح کے مخصوص اعتراضات اٹھائے؛

iii) منظوری اس کی منظوری میں کوئی قانونی جواز نہیں دکھا رہی ہے جو بصورت دیگر ہر حکم کا تقاضا ہے۔

iv) بورڈ آف ٹرسٹیز کی طرف سے حوالہ کردہ سمری کو مسترد کر دیا گیا۔

جہاں تک ٹرسٹ کے عدم قیام اور قواعد و ضوابط کی تشکیل کے حوالے سے یہ کہنا کافی ہو گا کہ یہ خود حکومت کی ناکامی تھی اور وہ اپنی غلطی (غلط) کا فائدہ نہیں اٹھا سکتے۔ یہاں تک کہ، دوسری صورت میں، "فنڈ" کا "اعتراض" کبھی بھی مبہم نہیں تھا۔

7. یہاں تک کہ اگر مندرجہ بالا سب کو ایک طرف رکھا جائے اور حکومت کی طرف سے سچائی پر یقین کیا جائے تو پھر بھی مجھے طے شدہ اصول سے کوئی قانونی راہ فرار نہیں ملتی کہ "قانون کی خلاف ورزی کرنے والے شخص کو فائدہ کا ایوارڈ لوکس پوئنٹینٹیا کے اصول کو راغب نہیں کرے گا (SCMR 408 2011) لہذا، حکومت

اس طرح کی رقم کی وصولی کے سلسلے میں پہلے کے حکم سے گریز نہیں کر سکتی۔ اب وقت آگیا ہے کہ کسی دوسرے سربراہ کے ذریعے اس رقم کی ادائیگی کی تجویز کا جائزہ لیا جائے۔ اس تجویز سے بعض تجاویز کو جنم ملتا ہے جو کہ:-

"کیا حکومت کے پاس اتنی رقم ادا کرنے کے لیے کسی دوسرے سر سے رقم استعمال کرنے کا اختیار ہے (مخصوص مقصد کے لیے مخصوص کیا گیا ہے)؟

چونکہ، میں اس حقیقت سے بخوبی واقف ہوں کہ کسی غیر قانونی کو اس کی کثرت سے کالعدم نہیں کیا جا سکتا، لہٰذا، حکومت کو مذکورہ تجویز کی وضاحت کرنے کی ضرورت ہے اس سے پہلے کہ اس عدالت کو "فنڈ" کی رقم کے حوالے سے اپنے سابقہ حکم میں ترمیم کرنے کی ترغیب دی جائے۔ . اس کے مطابق، اے جی سندھ، اس تجویز پر عدالت کو مطمئن کریں گے۔

8. جب سامنا کیا جاتا ہے، تو یہ تسلیم کیا جاتا ہے کہ اے جی سندھ نے خصوصی سمریوں کے ذریعے مختص رقم سے 51.95 ملین روپے افراد کے حق میں جاری کیے تھے۔ معروف اے جی سندھ کی جانب سے دعویٰ کیا گیا ہے کہ وزیر اعلیٰ سندھ آئندہ کوئی نئی سمری پاس نہیں کریں گے اور تمام اسکالرشپس سکھر آئی بی اے اور کراچی آئی بی اے ڈیپارٹمنٹ کے ذریعے نمٹائے جائیں گے جو بورڈ آف ٹرسٹیز کے ذریعے ریگولیٹ کیے جائیں گے۔ اس کھلے بیان کا ایک اضافے کے ساتھ خیرمقدم کیا گیا ہے کہ جب تک کوئی غلط ملکیت نہ ہو اس کے دہرائے جانے کا امکان ہمیشہ موجود رہے گا۔ سچائی (بے گناہی) کی درخواست بھی اس وقت اپنی اہمیت کھو دے گی جب غلط کی ملکیت نہ ہو۔ اس موقع پر قابل احترام اے جی سندھ نے حلف نامہ جمع کرایا جو یہ ہے:-

"1. سندھ سول سرونٹ رولز 1973 کے سیکشن 24 کے تحت منظور شدہ خصوصی سمریوں (تعداد میں پندرہ) کی بنیاد پر انڈومنٹ فنڈ سے جو الزامات لگائے گئے ہیں ان میں باعزت طریقے سے عرض کیا جاتا ہے کہ اس تاریخ تک کوئی خصوصی سمری اجازت نہیں دے رہی ہے۔ ادائیگی جہاں مقررہ معیارات کو سختی سے پورا نہیں کیا گیا ہے اسے جاری اور منظور کیا جائے گا۔

(اس عزم کو ریکارڈ پر مثبت کے طور پر اس اضافے کے ساتھ لیا گیا ہے کہ سیکشن 24 کی درخواست کا جواب نفی میں دیا گیا)

2. وہ فنڈز جو سال 2016-2017 سے 2019-2020 کے دوران 51.955 ملین روپے کی خصوصی سمریوں کی بنیاد پر تقسیم کیے گئے ہیں حکومت سندھ انڈومنٹ فنڈ میں جمع کرائے گی۔

(تاہم، یہ وضع کردہ تجویز کے اثبات میں جواب سے مشروط ہوگا)

3. مزید احترام کے ساتھ عرض کیا جاتا ہے کہ انڈومنٹ فنڈ سے اسکالرشپ کے لیے 7,113,264/- روپے کی ایک اور سمری 21.12.2019 کو وزیر اعلیٰ نے منظور کی تھی۔ تاہم یہ رقم ابھی تک ادا نہیں کی گئی ہے۔ اگر اس معزز عدالت سے استدعا کی جاتی ہے کہ اس رقم کو جاری کرنے کی اجازت دی جائے تو اسے حکومت سندھ انڈومنٹ فنڈ میں بھی جمع کرائے گی۔

(اس طرح کی کسی منظوری کے نتیجے میں مزید کوئی رہائی (جو کہ دوسری صورت میں، دوبارہ نہ کرنے کا عہد کیا گیا ہو) کی اجازت نہیں دی جا سکتی کیونکہ اس کے نتیجے میں غیر قانونی طور پر اس کے اثرات پیدا ہونے کی اجازت ہو سکتی ہے)

4. حکومت سندھ مزید یہ عہد کرتی ہے کہ اسکول کی تعلیم کے لیے انڈومنٹ فنڈ کو ریگولیٹ کرنے کے معیار کو بھی جلد از جلد حتمی شکل دی جائے گی جس طرح کالج کی تعلیم کے لیے انڈومنٹ فنڈ ہے۔

(اس عدالت کے سابقہ احکامات کے ساتھ ساتھ "انڈومنٹ فنڈ" کے مقصد کے مطابق خوش آمدید)

9. اوقاف کئی دہائیوں پہلے قائم ہوا لیکن ہم، یہاں تک کہ، "ٹرسٹ" قائم نہیں کر سکے اور نہ ہی اس کے قواعد وضع کر سکے، بلکہ چیزیں اندھیرے میں پڑی رہیں جس سے فنڈ کا غلط استعمال ہو رہا ہے۔ یہاں، میں ایک بار پھر اس بات کو دہرانے پر مجبور ہوں کہ اچھی چیز کو ہمیشہ اپنایا جانا چاہیے، چاہے اس کی جڑ کچھ بھی ہو۔ پنجاب ایجوکیشنل انڈومنٹ فنڈ (پی ای ایف) اس بات کی تعریف کرنے کے لیے ایک مثال ہے کہ اس کے پاس سندھ سمیت پورے پاکستان کے طلباء بھی ہیں۔ اس کا ایک طریقہ کار ہے اور بار بار اچھی اشاعت کی جاتی ہے تاکہ مستحق افراد کو اعلیٰ تعلیم جاری رکھنے کے مواقع معلوم ہوں۔ اس کی عکاسی، مددگار ہونے کے ساتھ، وعدوں / کاموں کو پورا کرنے میں، ذیل میں دیا گیا ہے: -

پنجاب ایجوکیشنل انڈومنٹ فنڈ (PEEF)

صوبہ سندھ کے طلبہ کیلئے اسکالرشپ پروگرام

برائے سال 2014-15

پنجاب ایجوکیشنل انڈومنٹ فنڈ (PEEF) نے صوبہ سندھ کے ذہین اور مستحق طلباء و طالبات کیلئے تعلیمی اسکالرشپ مختص کئے ہیں۔ ان اسکالرشپ کیلئے صوبہ سندھ کا ڈومیسائل رکھنے والے ذہین اور مستحق طالبات سے درخواستیں مطلوب ہیں۔

ایسے طلباء و طالبات جنہوں نے میٹرک یا انٹرمیڈیٹ کا سالانہ امتحان 2014ء صوبہ سندھ کے سرکاری تعلیمی اداروں سے پاس کیا ہو اور مندرجہ ذیل شرائط پر پورا اترتے ہوں، درخواستیں دینے کے اہل ہیں:

- بورڈ آف انٹرمیڈیٹ اینڈ سیکنڈری ایجوکیشن BISE سندھ کے زیر انتظام منعقدہ سالانہ امتحان برائے انٹرمیڈیٹ (2014ء) میں کم از کم ساٹھ فیصد (60%) نمبر حاصل کئے ہوں۔
- درج بالا امتحان گورنمنٹ کے تعلیمی ادارے سے پاس کیا ہو۔
- صوبہ سندھ ڈومیسائل کے حامل طلباء و طالبات ہوں۔
- کسی بھی کل وقتی رجسٹرڈ تعلیمی ادارے میں داخل ہو۔
- والدین کی کل ماہانہ آمدن -/15,000 روپے سے زائد نہ ہو۔

گریڈ 1-4 کے سرکاری ملازمین کے بچے -/15,000 روپے ماہانہ آمدن (اگر آمدن کا ذریعہ صرف تنخواہ ہے) کی شرط سے مستثنٰی ہیں۔

Adspk.pk

- پہلے سے کوئی اور وظیفہ حاصل نہ کر رہے ہوں۔

طلباء و طالبات کیلئے اسپیشل کوٹہ اسکالرشپ بھی مختص کیا گیا ہے۔ ایسے طلباء و طالبات جو مندرجہ ذیل کیٹیگری سے تعلق رکھتے ہوں اسپیشل کوٹہ اسکالرشپ کیلئے درخواست دینے کے اہل ہیں:

- یتیم طلبہ (وہ طلباء و طالبات جن کے والد وفات پا چکے ہیں)۔
- گریڈ 1-4 (ایک تا چار) کے سرکاری ملازمین کے بچے۔
- اقلیتی مذاہب سے تعلق رکھنے والے طلباء و طالبات۔
- اسپیشل (معذور) طلباء و طالبات۔

**نوٹ:**

ہر لحاظ سے مکمل پر شدہ درخواست جمع کرانے کی آخری تاریخ 31-12-2014 ہے۔ اسکالرشپ درخواست صرف مروجہ درخواست فارم پر قابل قبول ہوگی۔ اسکالرشپ درخواست فارم متعلقہ دفتر یا PEEF کی ویب سائٹ www.peef.org.pk سے بھی حاصل کیا جا سکتا ہے۔

مزید معلومات کے لئے ان فون نمبرز پر رابطہ کریں 021-99211221

یہ فارم صرف (فوکل آفس کا ایڈریس) آفس آف دی ایڈیشنل سیکرٹری (انڈومنٹ) ایجوکیشن اینڈ لیٹریسی ڈیپارٹمنٹ اولڈ کے ڈی اے بلڈنگ، تھرڈ فلور، سندھ سیکرٹریٹ نمبر 3، کراچی کے دفتر میں جمع کروایا جائیگا۔

دستخط...... سیکرٹری (ایجوکیشن)

ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ، صوبہ سندھ

(INF/KRY-3682/14)

آئیں پاکستان کو منشیات سے آزاد ایک ریاست بنائیں

10. اس موقعے پر ایڈیشنل سیکرٹری انڈومنٹ فنڈ کا دعویٰ ہے کہ پنجاب کے ضلع قصور میں سندھ کے 100 یتیم/ضرورت مند طلباء انڈومنٹ فنڈ پر تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔

11. PEEF کی تعریف کرتے ہوئے SEEF کی لاپرواہی کو تسلیم کرنا ہوگا جس میں ایک اور مثال بھی شامل ہے کہ سال 2017 میں محکمہ اوقاف کے افسران نے -/298,00,000 روپے چھین لیے تھے۔ اس کے مطابق وزیراعلیٰ سندھ نے محترمہ ناہید ایس درانی کو ایڈیشنل سیکریٹری کالج ڈپارٹمنٹ معظم علی مری، فرید احمد مغل سیکشن آفیسر (BS-17) انڈومنٹ کالج ڈیپارٹمنٹ، گلزار احمد میمن، پرائیویٹ سیکریٹری (BS-17) کے خلاف انکوائری افسر مقرر کیا۔ سیکشن آفیسر، کالج ڈیپارٹمنٹ اور انہیں معطل کر دیا گیا۔ مزید یہ کہ انڈومنٹ فنڈ کا مطلب اعلیٰ تعلیم کے مستحق طلباء کے لیے تھا، الطبری میڈیکل کالج کے حق میں چیک تیار کیے گئے لیکن رقم ہڑپ کرنے کے لیے اس کا نام ISRA اسلامک فاؤنڈیشن ظاہر کیا گیا اور رقم امیر علی کے کھولے گئے اکاؤنٹ میں جمع کرائی گئی۔ دبئی اسلامک بینک میں الطبری میڈیکل کالج کی رقم جعلی اسرا اسلامک فاؤنڈیشن میں منتقل کی گئی۔ بدعنوانی کی روک تھام ایکٹ 1947 کے سیکشن 5(2) کے ساتھ پڑھی جانے والی اس طرح کی ایف آئی آر نمبر 2018/15 کے تحت درج کی گئی تھی۔ اس معاملے کی ایف آئی اے نے تحقیقات کی اور انکوائری بھی کی گئی اور تمام ملزمان کو، جیسا کہ اوپر بتایا گیا ہے، کو ٹرائل کے لیے بھیج دیا گیا۔ یہ بھی انکشاف ہوا ہے کہ رقم

کا بڑا حصہ ایف آئی اے نے ضبط کیا ہے۔ یہ حقائق غریب برادریوں اور یتیموں کے مستحق طلباء کے لیے انڈومنٹ فنڈز کے سنگین غبن اور غیر قانونی ہونے کی بھی عکاسی کرتے ہیں۔

12. اس کے مطابق سیکرٹری کالجز تفصیلات جمع کرائیں گے کہ آیا وہ رقم محکمہ اوقاف کو واپس ملی ہے یا دوسری صورت میں۔ ایسی رقم ضبط ہونے کی صورت میں، عدالتی اختیار کا تقاضا ہے کہ ایف آئی اے حکام اس رقم کی انڈومنٹ فنڈ میں منتقلی پر کارروائی کریں کیونکہ اس کی سرمایہ کاری کے بعد ہی فوائد غریبوں اور یتیموں کو اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کے لیے مل سکتے ہیں۔ اس طرح ڈی اے جی کو نوٹس جاری کریں جو زیر بحث فوجداری کیس کی موجودہ حیثیت جمع کرائے گا اور اس بات کو یقینی بنائے گا کہ غبن میں ملوث رقم متعلقہ محکمے کو مناسب کارروائی کے بعد مناسب استعمال کے لیے واپس کردی جائے۔ سیکرٹری کالجز اس بات کی بھی تفصیلات جمع کرائیں گے کہ انکوائری رپورٹ کے مطابق مجرم افسران کے خلاف کیا محکمانہ کارروائی کی گئی ہے جو اس بدعنوانی میں مجرم افسران کو پکڑتے ہوئے اختتام پذیر ہوئی۔ حکومت کے اقدامات کو عملی جامہ پہنانے کے ساتھ ساتھ اس طرح کی تمام کوششوں کو مکمل طور پر روکنے کے لیے، امید ہے کہ چیف سکریٹری بغیر کسی تاخیر کے، ترجیحی طور پر دو ماہ کے اندر، تعمیل رپورٹ کے ساتھ ساتھ وعدوں کو پورا کرنے کو یقینی بنائیں گے۔ اے جی سندھ، حکومت کے براہ راست نمائندے ہونے کے ناطے، امید ہے کہ تعمیل کو یقینی بنائیں گے تاکہ ٹرسٹ کی قانون سازی اور اسکول ایجوکیشن انڈوومنٹ فنڈ کے قیام کے حوالے سے اگلی تاریخ کو بہتر بیان دے سکیں۔

13. ایڈیشنل سیکرٹری انڈومنٹ فنڈ اس بات کو یقینی بنائے گا کہ صوبہ پنجاب کے محکمہ اوقاف کی طرح ایک الگ ویب سائٹ شروع کی جائے جو انڈومنٹ فنڈ اسکالرشپ کے مکمل طریقہ کار اور معیار کو ظاہر کرتی ہے جو طلباء کو اسکالرشپ کے لیے درخواست دینے کے قابل بناتی ہے۔

14. یہاں یہ بتانا ضروری ہے کہ 2013 کا نوٹیفکیشن اس بات کی عکاسی کرتا ہے کہ بورڈ آف ٹرسٹیز کے چیئرمین آغا خان یونیورسٹی کے صدر تھے، لہٰذا چیف سیکرٹری کو ہدایت کرنا مناسب ہو گا کہ کسی دوسری نجی یونیورسٹی کی جگہ آغا خان یونیورسٹی کا صدر ہو گا۔ بورڈ آف ٹرسٹیز کے ممبر یا چیئرمین کے طور پر نامزد کیا جائے۔

15. مزید یہ کہ یہ ظاہر کرتا ہے کہ سیٹوں کی تقسیم طلباء اور فیکلٹیز کی طاقت کے مطابق نہیں ہے اس لیے وہ یونیورسٹیاں جن

کے پاس مختلف فیکلٹیز ہیں اور پبلک سیکٹر میں عام طالب علم کو اعلیٰ تعلیم فراہم کرنے کے لیے ہزار کی تعداد ہے اس لیے ان کی سیٹوں کی تعداد میں کافی اضافہ ہوگا۔ جامعات جیسے سندھ یونیورسٹی، کراچی یونیورسٹی، خیرپور یونیورسٹی، شہید بینظیر بھٹو یونیورسٹی، لاڑکانہ۔ بورڈ کو جدید نظام تعلیم کے مطابق نئے اقدامات بھی شامل کیے جائیں گے اور بورڈ نجی شعبے اور پبلک سیکٹر کے ڈھانچے کو درست کرنے کے لیے ذہن میں رکھے گا اور چونکہ یہ سرکاری خزانہ ہے اس لیے اگر سرکاری یونیورسٹیوں میں یہی کورس دستیاب ہوں تو اس صورت میں طلبہ کی تعداد پرائیویٹ یونیورسٹیوں کی تعداد کم کی جائے گی۔

16. اس موقعے پر جناب فارق محمد ایک خط دکھاتے ہیں جو اس بات کی عکاسی کرتا ہے کہ ان کی منتقلی کی تجویز ہے۔ اس کے مطابق اے جی سندھ متعلقہ کوارٹر کو اس عدالت کے واضح حکم کی اطلاع کو یقینی بنائے گا تاکہ مسٹر فقیر محمد کی مخصوص ہدایت کی تعمیل میں لاعلمی یا غلط فہمی کی درخواست کو ختم کیا جا سکے کہ جب تک انڈومنٹ ٹرسٹ نہیں ہو جاتا تب تک انہیں نہ تو ٹرانسفر کیا جائے اور نہ ہی ہراساں کیا جائے۔ رجسٹرڈ کوئی بھی انحراف اس عدالت کے حکم کی خلاف ورزی ہو گا اور متعلقہ شخص اپنے آپ کو توہین عدالت کی کارروائی اور توہین کے نتیجے میں بے نقاب کرے گا۔

17. فاضل ججوں کے یتیم خانے کے دوروں کے حوالے سے رپورٹس موصول ہوتی ہیں۔ ریکارڈ پر لے لیا. اضافی سیکھا. سیکریٹری صحت کے ہمراہ موجود اے جی سندھ نے عہد کیا کہ دارالامان مراکز اور یتیم خانہ میں بسے تمام پاگلوں کو اسپتالوں میں بھیجا جائے گا اور ہر ضلعی اسپتال میں معذور افراد کے لیے الگ وارڈ ہوگا اور ان کی مکمل دیکھ بھال کی جائے گی۔ اور علاج قانون کے مطابق کیا جائے گا۔ سیکرٹری صحت نے عہد کیا کہ ایک ماہ کے اندر مکمل طریقہ کار اور پالیسی کی وضاحت کی جائے گی اور اس پر عمل درآمد بھی کیا جائے گا۔ چونکہ اس عدالت نے یتیموں کے اسکالرشپ سے متعلق مسائل کی سماعت فراہم کی ہے، اس لیے رپورٹس کی مزید جانچ اور یتیم خانہ کے مراکز کی سماعت اور انڈومنٹ فنڈز کے حوالے سے احکامات کی تعمیل کے لیے، 13.04.2020 کو صبح 11.00 بجے پیش کیا جائے گا، تاہم، ایم آئی ٹی نے سیکھا۔ اس بات کو یقینی بنائے گا کہ دائرہ اختیار رکھنے والے مجسٹریٹس یتیم خانے، سویٹ ہومز کے ماہانہ دورے کریں گے اور MIT کے ذریعے رپورٹ پیش کریں گے۔

18. دفتر تمام رپورٹوں کو الگ الگ فائلوں کے ساتھ دو حصوں میں تقسیم کرے گا، ایک حصہ یتیم خانہ کے مراکز کے حوالے سے اور دوسرا حصہ ایجوکیشن انڈومنٹ فنڈ کی رپورٹوں کے حوالے سے ہوگا۔ دفتر اس حکم کو چیف سیکریٹری سندھ،

سیکریٹری کالجز، سیکریٹری محکمہ سماجی بہبود کے ساتھ ساتھ اے جی سندھ کو بھیجے گا۔ فاضل MIT اس حکم کی تعمیل کو یقینی بنائے گا۔

## سندھ ٹیکنیکل ایجوکیشن اینڈ ووکیشنل ٹریننگ اتھارٹی (سٹیوٹا)

71. تکنیکی تعلیم کے حوالے سے، یہ عدالت 17.04.2023 کو کے حکم کے مطابق۔ متفرق درخواست نمبر 284 برائے Crl 2018، نوٹیفکیشن جمع کرایا گیا، متعلقہ ہونے کی وجہ سے اسے 17 مئی 2023 کے آرڈر میں دوبارہ پیش کیا گیا:-

" مورخہ 17.04.2023 کے حکم کے مطابق، سکریٹری برائے حکومت سندھ اسکول ایجوکیشن اینڈ لٹریسی ڈیپارٹمنٹ نے اپنی تعمیل رپورٹ پیش کی، جو اس کے ساتھ تیار حوالہ کے لیے پیش کی جاتی ہے:

"مذکورہ بالا حکم کی تعمیل میں، اس محکمہ نے پہلے ہی نوٹیفکیشن نمبر SELD/CA/533/ 2023 مورخہ: 07.03.2023 کے ذریعے ٹیکنیکل ورکنگ کمیٹی تشکیل دی ہے۔ اس کے بعد، اجلاس، کمیٹی کے چیف ایڈوائزر (کریکولم ونگ) سکول ایجوکیشن اینڈ لٹریسی ڈیپارٹمنٹ حکومت سندھ کی صدارت میں منعقد ہوا۔ اس سلسلے میں کیے گئے فیصلے/اقدامات حسب ذیل ہیں:

1. "انٹرنیٹ آف تھنگز" کا مضمون 250 پبلک سیکٹر ہائی اسکولوں میں گریڈ-VI سے متعارف کرایا جائے گا اور بعد میں اسکولوں کی تعداد اور ہر اسکول میں پیش کیے جانے والے کورسز میں اضافہ کیا جائے گا۔
2. JICA VI - X کے گریڈ کے مطابق IOT کے موضوعات کی ترتیب میں مدد کرے گا اور VIVIII گریڈ میں موجودہ ICT مضمون میں موضوعات کے انضمام میں سہولت فراہم کرے گا۔
3. DCAR اور چیف ایڈوائزر (کریکولم ونگ) متعلقہ اسٹیک ہولڈرز کے ساتھ ایک فالو اپ میٹنگ کریں گے، تاکہ مناسب نفاذ اور تشخیص کے طریقہ کار کو تلاش کیا جا سکے۔
4. JICA کا نمائندہ اسکیم آف اسٹڈیز کا اشتراک کرے گا۔
5. JOT کورس آنے والے تعلیمی دور سے شروع ہو گا اور مڈل ٹیک اسٹریم کے تحت گریڈ V1 کے

طلباء اور میٹرک کے تحت گریڈ IX کے طلباء کو بیک وقت پیش کیا جائے گا۔

6. SELD پرائیویٹ سیکٹر کے اراکین کی تکنیکی معاونت کی تلاش کرے گا، ٹرینرز کا پول بنانے کے لیے اور تربیتی عمل کو 250 اسکولوں میں آئی ٹی اساتذہ تک پہنچایا جائے گا۔
7. محکمہ میں ٹیکنیکل ایجوکیشن کی متعلقہ آسامیوں کے ناموں/قواعد پر عمل جاری ہے جسے حتمی شکل دی جائے گی اور حکومت سندھ کے محکمہ ریگولیشن ونگ اور محکمہ خزانہ کی مشاورت سے بہت پہلے مزید تعمیل رپورٹ پیش کی جائے گی۔

مندرجہ بالا تعمیل رپورٹ کے پیش نظر، اس معزز عدالت سے درخواست کی جاتی ہے کہ فوری طور پر Cr. متفرق برائے مہربانی انصاف کے مفاد میں درخواست کو نمٹا دیا جائے۔"

72. **اس کے مطابق، اس حکم کی اس کے خط اور روح کے ساتھ بغیر کسی ناکامی کے تعمیل کی جائے گی۔ سکریٹری، اسکول ٹیکنیکل بورڈ کے ساتھ مشاورت کے ساتھ نصاب کے ساتھ میٹرک کی سطح تک تکنیکی تعلیم کے تیسرے جزو کی بحالی کو بھی یقینی بنائیں گے۔ اس مضمون کو شامل کیا جائے گا اور 2024-25 کے آنے والے تعلیمی سالوں سے مثبت طور پر کمپیوٹر لیبز/ورکشاپ قائم کی جائیں گی۔** ناکامی کی صورت میں مجرم افسران/ اہلکاروں کے خلاف سخت کارروائی کی جائے گی۔

73. 2015 کے سوٹ نمبر 1243 میں، مورخہ 26.05.2021، M.D, STEVTA نے اپنے اداروں میں لائبریریوں کے قیام اور 04 سال کے آغاز کے حوالے سے سائنس نے عدالت کے سامنے درج ذیل بیان کیا ہے:

> **18. منیجنگ ڈائریکٹر STEVTA کا دعویٰ ہے کہ اس عدالت کے حکم کے مطابق انہوں نے اپنے اداروں میں 25 لائبریریاں قائم کی ہیں اور 25 کالجوں میں آنے والے تعلیمی سال سے یونیورسٹیوں سے منسلک چار سالہ سائنس کی تعلیم کا آغاز کر رہے ہیں۔ یہ عدالت M.D STEVTA کی طرف سے کئے گئے اقدام کی تعریف کرتی ہے۔**

**تعلیمی مقاصد کے لیے عطیہ کی گئی اراضی پر قبضہ اور تبدیلی**

74. ایک اور مسئلہ جس پر اس عدالت کی طرف سے سنجیدگی سے نوٹس لینے کی ضرورت ہے وہ یہ ہے کہ نوٹوں کے ذریعے تعلیمی مقاصد کے لیے عطیہ کی گئی زمینوں پر یا تو قبضہ کیا گیا

ہے یا ایسی عطیہ کی گئی زمینوں کے حقوق کے ریکارڈ میں تبدیلیاں کی گئی ہیں۔ اس عدالت نے مقدمہ نمبر 1243 آف 2015 میں درج ذیل حکم جاری کیا:

13. سپریم کورٹ نے 2014 میں اسکول کی دگرگوں حالت کے ازخود نوٹس کیس میں ایس سی ایم آر 396 کی رپورٹ تمام ڈسٹرکٹ اینڈ سیشن ججوں کو ہدایت کی کہ وہ اسکولوں کی جانچ کریں اور اس بات کو یقینی بنائیں کہ تجاوزات، اگر کوئی ہیں، ہٹا دی جائیں۔ اس موقع پر، مداخلت کار زاہد حسین نے دعویٰ کیا کہ لاڑکانہ میں گورنمنٹ پرائمری دینی مدرسہ اور گورنمنٹ ہائی سکول دینی مدرسہ پر ناجائز قبضہ ہے۔ یہ شامل کرنے کی ضرورت نہیں ہے کہ اس طرح کی ہدایات، مخصوص ہونے کی وجہ سے، میدان میں رہیں گی اور اسکول کی عمارتوں وغیرہ پر تجاوزات کے بارے میں ایک شکایت سیکھنے والے ڈسٹرکٹ اینڈ سیشن ججوں کے لیے کافی ہوگی۔ اس کے مطابق، ڈسٹرکٹ اینڈ سیشن جج، لاڑکانہ ڈپٹی کمشنر کو بلا کر ریکارڈ کی جانچ کرے گا اور اس بات کو یقینی بنائے گا کہ ان تجاوزات کو ہٹایا جائے۔ یہ بتانے کی ضرورت نہیں کہ محکمہ تعلیم ضلع اور سیشن ججوں کے پاس ان کی جائیدادوں پر سے تجاوزات کے خاتمے کے لیے درخواست دینے کا مجاز ہو گا جو کہ یہاں قابل ذکر ہے، ہمیشہ ان کی پابند ذمہ داریاں تھیں۔

14. سیکرٹری اسکولز تمام D.Os سے رپورٹ طلب کریں گے اور اپنے سکولوں پر غیر قانونی قبضوں یا ان کی حدود میں دیگر محکموں کی طرف سے کھڑی کی گئی تعمیرات کے حوالے سے رپورٹ پیش کریں گے۔ تمام ڈسٹرکٹ اینڈ سیشن ججز محکمہ تعلیم سے درخواستیں وصول کرنے کے مجاز ہوں گے اور محکمہ تعلیم کے ذریعے اسکول اور کالج کی جائیدادوں پر ناجائز قبضوں کے حوالے سے کسی بھی درخواست کی توثیق/تصدیق کی گئی ہو، ڈسٹرکٹ اینڈ سیشن جج اس بات کو یقینی بنانے کے اہل ہوں گے کہ تجاوزات کو ہٹایا جائے۔

15. زمینوں کے سروے کے حوالے سے یہ بتانے کی ضرورت نہیں کہ اس کا تعلق مڈل، سیکنڈری، ہائیر سیکنڈری کالجوں سے ہے۔

اس عدالت نے مزید کہا کہ:

12. یہ بات ریکارڈ پر آچکی ہے کہ ٹنڈو باگھو ہائی اسکول اور سندھ میں دیگر جیسے تعلیمی مقصد کے لیے معززین کی طرف سے عطیہ کی گئی زمینیں حقوق کے ریکارڈ میں تبدیل نہیں کی گئیں۔ ایسی پوزیشن، جو شامل کرنے کی ضرورت نہیں، نہ صرف تعلیمی اداروں کے لیے مشکلات کو جنم دے سکتی ہے بلکہ کسی بھی وقت "عطیہ" کے مقصد کو ناکام بھی کر سکتی ہے، اس لیے

ریکارڈ کو برقرار رکھنے کی ضرورت ہے۔ اس کے مطابق، تمام ڈپٹی کمشنرز ڈی اوز کے ساتھ متعلقہ مختیارکاروں/ہیڈ ماسٹرز سے ریکارڈ طلب کریں گے۔ حد بندی کے لیے ہدایات جاری کرے گا اور اس بات کو یقینی بنائے گا کہ علم کے پھیلاؤ کے لیے مختلف معززین کی طرف سے مختلف اوقات میں فراہم کی گئی اراضی کو محکمہ سکولز ایجوکیشن کے نام پر حقوق کے ریکارڈ میں محفوظ/محفوظ اور تبدیل کیا جائے۔

**<u>پرائمری سے ایلیمنٹری لیول تک اسکولوں کی اپ گریڈیشن، ایلیمینٹری/مڈل سے ہائی اسکول لیول اور ہائی اسکول سے ہائی اسکول لیول تک</u>**

75. اس عدالت کی مسلسل اور مسلسل کوششوں کی بدولت، مختلف مقدمات میں، مختلف بنچوں پر متعدد احکامات اور فیصلوں میں، سکولوں کی اپ گریڈیشن کے اس دیرینہ عوامی اور بہت متوقع مسئلے کو بغور کامیابی حاصل ہوئی ہے۔ اسکولی تعلیم، یعنی پرائمری سے ایلیمنٹری، ایلیمنٹری/مڈل سے ہائی اسکول لیول اور ہائی سے ہائیر سیکنڈری لیول تک، حال ہی میں 2023 کے C.P.No.D-218 کے ساتھ، سکھر میں سندھ ہائی کورٹ کے بنچ میں، پہلے سے ابتدائی آرڈر مورخہ 09-02-2023، جسے سمجھنے کے مقصد کے لیے یہاں دوبارہ پیش کیا گیا ہے۔

> **"شروع میں، درخواست گزاروں نے استدلال کیا کہ اسلامی جمہوریہ پاکستان، 1973 کے آئین کے آرٹیکل 25-A کے تحت فراہم کردہ ضمانت اور "سندھ رائٹ آف بچوں کی مفت اور لازمی تعلیم ایکٹ، 2013" کے تحت صوبہ سندھ کی طرف سے قانون سازی کے باوجود ریاست ہر طالب علم کو مفت اور بہترین تعلیم فراہم کرنے کا ذمہ دار ہے اور اس طرح کی ہدایات اس عدالت نے پہلے ہی مختلف احکامات کے ذریعے جاری کی ہیں باوجود اس کے کہ اس بورڈ کے نام پر کھیل، سرٹیفکیٹ موجود ہے۔ مارک شیٹ، سکاؤٹ اور پیکا سرٹیفکیٹ، چارجنگ فیس؛ انہوں نے سرکلر جاری کیا ہے جس میں ہدایت کی گئی ہے کہ جب تک فیس ادا نہ کی جائے امتحانی فارم وصول نہیں کیے جا سکتے۔**
>
> **درخواست گزاروں کی طرف سے اٹھایا گیا اعتراض جائز ہے اس لیے سندھ بھر کے بورڈز آف سیکنڈری اینڈ انٹرمیڈیٹ اسکولوں کی جانب سے جاری کردہ نوٹیفکیشن/سرکلرز کو معطل کیا جاتا ہے۔ انہیں ہدایت کی گئی ہے کہ وہ بغیر کسی فیس کے فارم قبول کریں اور امتحانی فارم جمع کرانے کے سلسلے میں کوئی رکاوٹ پیدا نہ کی جائے، یہ عدالت ان کی سماعت کے بعد حتمی طور پر اس پہلو کا جائزہ لے گی۔ ناکامی کی صورت میں بورڈ کے چیئرمین کے خلاف توہین**

**عدالت کی کارروائی کی جائے گی۔ یہ بتانے کی ضرورت نہیں کہ یہ حکم 9ویں سے 12ویں تک کے ان طلباء پر لاگو ہوگا جو ایس ای ایف اسکولوں سمیت سرکاری اسکولوں میں تعلیم حاصل کررہے ہیں۔ اگر امتحانی فیس کے حوالے سے ہیڈ ماسٹرز اور پرنسپلز کی طرف سے فارم جمع کیے جاتے ہیں، تو ایسی رقم طلباء کو رسید کے ساتھ دوبارہ فراہم کی جائے گی۔ سیکرٹری بورڈز اور یونیورسٹیاں بھی تعمیل کو یقینی بنائیں گی۔**

**اس کے علاوہ یہ دعویٰ کیا گیا ہے کہ 101 ہائی اسکولوں کو ہائیر سیکنڈری اسکول کے طور پر اپ گریڈ کیا گیا تھا، ایس این ای (s) محکمہ خزانہ کے پاس زیر التواء ہیں، تاہم، محکمہ خزانہ اس کی منظوری دینے سے گریزاں ہے، حالانکہ اس عدالت نے پہلے ہی 13 دسمبر 2022 کو ہدایات دی تھیں۔ ، IInd اپیل نمبر 2017/32 میں منظور کیا گیا۔ اس کے مطابق، سیکرٹری خزانہ اس بات کو یقینی بنائے گا کہ محکمہ تعلیم اور خواندگی کی طرف سے پیش کردہ ہائی سکولوں، پرائمری اور مڈل سکولوں کی اپ گریڈیشن کے حوالے سے تمام سمریوں کو ایک ہفتے کے اندر منظور کر لیا جائے، ناکامی کی صورت میں سیکرٹری خزانہ وضاحت کے ساتھ ذاتی طور پر حاضر ہوں گے۔**

**سیکرٹری کے علاوہ محکمہ اسکولز اینڈ لٹریسی سندھ بھر میں مڈل سے ہائی سکولوں کو اپ گریڈ کرنے کے لیے سکولوں کی تفصیلات جمع کرائے گا۔ سکولوں کی عمارتوں کی تعمیر کے سلسلے میں، ایڈیشنل سیکرٹری پلاننگ ڈویلپمنٹ اینڈ فنانس کے ساتھ ساتھ ڈائریکٹر جنرل (PDR) اگلی تاریخ کو حاضر ہوں گے۔ اس آرڈر کی کاپی ایڈیشنل ایڈوکیٹ جنیرا کو بھیجی جائے۔ سندھ، تعمیل کے لیے۔**

76. اس کے بعد، 15-03-2023 کو ایک بار پھر عوامی اہمیت کے اس مسئلے پر چوٹ کرتے رہے، مندرجہ ذیل حکم نامہ پاس کیا گیا، جو اس کے ساتھ دوبارہ پیش کیا جاتا ہے۔

*09.02.2023 اور 02.03.2023 کے احکامات کی تعمیل میں، معلوم ہوا اے اے جی نے 16.09.2021 کو "سندھ رائٹ آف چلڈرن ٹو فری اینڈ کمپلسری ایجوکیشن ایکٹ، 2013" اور رولز، 2016 کے حوالے سے نوٹیفکیشن دائر کیا ہے۔ اس بات پر زور دینے کی ضرورت نہیں ہے کہ تاریخ 13.02.2020 کو دوسری اپیل نمبر 2017/32 میں منظور کیا گیا، جس کے تحت اس طرح کے نوٹیفکیشن کے رہنما خطوط کے حوالے سے ہدایات جاری کی گئی تھیں۔ تاہم، مندرجہ بالا نوٹیفکیشن کا پیراگراف دوسری صورت میں، اس عدالت کی طرف*

سے فراہم کردہ رہنما خطوط کی روح کی عکاسی کرتا ہے، حوالہ شدہ حکم میں، لہذا سیکرٹری (تعلیم اور خواندگی محکمہ) اس نوٹیفکیشن کو ڈی نوٹیفائی کرے گا اور مذکورہ حکم کی روح کے تحت نیا نوٹیفکیشن جاری کرے گا۔

2. اس کے علاوہ، محکمہ خزانہ کی جانب سے، فاضل AAG نے اپ گریڈ شدہ 107 ہائر سیکنڈری اسکولوں کے (SNEs) کے حوالے سے تعمیل رپورٹ پیش کی ہے۔ اس طرح کا بیان تعمیل رپورٹ کے ساتھ جمع کرایا گیا ہے جس پر ایڈیشنل سیکرٹری سکول ایجوکیشن اینڈ لٹریسی ڈیپارٹمنٹ حکومت سندھ نے دستخط کیے ہیں، جس میں بتایا گیا ہے کہ محکمہ خزانہ کو سکول ایجوکیشن اینڈ لٹریسی ڈیپارٹمنٹ سے اپ گریڈ شدہ ہائر سیکنڈری سکول کے حوالے سے SNE کی کل 111 تجاویز موصول ہوئی ہیں۔ تمام تجاویز کا جائزہ لینے کے بعد، 107 اپ گریڈ شدہ ہائر سیکنڈری اسکولوں پر غور کیا گیا اور SNE کو سالانہ 912.255 ملین روپے کی مالی امداد فراہم کی گئی۔ جبکہ گزشتہ مالی سال 2020-21 میں چار ہائر سیکنڈری سکولوں کو پہلے ہی اپ گریڈ کیا جا چکا ہے اور SNE فراہم کیا جا چکا ہے۔

3. اس کے مطابق، سیکریٹری (فنانس)، سیکریٹری (S&GAD)، سیکریٹری، اسکول ایجوکیشن اینڈ لٹریسی ڈیپارٹمنٹ اور چیف سیکریٹری سندھ آئندہ بجٹ-2023-24 میں SNEs کے ساتھ بجٹ کی دستیابی اور ہائر سیکنڈری اسکولوں کی اپ گریڈیشن کو یقینی بنائیں گے۔

4. ایڈیشنل سیکریٹری (پی ڈی ایف)، اسکول ایجوکیشن اینڈ لٹریسی ڈیپارٹمنٹ، حکومت سندھ نے پرائمری سے مڈل اور مڈل سے ہائیر سیکنڈری اسکولوں تک اپ گریڈ شدہ اسکولوں کی تفصیلات کے ساتھ شوکاز نوٹس کا جواب جمع کرایا ہے۔ متعلقہ ہونے کی وجہ سے، اس طرح کی تفصیلات یہاں ذیل کے طور پر دوبارہ پیش کی جاتی ہیں؛

| سیریل نمبر | ضلع | پرائمری اسکول سے مڈل اسکول | مڈل اسکول سے ہائی اسکول | ہائی اسکول سے ہائیر تک ثانوی اسکول |
|---|---|---|---|---|
| 01 | کراچی سینٹرل | 10 | 07 | |
| 02 | کراچی ملیر | 21 | 23 | 02 |

| | | | | |
|---|---|---|---|---|
| 03 | کراچی کیماڑی | 08 | 04 | |
| 04 | کراچی جنوبی | 07 | 08 | |
| 05 | کراچی ویسٹ | 12 | 24 | 02 |
| 06 | کراچی ایسٹ | 11 | 09 | |
| 07 | کراچی کورنگی۔ | 13 | 21 | 02 |
| 08 | حیدرآباد | 16 | 12 | |
| 09 | ٹی ایم خان | 14 | 14 | 00 |
| 10 | ٹنڈو الہ یار | 10 | 07 | 01 |
| 11 | بدین | 09 | 07 | 02 |
| 12 | ٹھٹھہ | 14 | 04 | 01 |
| 13 | سجاول | 14 | 07 | 00 |
| 14 | جامشورو | 21 | 07 | 01 |
| 15 | مٹیاری | 10 | 15 | 02 |
| 16 | دادو | 39 | | 01 |
| 17 | میرپورخاص | 12 | 10 | 02 |
| 18 | تھرپارکر | 30 | 11 | 02 |
| 19 | عمرکوٹ | 47 | 23 | 02 |
| 20 | شہید بینظیر آباد | 32 | 20 | 02 |
| 21 | سانگھڑ | 19 | 16 | 02 |
| 22 | نوشہرو فیروز | 23 | 23 | 02 |
| 23 | سکھر | 18 | 14 | 03 |
| 24 | خیرپور | 36 | 16 | 03 |
| 25 | گھوٹکی | 13 | 14 | 02 |
| 26 | لاڑکانہ | 30 | 29 | 01 |
| 27 | قمبر | 16 | 17 | 02 |
| 28 | شکارپور | 25 | 14 | 01 |
| 29 | جیکب آباد | 29 | 24 | 01 |
| 30 | کشمور | 18 | 11 | 01 |
| | کل | 577 | 438 | 40 |

**5. اس کے مطابق، سیکرٹری اسکول ایجوکیشن اینڈ لٹریسی ڈیپارٹمنٹ ایسی سمری محکمہ خزانہ کو جمع کرائے گا اور محکمہ خزانہ اس بات کو یقینی بنائے گا کہ تمام (SNE(s کی منظوری اسی کے مطابق ہو۔ یہ بتانے کی ضرورت نہیں کہ آبادی میں اضافے کی وجہ سے سندھ میں بچوں کی شرح میں کمی تشویشناک ہے اور (SNE(s) SNE(s کی منظوری کو مالی مضمرات کی بنیاد پر روکا نہیں جا سکتا کیونکہ اسکولی تعلیم صوبہ سندھ کی آئینی ذمہ داری ہے۔ ; تاہم، مختلف منصوبوں میں دیگر اخراجات کو کم کیا جا سکتا ہے، لہذا، اس عذر پر، اس سنگین مسئلے کو غیر حل شدہ قرار دینے کی اجازت نہیں دی جا سکتی، اس لیے عدم تعمیل سے مجرموں کو توہین عدالت کی کارروائی کا سامنا کرنا پڑ سکتا ہے۔**

**6. اعلیٰ ثانوی اسکولوں سے سبجیکٹ اسپیشلسٹ، سینئر سبجیکٹ اسپیشلسٹ کی منتقلی کے سلسلے میں، اس عدالت نے پہلے ہی سیکریٹری اسکول ایجوکیشن اینڈ لٹریسی ڈیپارٹمنٹ کو ہدایت کی ہے کہ وہ اس بات کو یقینی بنائیں کہ اس طرح کے SNE(s) کو ہائر سیکنڈری اسکولوں کے ذریعے دوبارہ حاصل کیا جائے اور ان کے کام کاج کو یقینی بنایا جائے۔ ہائر سیکنڈری اسکولوں کی مکمل تدریسی فیکلٹی۔**

**7. درخواست گزاروں نے احتجاج کیا ہے کہ عمرکوٹ ضلع میں کوئی گرلز ہائیر سیکنڈری سکول نہیں ہے اور نہ ہی محکمہ سکول نے عزت مآب وزیر تعلیم و خواندگی کے ضلع میں گرلز مڈل، ہائی اور ہائر سیکنڈری سکولوں کی عدم دستیابی کا صحیح طور پر احساس کیا ہے۔ اس کے مطابق سیکرٹری سکول ایجوکیشن اینڈ لٹریسی ڈیپارٹمنٹ کمیٹیاں تشکیل دیں گے اور کہا کہ کمیٹیاں صوبہ سندھ میں مردم شماری کے مطابق لڑکیوں کے تناسب کو مدنظر رکھتے ہوئے گرلز سکولوں کو پرائمری سے ہائر سیکنڈری سکولوں کے ساتھ ساتھ نئے سکولوں کی اپ گریڈیشن کی تجویز دیں گی۔ اس سلسلے میں تعمیل رپورٹ بغیر کسی ناکامی کے ایک ماہ کے اندر داخل کی جائے گی۔**

20.04.2023 تک ملتوی کیا جاتا ہے۔ اس درخواست کے نمٹانے تک پہلے کے احکامات فیلڈ میں رہیں گے۔

77. اس کے بعد، 24-08-2023 کو، سیکرٹری تعلیم و خواندگی، حکومت سندھ نے ایک دوٹوک بیان دائر کیا ہے، جس میں کہا گیا ہے کہ اس عدالت کے حکم کے بعد، اور کافی اسکولوں کی اپ گریڈیشن کے حوالے سے کتنی پیش رفت ہوئی ہے، اور مجموعی طور پر "491 اسکولوں" کو پورے صوبے میں اپ گریڈ کیا گیا ہے، جسے ذیل میں دوبارہ پیش کیے گئے، سیکرٹری تعلیم اور خواندگی ڈیپارٹمنٹ کے اختتامی پیراگراف سے دیکھا جا سکتا ہے۔ کی، مندرجہ بالا حوالہ دی گئی تعمیل کی رپورٹ، اس مقصد کے لیے تیار کردہ تجریدی جدول سے بھی؛

***"یہ کہ، معزز عدالت سے عاجزی کے ساتھ درخواست کی جاتی ہے کہ اسکولوں کو مڈل/ایلیمنٹری سے ہائی اسکولوں اور ہائی اسکولوں کو ہائیر سیکنڈری اسکولوں بشمول SNE (New) 2023-24 میں اپ گریڈ کرنے کی تجویز اسکول ایجوکیشن اینڈ لٹریسی ڈیپارٹمنٹ نے تیار کی تھی۔ ، اور محکمہ خزانہ کو جمع کرایا۔ اس پر محکمہ خزانہ کی***

***طرف سے غور کیا گیا/اتفاق کیا گیا، اسی کے مطابق اور اس طرح کی تعمیل رپورٹ محکمہ خزانہ کی طرف سے پہلے ہی پیش کی جا چکی ہے۔ معزز عدالت کے سامنے (کاپیاں پرچم/A کے طور پر منسلک ہیں)"***

| سندھ میں اپ گریڈ شدہ اسکولوں کے حوالے سے خلاصہ | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|
| سیریل نمبر | علاقے کا نام | پرائمری سے ایلیمنٹری | ایلیمنٹری سے ہائی | ہائی سے ہائیر سیکنڈری | کل |
| 1 | کراچی | 0 | 36 | 13 | 49 |
| 2 | حیدرآباد | 75 | 16 | 31 | 122 |
| 3 | میرپورخاص | 111 | 30 | 20 | 161 |
| 4 | شہید | 22 | 9 | 25 | 56 |
| 5 | بے نظیر آباد | 26 | 14 | 34 | 74 |
| 6 | سکھر | 9 | 0 | 20 | 29 |
| مجموعی عدد | | 243 | 105 | 143 | 491 |

**<u>ضلعی عدلیہ کا کردار</u>**

78. C.P.No.D-1817/2016 وغیرہ میں اس عدالت نے اسکولوں/کالجوں کے مناسب کام کاج کی نگرانی کے لیے ضلعی عدلیہ کے کردار کی وضاحت کرتے ہوئے درج ذیل حکم جاری کیا:

***یہ عجیب بات ہے کہ واضح ہدایات کے باوجود پانچ سالوں سے کسی ایکریڈیٹیشن/سروس ڈیلیوری کمیشن بورڈ کو مطلع نہیں کیا گیا حالانکہ عدالت عظمیٰ کی ہدایات بھی مذکورہ خط میں درج ہیں۔ یہ، بنیادی طور پر، گرتے ہوئے تعلیمی نظام کو سنبھالنے میں متعلقہ سہ ماہی کی سنجیدگی کو ظاہر کرتا ہے۔ مزید، سکریٹری کی طرف سے یہ تجویز کہ "وزیر برائے تعلیم و خواندگی کو اس کا چیئرمین بنایا جا سکتا ہے" بظاہر جائز نہیں ہے اور نہ ہی اس کے مطابق نظر آتا ہے جس کے لیے اس طرح کے بورڈ پر زور دیا گیا تھا۔ معزز عدالت عظمیٰ اور اس عدالت کی ہدایت کے باوجود جس طرح سے معاملات کو لٹکا کر رکھا گیا ہے وہ قابل تعریف نہیں ہے بلکہ ایک بار پھر یہ بتاتا ہے کہ متعلقہ حلقوں کو تباہ حال تعلیمی نظام کی اصلاح میں کتنی دلچسپی ہے۔ یہ شامل کرنے کی ضرورت نہیں ہے کہ بورڈ (اکریڈیشن) کے کردار اور اہمیت کو مزید تصدیق کی ضرورت نہیں ہے جیسا کہ پہلے ہی تفصیلی ہے، تاہم، مورخہ 20.09.2019 کے آرڈر کے پیرا 13 کا حوالہ دینا مناسب ہوگا جو کہ یہ ہے:-***

***13. علیحدگی کے دوران ہم افسوس کے ساتھ شامل کرتے ہیں کہ ایکریڈیٹیشن بورڈ اگرچہ عدالت عظمیٰ کے فیصلے کے اعلان کے فوراً بعد قائم کیا جانا تھا لیکن صرف نوٹیفکیشن جاری کیا گیا (22 نومبر 2016) جو اس عدالت***

***کے ہتھوڑے کے بعد بھی کام نہیں کر رہا۔ جس کا مقصد فی نوٹیفکیشن تعلیم کے تقریباً تمام شعبوں کا احاطہ کرتا ہے جو کہ ہیں:۔***

a) پرائمری، ایلیمنٹری، سیکنڈری، ہائر سیکنڈری اور کالج کی سطح پر تعلیمی خدمات کی موثر فراہمی کے لیے مستقل آپریٹنگ طریقہ کار کی بنیاد پر کوالٹی ایشورنس اور ایکریڈیشن سسٹم تیار کریں۔

b) تعلیمی ادارے کی طرف سے پیش کی جانے والی تعلیم کے معیار کو یقینی بنانا کلیدی کارکردگی کے اشاریوں کی بنیاد پر مؤثر اندرونی اور بیرونی عمل کے ذریعے نتائج اور اثرات پر توجہ مرکوز کرنا۔

c) کوالٹی اشورنس فریم ورک کی بنیاد پر خدمات جیسے نصاب، کلاس روم کی تشخیص، سالانہ داخلی خارجی امتحان اور اساتذہ کی تیاری وغیرہ کی منظوری کی فراہمی۔

d) معیاری خدمات کی فراہمی کو یقینی بنانے کے لیے کلاس روم کی تشخیص کا بیرونی امتحان اور تشخیص،

e) اسکولوں/کالجوں کے ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ اور اس کے لائن ڈپارٹمنٹس بشمول ڈائریکٹوریٹ آف کریکولم، اسیسمنٹ اینڈ ریسرچ، پراونشل انسٹی ٹیوٹ آف ٹیچر ایجوکیشن، ریفارم سپورٹ یونٹ، سندھ ایجوکیشن فاؤنڈیشن، سندھ ٹیچر ایجوکیشن ڈویلپمنٹ اتھارٹی، سندھ ٹیکسٹ بک بورڈ اور ڈائریکٹوریٹ کی کارکردگی کی نگرانی کریں۔ اسکول/کالج کی تعلیم اور ان کا رابطہ۔

f) پیشہ ورانہ مہارت اور جوابدہی کی پائیدار ثقافت کو یقینی بنانا۔

اس کے مطابق، ایکریڈیٹیشن بورڈ کے نوٹیفکیشن اور مناسب کام کرنے تک، ضلعی سطحوں تک، ہم پوری طرح سے یہ سمجھتے ہیں کہ نگرانی/نگرانی کے مقصد کے لیے ڈسٹرکٹ اینڈ سیشن جج (ز) کو شامل کرنا مناسب ہوگا۔ لہٰذا ہم ہدایت کرتے ہیں کہ ہر ضلع میں فاضل ڈسٹرکٹ اینڈ سیشن جج ضلعی سطح پر ایک کمیٹی تشکیل دیں جس میں ڈپٹی کمشنر، ڈائریکٹر سکولز، اور تین دیگر ممبران شامل ہوں جن میں صدر ڈسٹرکٹ بار ایسوسی ایشنز مانیٹرنگ کے مقصد سے ہوں۔

i) پبلک سیکٹر کے اسکولوں/کالجوں بشمول سندھ ایجوکیشن فاؤنڈیشن اسکولوں کا ان کے دائرہ اختیار میں مناسب کام کرنا؛

ii) عملے کی حاضری؛

iii) فنڈز کا استعمال؛

iv) اسکولوں کی جائیداد/عمارت پر کوئی تجاوزات یا تجاوزات؛

v) کسی بھی کونے سے اسکولوں/کالجوں کی انتظامیہ کو ہراساں کرنا یا اثر و رسوخ، اگر کوئی ہو۔

ڈسٹرکٹ اینڈ سیشن جج ہر مہینے کے ہر مناسب دن ایک میٹنگ بلائیں گے اور رپورٹس پر تبادلہ خیال کیا جائے گا اور اگر یہ پایا جاتا ہے کہ فنڈز کے غلط استعمال، تجاوزات، اثر و رسوخ یا اسکول انتظامیہ کو ہراساں کرنے کی کوئی شکایت ہے تو ڈسٹرکٹ اینڈ سیشن جج قانون کے مطابق ضروری کارروائی شروع کرنے کے لیے متعلقہ کوارٹر کو اس معاملے کی اطلاع دینے کے ساتھ ساتھ ضروری احکامات بھی پاس کرنے کا مجاز ہوگا۔ فاضل ڈسٹرکٹ اینڈ سیشن جج کے علاوہ مجسٹریٹ کو تصادفی طور پر اچانک دوروں یا کسی شکایت کے لیے ہدایت بھی کریں گے۔ اس عدالت کے ایم آئی ٹی کے ذریعے ماہانہ رپورٹیں بھیجی جائیں گی جو الگ سے ریکارڈ رکھیں گی۔

**<u>اقبال حسین درانی کی سربراہی میں تعلیمی اصلاحات</u>**

79. 2015 کے سوٹ نمبر 1243 میں، اس عدالت نے 20-03-2020 کو حسب ذیل حکم جاری کیا:-

"6. حوالہ شدہ نقائص کے تعصب کے بغیر، کمیٹی کے نوٹیفکیشن کا خیرمقدم کیا جاتا ہے۔ یہ شامل کرنے کی ضرورت نہیں کہ یہ ہمیشہ "ToRs" ہوتا ہے جو "کمیٹی" کے "کام کرنے کے میدان" کی حدود کا تعین کرتا ہے لہذا، نوٹیفکیشن میں مذکور حتمی "ToRs" کا حوالہ یہاں دیا جاتا ہے:-

i) پبلک سیکٹر کے تعلیمی نظام میں بہتری لانے کی پالیسی وضع کرنا۔

ii) پبلک سیکٹر میں جدید تعلیمی نظام متعارف کرانے کو یقینی بنانا۔

iii) پبلک سیکٹر یونیورسٹیوں میں بلوم کی درجہ بندی کے مراحل پر مبنی پالیسی کا اطلاق کرنا؛

iv) سندھ ہائی کورٹ کے ایم آئی ٹی کے ذریعے سہ ماہی تعمیل رپورٹ پیش کرنا؛

v) پیرا نمبر 5 کی تعمیل میں، مزید ضروری کارروائی کے لیے سیکریٹری کالجز ایجوکیشن اور سیکنڈری اسکول ایجوکیشن کو ہدایات جاری کی جا سکتی ہیں۔

7. مندرجہ بالا "ToRs" کو تھوڑا وسیع کرنے کی ضرورت ہے، مجھے یقین ہے کہ، چیف سیکرٹری کی طرف سے تعریف کی جائے گی "بہتری کے لیے پالیسیاں بنانے" کے حوالے سے اصطلاح-I یقیناً 12ویں کلاس تک آن لائن نصاب متعارف کروا کر "دوسری مدت" کا احاطہ کرے گی۔ ٹیکسٹ بورڈ کے ذریعے اور کالج اور یونیورسٹی کی تعلیمی سطح کے لیے ڈیجیٹل ایپلی کیشنز، جیسا کہ جدید دنیا میں کیا جا رہا ہے جو ان خاندانوں کے طلباء کی بھی مدد کرے گا جن کی کوئی مستقل رہائش نہیں ہے اس لیے شرائط میں "غیر رسمی تعلیمی بورڈ" کی فعال شمولیت اور کام کرنا بھی شامل ہوگا۔ یہ کمیٹی لازمی تعلیمی ایکٹ 2013 کی تعمیل میں صرف ماہر تعلیم پر مشتمل "تعلیمی کونسل" کو یقینی بنائے گی۔

8. "ToRs" کی تیسری اصطلاح، امید ہے کہ، اپنے حقیقی مقصد کو پورا کرے گی یعنی تعلیم کے "نجی اور سرکاری" شعبوں کے درمیان تعلیم کے معیار کے درمیان فرق کو کم کرنا۔ تمام پبلک ایجوکیشن سسٹم اپنے موجودہ نصاب کا جائزہ لیں گے اور اسے بلوم ٹیکسونومی کے مطابق لائیں گے۔

9. حتمی ٹی او آرز میں شق-v کی شمولیت اسکول اور کالج کی سطح تک تعلیم کے درمیان درجہ بندی کا اعتراف ہے۔ شق v کے مطابق متعلقہ سیکرٹریز کو بھی ہدایات جاری کر دی گئی ہیں اس لیے اس عہدے کا زیادہ سے زیادہ فائدہ حاصل کرنے کے لیے یہ شامل کرنا ضروری ہے کہ سکول ایجوکیشن سسٹم 12 سال کی تعلیم پر مشتمل ہو گا جیسا کہ دوسرے تمام صوبوں میں رائج ہے۔ متعلقہ سہ ماہی بیچلر اور ماسٹر ڈگری (زبانیں) کے حوالے

سے دی گئی ہدایات کی صحیح تعمیل کو بھی یقینی بنائے گی۔

10. چیف سیکریٹری سندھ اس کمیٹی کو تمام مطلوبہ لاجسٹک سپورٹ فراہم کرنے کو یقینی بنائیں گے، خاص طور پر چیئرمین، بشمول فنانس اگر کوئی ہے، فراہم کیا جائے گا۔ اس طرح کی ہدایت سیکرٹری خزانہ اور سیکرٹری جنرل ایڈمنسٹریشن کو جاری کی جائے گی۔ سیکرٹری (جی اے) سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن ڈیپارٹمنٹ کمیٹی کے چیئرمین کو لاجسٹک سپورٹ فراہم کرے گا۔ کمیٹی اس عدالت کے ایم آئی ٹی کے ذریعے پیش رفت رپورٹ پیش کرے گی۔ تعلیم یافتہ چیئرمین ضرورت کے مطابق ممبران کے ساتھ دوسرے صوبوں کی یونیورسٹیوں کا دورہ کرنے کے اہل ہوں گے۔

11. فنانس سیکرٹری پچھلے پانچ سالوں میں مختص اور جاری کیے گئے غیر رسمی اسکولوں کا مکمل بجٹ پیش کریں گے۔ تعلیم کے شعبے کے ساتھ ساتھ ثقافت اور لوکل گورنمنٹ کو پچھلے پانچ سالوں میں فراہم کردہ لائبریریوں کے بجٹ کے علاوہ۔ ڈائریکٹر لائبریریز، کلچر ڈیپارٹمنٹ اگلی تاریخ کو حاضر ہوں گے۔ چیف سیکرٹری کے فوکل پرسن تعلیمی سطح پر لائبریریوں کے دورے کو یقینی بنائیں گے اور اگلی تاریخ کو رپورٹ پیش کریں گے۔

12. پہلے کی ہدایات کے مطابق، چیف سیکریٹری سندھ کو ہدایت کی گئی تھی کہ وہ اس بات کو یقینی بنائیں کہ کونسل کو لازمی تعلیم ایکٹ 2013 کے مطابق مطلع کیا جائے۔ اس پہلو پر مطلع شدہ کمیٹی کے ذریعہ غور کیا جائے گا اور ٹی او آرز کی مدت IV میں تعمیل یا دوسری صورت میں تفصیلات شامل ہوں گی۔

80. اسی مناسبت سے، ڈاکٹر اقبال حسین درانی کی سربراہی میں ایک کمیٹی نے تمام اسٹیک ہولڈرز کے ساتھ بھرپور کوششوں کے بعد رپورٹ پیش کی، جو کہ پورے سندھ میں پرائمری سے یونیورسٹی کی سطح تک تعلیم کی موجودہ صورتحال کی مکمل تصویر ہے۔ اس عدالت نے رپورٹ کی روشنی میں درج ذیل حکم جاری کیا:

"صوبے میں پبلک ایجوکیشن کے شعبے میں سنگین خامیوں کو تلاش کرتے ہوئے، اس عدالت نے چیف سیکریٹری سندھ کو ہدایت کی کہ وہ سابق وفاقی

سیکریٹری ڈاکٹر اقبال حسین درانی کی سربراہی میں ایک اعلیٰ اختیاراتی تعلیمی کمیٹی تشکیل دیں، تاکہ کچھ ایسا ہو جو مدد کر سکے۔ عوامی تعلیمی نظام کو حاصل کرنے میں اس کا کیا مطلب تھا۔ قابل تعریف ہے کہ اس عدالت کے احکامات کو سراہتے ہوئے حکومت نے سندھ حکومت نے پبلک سیکٹر میں تعلیم کے معیار کو بہتر بنانے کے لیے کمیٹی اور سب کمیٹی کی تشکیل کا نوٹیفکیشن جاری کیا۔ میں اس حقیقت سے بخوبی واقف ہوں کہ ''قلعے ایک دن میں نہیں بنتے'' اور نہ ہی ٹوٹنے والے نظام کو دنوں میں نئی شکل دی جا سکتی ہے لیکن درست منصوبہ بندی اور اس پر صحیح عمل درآمد ہی اصلاح اور بہتری کا واحد راستہ ہے۔ انہوں نے مزید کہا کہ اس طرح کی تشکیل دی گئی کمیٹی میں پہلی بار تمام اسٹیک ہولڈرز اور حتیٰ کہ ماہرین تعلیم/ماہرین کی مدد بھی "حتمی رپورٹ" کی تیاری کے لیے لی گئی تھی تاکہ اس کی کمی اور اس پر قابو پانے کے طریقے تلاش کیے جا سکیں۔ اسی۔ ڈاکٹر اقبال حسین درانی اور ذیلی کمیٹیوں کی سربراہی میں تعلیمی کمیٹی کی بھرپور کوششوں کے ساتھ، حتمی رپورٹ 26.03.2021 کو پیش کی گئی۔ "اعتراف"، اس طرح کی حتمی رپورٹ میں تفصیل سے، بنیادی طور پر، اس کے پس منظر کو ظاہر کرنے سے متعلقہ ہونے کے بعد، ٹی او آرز کے لحاظ سے حوالہ دیا جاتا ہے: -

"کسی بھی پالیسی دستاویز پر کام کرنا ہمیشہ ٹیکس دینے والا کام ہوتا ہے اور بلاشبہ اس کثیر الجہتی تعلیمی اصلاحات کے ایجنڈے کی ترقی متنوع اور پرعزم پیشہ ور افراد کی ٹیم کے بغیر ممکن نہیں تھی، جنہوں نے تجزیہ کو مطلع کرنے کے لیے پس منظر کے کاغذات اور دیگر کمیشن شدہ ان پٹ تیار کیے تھے۔ ہم کور کمیٹی کے ممبران، سب کمیٹیوں کے چیئرمینوں اور ممبران کا شکریہ ادا کرنا چاہیں گے۔

ذیلی کمیٹیوں نے رپورٹ کے چکر کے تمام مراحل میں رہنمائی اور مدد فراہم کرنے اور آخر میں تھنک پیس تیار کرنے میں کلیدی کردار ادا کیا۔ ہم اس کے ہر ممبر کا ان کے وقت، توانائی اور جوش کے لیے شکریہ ادا کرنا چاہیں گے۔ ذیلی کمیٹیوں کے چیئرمین کا خصوصی شکریہ: ڈاکٹر المینہ پردھان، جناب احمد بخش ناریجو، جناب باقر عباس نقوی، ڈاکٹر سعید

الدین، ڈاکٹر عبدالقدیر راجپوت، ڈاکٹر مدد علی شاہ، ڈاکٹر محمد میمن، ڈاکٹر شیریں ناریجو، ڈاکٹر پروین منشی، جناب عبدالکبیر قاضی اور ڈاکٹر سروش لودھی۔

ماہر پینل کے ممبران بشمول پروفیسر ڈاکٹر محمد میمن، ڈاکٹر فوزیہ خان، مسٹر اسد اللہ ابڑو، پروفیسر ڈاکٹر طیبہ ظریف اور رپورٹ کنسولیڈیشن ٹیم کا خصوصی شکریہ۔ جناب عامر لطیف صدیقی، جناب زاہد عباس جتوئی اور جناب مبشر مرزا۔ ہم اس رپورٹ کی تالیف میں سہولت فراہم کرنے اور تعاون فراہم کرنے کے لیے جناب احمد بخش ناریجو، سیکریٹری تعلیم اور خواندگی محکمہ کا شکریہ ادا کرنا چاہتے ہیں۔

**اس رپورٹ کے رہنما اصول سندھ ہائی کورٹ کے فراہم کردہ ٹرمز آف ریفرنسز سے اخذ کیے گئے ہیں۔ مختلف کارروائیوں کے دوران فراہم کردہ رہنمائی اور تعاون کے لیے ہم معزز عدالت کے بے حد مشکور ہیں۔**

2. رپورٹ میں تفصیلی 'بیک گراؤنڈ' اس حقیقت کی تصدیق کرتا ہے کہ عوامی تعلیمی نظام کو اس کی اصلاح/بہتری کے لیے جامع کام کی ضرورت ہے۔ وہی (رپورٹ) اس طرح پڑھتا ہے:

> 23-11-2020 اور 11.1.2021 کو سندھ ہائی کورٹ میں پیش رفت کی رپورٹ جمع کرانے کے بعد، رپورٹ اور جائزہ کمیٹیوں نے ذیلی کمیٹیوں کی بقیہ پانچ رپورٹوں کو حتمی شکل دی۔ تمام 11 ذیلی کمیٹیوں کی رپورٹس؛ ابتدائی بچپن کی تعلیم (ای سی ای)؛ ابتدائی تعلیم (کلاس I-VIII)؛ ثانوی اور اعلیٰ ثانوی تعلیم (کلاس IX-XII)؛ اسکول کا امتحان (کلاس IX-XII)؛ اعلی تعلیم؛ تکنیکی اور پیشہ ورانہ تعلیم؛ اساتذہ کی تعلیم اور مسلسل پیشہ ورانہ ترقی؛ نجی تعلیم؛ غیر رسمی / بالغ تعلیم؛ پبلک پرائیویٹ پارٹنرشپ (پی پی پی) اور لائبریریوں پر، متعلقہ ذیلی کمیٹیوں کے چیئرمینوں نے دستخط کیے ہیں (ضمیمہ-1)۔ معزز عدالت کے احکامات کے حوالے سے رپورٹس کا خصوصی طور پر جائزہ لیا گیا ہے۔
>
> پاکستان، عمومی طور پر، تعلیم کے شعبے میں رسائی، معیار اور حکمرانی کے طویل عرصے سے بحران کا شکار رہا ہے۔ سندھ، جو کبھی تعلیم اور

سیکھنے کے اشارے میں پرچم بردار تھا، ملک کے دیگر صوبوں کے مقابلے میں اس سے بھی زیادہ بگڑتی ہوئی صورتحال کے تعلیمی بحران سے نمٹنے میں کوئی رعایت نہیں رکھتا۔ 18ویں آئینی ترمیم کے بعد تعلیم پالیسی، منصوبہ بندی اور عملدرآمد کا صوبائی باب بن گیا ہے۔ صوبائی حکومت نے سندھ میں تعلیم کے شعبے میں رسائی، معیار اور گورننس کی صورتحال کو بدلنے کے لیے بنیادی طور پر قانون سازی، پالیسی اور منصوبہ بندی اور مالی وسائل میں اضافہ وغیرہ سے متعلق کئی اصلاحات اور اقدامات متعارف کروائے ہیں، لیکن ایک دہائی کے بعد تعلیم کے شعبے کو صوبائی مضمون اور اس کے نتیجے میں صوبائی حکومت کی جانب سے تعلیمی شعبے میں کی جانے والی کوششوں سے ہر ذیلی شعبے اور موضوعاتی شعبوں میں بہتری کے لیے بہت کچھ کرنے کی خواہش ہے۔

سندھ ہائی کورٹ کی ہدایت پر جس نے سندھ میں مسلسل بگڑتی ہوئی صورتحال بالخصوص پبلک سیکٹر ایجوکیشن پر تشویش کا اظہار کیا، صوبائی حکومت نے ایک کمیٹی تشکیل دی جس میں شعبہ جات، یونیورسٹیز، بورڈز، متعلقہ اداروں اور ماہرین تعلیم کے سربراہان شامل تھے۔ پبلک ایجوکیشن سیکٹر میں بہتری لانے کی پالیسی بنائیں۔ کمیٹی نے سندھ میں تعلیم کے شعبے سے وابستہ متعلقہ اسٹیک ہولڈرز سمجھے جانے کے لیے کمیونٹی کے مختلف طبقات اور معاشرے کی نمائندگی کو اپنانے/بڑھا کر وسیع پیمانے پر مشاورت کی۔ صوبائی تعلیمی پالیسی کے فریم ورک کی بنیادوں پر تشکیل دینے کے لیے اتفاق رائے پیدا کیا جا رہا ہے۔ ذیلی شعبے اور موضوعاتی علاقے یعنی ابتدائی بچپن کی تعلیم (ECE)؛ ابتدائی تعلیم (کلاس I-VIII)؛ ثانوی اور اعلیٰ ثانوی تعلیم (کلاس IX-XII)؛ اسکول کا امتحان (کلاس IX-XII)؛ اعلی تعلیم؛ تکنیکی اور پیشہ ورانہ تعلیم؛ اساتذہ کی تعلیم اور مسلسل پیشہ ورانہ ترقی؛ نجی تعلیم؛ غیر رسمی/ بالغ تعلیم؛ پبلک پرائیویٹ پارٹنرشپ (پی پی پی) اور لائبریریاں۔ ہر ذیلی سیکٹر کراس کٹنگ تھیمز جیسے وژن، رسائی، ایکویٹی، کوالٹی، مینجمنٹ اور گورننس، ایکریڈیٹیشن اور سرٹیفیکیشن، ادارہ جاتی تعاون اور نیٹ ورک اور ٹیکنالوجی کے انضمام کے سیاق و سباق کا تصور کرتا ہے۔

اکیسویں صدی کے سیکھنے کے فریم ورک کے ساتھ کراس کٹنگ تھیمز (ضمیمہ-II) اور معیاری/سماجی سیکھنے کے فریم ورک کے میٹرکس کے ساتھ تعلیمی مقاصد (یاد رکھیں، سمجھیں، لاگو کریں، تجزیہ کریں، اندازہ کریں، تخلیق کریں) کی بلومس ٹیکسانومی؛ پائیدار ترقی کے اہداف 2030؛ چوتھا صنعتی انقلاب؛ صوبائی ایکٹ (نصابی معیارات، نجی تعلیم، SHEC، STEDA، PPP، مفت اور لازمی تعلیم)؛ سکول ایجوکیشن سیکٹر پلان (2019-2024)؛ پالیسیاں (ECCE، CPD، NFE)؛ اساتذہ کے لیے قومی پیشہ ورانہ معیارات؛ پروجیکٹس (ADB اسسٹڈ اسکول ایجوکیشن پروجیکٹ اور دیگر)؛ اور اساتذہ کی تعلیم کے لیے قومی منظوری کے معیارات وغیرہ۔

3. مندرجہ بالا، بنیادی طور پر، ظاہر کرتا ہے کہ یہ (رپورٹ ورک) صرف ابتدائی تعلیم تک ہی محدود نہیں تھا بلکہ ابتدائی بچپن کی تعلیم (ای سی ای) سے لے کر اعلیٰ تعلیم تک، لائبریریوں کے ساتھ ساتھ تکنیکی تک ہر قسم کے تعلیمی ادارے (اداروں) تک محدود نہیں تھا۔ اور پیشہ ورانہ تعلیم کا جائزہ لیا گیا جو کہ میں کہوں گا کہ آئین کے آرٹیکل 37 کا مطالبہ تھا۔ کمیٹی کے کام کے ساتھ ساتھ اس کی ذیلی کمیٹی (زبانیں) کا مقصد ہماری قوم کی تعمیر کرنا ہے کیونکہ "علم طاقت ہے۔ معلومات آزاد ہو رہی ہے۔ تعلیم ہر معاشرے میں، ہر خاندان میں ترقی کی بنیاد ہے (کوفی عنان)۔ میرا ماننا ہے کہ ماضی کے عیبوں پر ڈٹے رہنا عقلمندی نہیں ہے لیکن ماضی کی غلطیوں پر آہ و بکا کرنے کی بجائے اصلاح پر کام کرنا بہتر ہے۔ "آپ جو آج کرتے ہیں وہ آپ کے تمام کل کو بہتر بنا سکتا ہے" (رالف مارسٹن)۔ یہ کام واقعی قابل تعریف ہے اس لیے اسی کو آج کا حصہ بنانے کی ضرورت ہے، خاص طور پر ہمارے تعلیمی نظام کے تمام مراحل کی نشاندہی کرنے والے راستے۔

4. رپورٹ سے پتہ چلتا ہے کہ ہمارا تعلیمی نظام گیارہ (11) ذیلی شعبوں یا موضوعاتی علاقوں پر مشتمل ہے۔ ان میں سے ہر ایک کو ایگزیکٹو سمری ہیڈ کے تحت اس طرح بیان کیا گیا ہے:-

## 5. ابتدائی بچپن کی تعلیم (ECE)

پری پرائمری تعلیم کو کلیدی ذرائع کے طور پر تسلیم کیا جاتا ہے تاکہ بچے کا اسکول یا کتابوں سے رشتہ استوار کیا جا سکے۔ رپورٹ ای سی ای کے لیے مختلف پروگراموں اور پالیسیوں کی شناخت اور تعارف کو ظاہر کرتی ہے جو

کہ تاہم مطلوبہ نتیجہ نہیں لا سکی، اس لیے اس ذیلی شعبے سے نمٹنے کے دوران رپورٹ تجویز کرتی ہے:-

"ان چیلنجوں سے نمٹنے کے لیے، رپورٹ میں سندھ میں پبلک اسکول سسٹم میں ECE کے لیے پالیسی سفارشات کا خاکہ پیش کیا گیا ہے۔ i) 2030 تک، تمام سرکاری پرائمری اسکولوں اور پوسٹ پرائمری اسکولوں کے پرائمری سیکشنز میں تمام ECE وسائل کے ساتھ اسکول کے بنیادی ڈھانچے کی منصفانہ اور مناسب فراہمی کو یقینی بنانا، ii) کچی کلاسوں کو بتدریج تمام سرکاری پرائمری اسکولوں اور پرائمری سیکشنز میں ECE میں تبدیل کیا جائے گا۔ پوسٹ پرائمری اسکول اور 2025 کے بعد کوئی "کچی" غیر رسمی کلاس نہیں، iii) ECE اور/یا "کچی" طلباء کو باضابطہ طور پر داخلہ دیا جائے گا اور G.R. اس کے مطابق نمبر جاری کیا جائے، iv) ECE نصاب کی ضروریات کے مطابق اساتذہ اور طلباء دونوں کے لیے تعلیمی مواد اور وسائل مہیا کیے جائیں، v) سرکاری پرائمری اسکولوں اور سیکشنز میں ECE پڑھانے کے لیے اہل اور سرشار انسانی وسائل کو یقینی بنانا اور ECE ہیومن کے لیے متعلقہ SNE۔ وسائل میں بتدریج سالانہ اضافہ کیا جائے گا، vi) ECE اساتذہ کے کورسز ECE پالیسی، معیارات اور نصاب کے مطابق متعارف کرائے جائیں گے، vii) ECE کی بھرتی کی پالیسی کا بھی ECE اساتذہ کے نئے کورس/سرٹیفکیٹس کے مطابق جائزہ لیا جائے گا، viii) مساوی رسائی کو یقینی بنانا پورے صوبے میں مارکیٹ کی طلب کے مطابق خصوصی ای سی ای کورس/ سرٹیفکیٹس کے لیے اور ix) سندھ میں ای سی سی ای کی پالیسی کے نفاذ کے لیے انٹر ڈیپارٹمنٹل کمیٹی تشکیل دی جائے گی۔

ای سی ای کی اہمیت سے کون انکار کر سکتا ہے کیونکہ اس طرح کی عمر ایک ایسے اعلیٰ ڈھانچے کی بنیاد ہے جسے پہلے "طربیت/تربیت" کے نام سے جانا جاتا تھا، اس لیے رپورٹ میں ای سی ای کی شمولیت اس کی سنجیدگی کو ظاہر کرتی ہے اور کمیٹی کی تفویض کردہ کام کے لیے سنجیدگی بھی۔

6. ابتدائی تعلیم (کلاس I-VIII)

یہ حصہ ایکٹ (s) اور پالیسیوں کی تعداد کو ظاہر کرتا ہے، لہذا آئین کے آرٹیکل 25-A کے معنی کے اندر آئینی ذمہ داریوں کو پورا کرنے کے لیے منظور کیا گیا ہے جو صرف

اس صورت میں قابل تعریف ہو سکتا ہے جب مطلوبہ باتوں کو پورا کیا جائے۔ ایسے تمام مثبت اقدامات کی تفصیل بتاتے ہوئے، کمیٹی نے یہ نتیجہ اخذ کیا:۔

**" سندھ میں تعلیمی کامیابیوں کی سطح مجموعی طور پر کم ہے جس میں تعلیمی معیار کے بارے میں مسلسل خدشات ہیں۔ طالب علم کے سیکھنے کے نتائج، جن کی جانچ تمام درجات میں مختلف تشخیصات کے ذریعے کی جاتی ہے، خراب ہیں۔ کلاس روم میں پڑھانا زیادہ تر روٹ میموری اپروچ کا استعمال کرتا ہے، جس سے بچوں میں اعلیٰ ترتیب کی سوچ پیدا ہونے کا موقع کم ہوتا ہے۔ اس کے باوجود، تعلیم کے نتائج میں خاطر خواہ بہتری نظر نہیں آتی۔ جب تک نظام نافذ کرنے کی صلاحیت نہیں رکھتا، منصوبہ بندی مطلوبہ نتائج نہیں دے گی۔ ذیلی کمیٹی کلیدی چیلنجوں کی نشاندہی کرتی ہے جیسا کہ سیکھنے کے لیے اسکول کی سطح کے کلیدی اجزاء کی کمی کی وجہ سے سیکھنے کے سیکھنے کے عمل میں بلوم ٹیکسونومی آف لرننگ ہیویئرز کا استعمال نہ کرنا؛ تدریس کا ناقص معیار؛ اسکول سے باہر بچوں کی بڑی تعداد؛ کثیر درجے کی تعلیم؛ پرائمری تعلیم سے باہر اسکول کی کم دستیابی؛ اسکولوں کی باقاعدہ مرمت اور دیکھ بھال کے لیے کم مالی مختص کے ساتھ بنیادی سہولیات سے محروم ہونا؛ کم شرکت اور برقرار رکھنے؛ منصوبہ بندی کے لیے تعلیمی ڈیٹا کی ناکافی، ناقابل اعتبار اور کمی (عام طور پر پبلک سیکٹر اسکول ایجوکیشن ڈیٹا دستیاب ہے)؛ کم توجہ مرکوز ڈیمانڈ سائیڈ پہل؛ GPI 1 سے کم؛ شہری دیہی تفاوت؛ 5 اور 8 گریڈ میں زبان، ریاضی اور سائنس میں واضح طور پر کم کارکردگی کے حامل طلباء کی کم تعلیمی کامیابی؛ تدریس کے طریقے اکثر اساتذہ پر مرکوز ہوتے ہیں۔ بھرتی کے عمل میں اساتذہ کی تعلیم کے پروگراموں کو کوئی ترجیح نہیں دی گئی۔ جسمانی سزا؛ جامع تعلیمی ماحول کی عدم موجودگی؛ اسکولوں میں تدریسی مواد کی فراہمی کے لیے بجٹ کی کمی؛ اساتذہ کی مسلسل پیشہ ورانہ ترقی کی کمی؛ ڈراپ آوٹ کو کم کرنے کے لیے کوئی منصوبہ یا حکمت عملی نہیں؛ اور اسٹریٹجک منصوبہ بندی، M&E، اور تحقیقی کاموں کو انجام دینے کے لیے وقف یونٹ کی کمی۔ خلاء اور چیلنجوں کی بنیاد پر، ذیلی کمیٹی پرائمری سطح سے آگے تعلیم تک رسائی کو**

**بڑھانے، ملٹی گریڈ ٹیچنگ کو کم کرنے، ڈراپ آؤٹ ریشو کو کم کرنے اور باقاعدہ بجٹ کی فراہمی کے ساتھ ساتھ ناپید سہولیات کی فراہمی کے لیے ایک جامع منصوبہ تیار کرنے کی ضرورت کے ساتھ پالیسی سفارشات پیش کرتی ہے۔ مرمت اور دیکھ بھال کے لیے۔ کمیٹی تمام تدریسی سیکھنے کے عمل کے لیے بلوم ٹیکسونومی آف لرننگ بیہیویرز استعمال کرنے کی بھی سفارش کرتی ہے۔ دیگر اہم سفارشات میں ایک جامع مربوط ڈیٹا بیس سسٹم کا قیام شامل ہے۔ سالانہ تعلیمی اشاریوں کے ساتھ ساتھ حقیقی وقت کی بنیاد پر ڈیٹا اکٹھا کرنا۔ سٹوڈنٹ ٹریکنگ آئی ڈی کا تعارف؛ ثبوت پر مبنی ضروریات کو پورا کرنے اور سیکھنے کے دوستانہ ماحول کو یقینی بنانے کے لیے اسکول کا بنیادی ڈھانچہ؛ سسٹم سے فالتو پن کا خاتمہ اور ایک کمرے کے اسکولوں کو بھی مضبوط کرنا؛ قابل اساتذہ کی بھرتی؛ اساتذہ، ہیڈ ٹیچرز اور منتظمین کے لیے مسلسل پیشہ ورانہ ترقی کا فریم ورک؛ طلباء کے نصاب کو مقامی ضروریات اور عالمی رجحانات، جامع تعلیم اور زندگی کی مہارتوں، صنفی مساوات، ثقافتی تنوع اور شہریت پر توجہ دینے کے ساتھ بہتر بنایا جائے گا۔ مناسب زبانوں میں نظر ثانی شدہ نصاب کی بنیاد پر نصابی کتب اور سیکھنے کے مواد کی فراہمی؛ اساتذہ کی تعلیم کا نصاب اور پروگرام طلباء کے نصاب سے ہم آہنگ ہوں گے۔ اسکول کے مخصوص طالب علم کی تشخیص اور رپورٹنگ کا نظام؛ تعلیمی نظام کے ساتھ ساتھ اہلکاروں کی کارکردگی اور جوابدہی کے لیے انتظامی طریقہ کار؛ EMO ماڈل کی بہتر افادیت اور توسیع؛ ڈیمانڈ سائیڈ انسینٹیو تیار کیا جائے گا۔ سندھ پروبیشن آف کارپورل پنشنمنٹ ایکٹ 2016 کے مطابق جسمانی سزا کی ممانعت کے لیے میڈیا آگاہی مہم؛ اسکول سے باہر بچوں کو باضابطہ تعلیم کے سلسلے میں لانے کے لیے مربوط حکمت عملی؛ مارکیٹ کی طلب کے مطابق پیشہ ور اور قابل اساتذہ فراہم کرنے کے لیے اساتذہ کے تعلیمی اداروں کی استعداد کار میں اضافہ کرنے کی حکمت عملی؛ ان سروس اساتذہ کے لیے CPD اسٹریٹجک پلان پر عمل درآمد؛ اور اسکولوں میں جامع تعلیمی ماحول کو یقینی بنانا۔"**

7. میں اس حقیقت سے آگاہ ہوں کہ جب تک غلطی کو معلوم اور تسلیم نہ کیا جائے اس کے دور ہونے / درست

ہونے کا کوئی امکان نہیں ہے۔ چونکہ، کمیٹی، بنیادی طور پر، نہ صرف کوتاہی پائی گئی بلکہ اس سے باہر نکلنے کے راستے بھی سامنے آئی، اس لیے اب وقت آگیا ہے کہ اس بات پر یقین کیا جائے کہ ان شاء اللہ پھل ضرور آئے گا۔

***ثانوی/اعلیٰ ثانوی تعلیم (کلاس IX-XII)***

اس کے لیے، کمیٹی تلاش کرتی ہے:-

**ذیلی کمیٹی اسکولوں کی کم تعداد کی وجہ سے کم اندراج کے طور پر اہم چیلنجوں کی نشاندہی کرتی ہے۔ بجٹ اور بیوروکریٹک رکاوٹوں کے ساتھ پرانا انفراسٹرکچر؛ تدریس اور سیکھنے کے عمل میں ٹیکنالوجی کے استعمال کے انضمام کی کمی؛ صنفی، طبقاتی، صحت کی سطحوں پر تعلیم تک رسائی کے تفاوت؛ بلوم کی تعلیمی مقاصد کی درجہ بندی کی بنیاد پر نصاب کا جائزہ لینا باقی ہے اور اس کے مطابق تمام نصابی کتب کی تبدیلی؛ اچھی طرح سے متعین اور آسانی سے قابل فہم اساتذہ کی رہنمائی کی عدم موجودگی؛ تعلیمی اصلاحات اور اقدامات کے لیے CPD میکانزم کی عدم دستیابی؛ غیر موثر تعلیمی منصوبہ بندی؛ تمام سطحوں پر کوالٹی اشورینس کے طریقہ کار اور عمل کی عدم موجودگی؛ اور کوئی حقیقی/جدید تشخیصی تکنیک اور اوزار نہیں۔ ذیلی کمیٹی کلیدی سفارشات بھی تجویز کرتی ہے جس میں اسکولوں کو پرائمری کے بعد کے اسکولوں کی تعداد میں اضافے کے لیے کافی سطح پر اپ گریڈ کرنا شامل ہے۔ تعلیمی اور انتظامی معاملات میں ٹیکنالوجی کو مربوط کرنا؛ اساتذہ کی تربیت اور تربیت کی تکمیل کے ساتھ فروغ کو جوڑنا؛ معیار کی یقین دہانی کے لیے یکساں اور جامع پالیسی متعارف کروانا؛ موجودہ اسکولوں کے بنیادی ڈھانچے کو بہتر بنانا؛ موجودہ عملے کو معقول بنانا اور تشخیص کی تربیت کے لیے SESLOAF کے تربیت یافتہ اساتذہ کے استعمال کو یقینی بنانا۔**

8. **اسکول کا امتحان (کلاس IX-XII)**

امتحان یہ جاننے کا حتمی پیمانہ تھا / ہے کہ واقعی کیا پڑھایا گیا ہے۔ تاہم، یہ کبھی بھی اس طرح کام نہیں کیا گیا جیسا کہ کیا جانا چاہیے تھا اس لیے عام طور پر اس کی کمی ان لوگوں کے لیے مایوسی کا باعث بنتی ہے جو سخت کوشش کرتے ہیں کیونکہ دھوکہ دہی اور دیگر خراب ذرائع کے

امکانات بڑے جیبوں کو میرٹ سے چھیڑ چھاڑ کرنے کی اجازت دیتے ہیں۔ رپورٹ اس طرح تسلیم کرتی ہے:۔

"امتحان طلباء کی تعلیمی کامیابیوں کا جائزہ لینے، نظام کی کارکردگی کا جائزہ لینے اور تدریسی سیکھنے کے عمل میں مزید بہتری کے لیے بصیرت فراہم کرنے کے لیے تعلیمی نظام کا ایک لازمی حصہ اور محرک ہے۔ دنیا بھر میں امتحانی نظام میں کافی تبدیلی آئی ہے، تاہم ہمارے تناظر میں اس میں زیادہ تبدیلی نہیں آئی ہے۔ یہ بھی بدقسمتی کی بات ہے کہ اس ذیلی شعبے کو کبھی بھی متعدد تعلیمی اصلاحات اور صوبائی اور/یا وفاقی حکومتوں کی طرف سے اٹھائے گئے اقدامات کا حصہ نہیں بنایا گیا۔ نتیجتاً، موجودہ امتحانی نظام جمود کا شکار ہو گیا ہے اور مختلف ناقدین اس بات کی نشاندہی کرتے ہیں کہ امتحان نے اساتذہ پر مبنی تدریس، روٹ یادداشت، امتحانی مضامین کا انتخابی مطالعہ، اور امتحان میں دھوکہ دہی اور دیگر بدعنوانیوں کو فروغ دیا ہے۔ لہذا، اس بات کی ضرورت ہے کہ امتحانی نظام کو آٹومیشن کے ذریعے تبدیل کیا جائے تاکہ اسے قابل اعتبار بنایا جا سکے اور 21ویں صدی اور پائیدار ترقی کے اہداف 2030 کے سیکھنے کے فریم ورک کے تحت قومی اور عالمی تعلیمی معیارات کے مطابق بنایا جائے۔

ذیلی کمیٹی کی تیار کردہ رپورٹ میں اسکول کے امتحانی نظام کے خلاء اور چیلنجز کو بیان کیا گیا ہے۔ ب) اسکولوں اور کالجوں کے امتحان اور الحاق دونوں کے لیے کوالٹی اشورینس اور کنٹرول سسٹم/ مینول کی عدم موجودگی؛ c) پیپر سیٹنگ اور سوالیہ پرچوں کو اعتدال میں لانے کے لیے مہارت کی کمی؛ د) آئٹمز بینک کی کمی؛ e) سوالیہ پرچے نصاب کی بجائے نصابی کتابوں سے ترتیب دیے جاتے ہیں۔ f) مستند تشخیص کی کمی؛ g) بغیر اسکورنگ rubrics کے غیر موثر مارکنگ کلید؛ h) بلوم کے تعلیمی مقاصد کی درجہ بندی پر مبنی ٹیسٹ کی تفصیلات کی نشاندہی کرنے والے نصاب کی کمی؛ i) اہل عملے کی کمی، خاص طور پر تحقیق اور تشخیص کے شعبے میں؛ j) امتحانی مراکز پر محدود کنٹرول؛ ک) اعلیٰ تدریسی عملے کی بطور ممتحن، ہیڈ ایگزامینرز اور تفتیش کاروں کی ہچکچاہٹ؛ l) امتحانی مراکز میں بیرونی مداخلت؛ m) علم پر مبنی سوالیہ پرچوں کی عدم موجودگی؛ n) امتحان میں ٹیکنالوجی کے انضمام کی کمی؛ o) امتحان میں دھوکہ دہی اور

بددیانتی کا استعمال؛ p) امتحانی نتائج میں شفافیت کا فقدان؛ اور q) تعلیمی بورڈز کو مستثنیٰ فیسوں کی عدم ادائیگی کی وجہ سے مالی بحران۔ رپورٹ میں بلوم کے تعلیمی مقاصد کی درجہ بندی پر مبنی اسکول کے امتحانی نظام کو بہتر بنانے کے لیے پالیسی کی سمت بھی تجویز کی گئی ہے۔ پالیسی کی ہدایات میں پالیسی اہداف کے ساتھ ٹیکنالوجی کے موثر انضمام کے ذریعے آٹومیشن فریم ورک پر مبنی امتحانی نظام کی تبدیلی کی ضرورت پر زور دیا گیا ہے جس میں a) طلباء کی علمی صلاحیتوں کے اعلیٰ ترتیب کا اندازہ لگانا؛ ب) نصاب پر مبنی امتحان کا انعقاد؛ c) سوالیہ پرچوں کے پیٹرن میں تبدیلی؛ d) منصفانہ اور شفاف امتحان کا انعقاد؛ e) مضبوط مارکنگ اسکیم اور اسکورنگ روبرک تیار کرنا۔ f) شفاف امتحانی نتائج کی تیاری، اور g) امتحان میں تحقیق کرنا۔ رپورٹ اسکول کے امتحانی نظام میں اصلاحات لانے کے لیے سفارشات (قلیل مدتی اور طویل مدتی) فراہم کرتی ہے۔ مختصر مدت کی سفارشات میں شامل ہیں a) سیکرٹریز اور کنٹرولر امتحانات کی خالی آسامیوں کو فوری طور پر پُر کرنا؛ بورڈ کو مالی طور پر پائیدار بنانا c) امتحانات اور تشخیص کے لیے کوالٹی ایشورنس سسٹم (QAS) تیار کرنا؛ d) ان کی ادارہ جاتی کارکردگی کو بڑھانے کے لیے بورڈ کے تمام کاموں کو خودکار بنانے کے لیے انٹرپرائز ریسورس پلاننگ (ERP) کا استعمال کرنا؛ e) آن لائن خدمات متعارف کروانا بشمول اندراج فارم، امتحانی فارم وغیرہ۔ f) MCQs کے ساتھ سوالیہ پرچوں کے ڈھانچے/پیٹرن پر نظر ثانی کرنا 30%، تعمیر شدہ جوابی سوالات (CRQs) / مختصر سوالات 30%، توسیعی جوابی سوالات۔ ERPs) / طویل سوالات 40% وزن؛ g) علم (50%)، تفہیم (20%)، اور درخواست/تنقیدی سوچ کی مہارت (30%) کی بنیاد پر سوالیہ پرچوں پر نظر ثانی کرنا، موضوع سے موضوع کے تناسب میں تبدیلی کی لچک کے ساتھ اور اعلیٰ ترتیب کی حد تک۔ علمی مہارت؛ h) MCQs کا اندازہ لگانے کے لیے آپٹیکل مارک ریکگنیشن (OMR) کا استعمال کرنا؛ i) پڑھانے اور سیکھنے کے عمل میں رکاوٹ سے بچنے کے لیے شام کے وقت امتحان کے انعقاد کے مواقع تلاش کرنا؛ i) امتحان کے مؤثر انعقاد کے لیے سی سی ٹی وی کیمروں کا استعمال؛ j) آئٹمز بینک تیار کرنے کے

لیے اساتذہ کے لیے تربیت کا انعقاد؛ (k) امتحانات کو مؤثر طریقے سے منظم کرنے اور تشخیص کو زیادہ درست اور قابل اعتماد بنانے کے لیے بورڈ کے عملے، پیپر سیٹ کرنے والوں، ناظمین اور دیگر امتحانی عملے کی ادارہ جاتی صلاحیت کو بڑھانا؛ l) امتحان اور تشخیص کے عملے کی لازمی ڈیوٹی لگانا؛ اور امتحان میں دھوکہ دہی اور دیگر بدعنوانیوں کو روکنے کے لیے حفاظتی نظام کو بڑھانا۔ طویل مدتی سفارشات میں امتحان میں آٹومیشن سسٹم کا تعارف شامل ہے۔ قابل IT عملے کے ساتھ آئی ٹی لیبارٹری کا قیام؛ نصاب پر مبنی امتحان کا نفاذ؛ مرکزی آئٹمز بینک کی ترقی اور تشخیص کو مستند بنانے کے لیے روبرکس؛ CRQ/مختصر اور ERQ/لمبے جوابات کی تشخیص کے لیے ای مارکنگ کا استعمال؛ نتائج وغیرہ کے تجزیہ کے لیے بورڈز میں تحقیقی حصوں کی بحالی؛ اساتذہ کی صلاحیت کی تعمیر اور پیشہ ورانہ ترقی امتحانی امور سے متعلق ٹیف اور دیگر؛ آن لائن سہولت کاری کے نظام کی ترقی جس میں سہولت کے لیے ڈیش بورڈ، اور دستاویزات وغیرہ کی تصدیق اور امتحانی نظام کے آٹومیشن سے نمٹنے والے پیشہ ور عملے کی تقرری شامل ہے۔

منصفانہ اور شفاف امتحانی نظام کا احساس یقینی طور پر مسابقت کو یقینی بنائے گا اور ہمارے تعلیمی نظام کو تعصب سے باز رکھے گا جس کا مقصد عام طور پر ڈگری ہولڈرز نہیں بلکہ ہنر مند اور اہل ادارے پیدا کرنا ہوتا ہے۔

## اعلی تعلیم

سماجی استحکام، پائیداری اور عالمی علمی معیشت میں فعال مشغولیت کا ستون ایک پڑھا لکھا پرولتاریہ ہے۔ نتیجے کے طور پر، زیادہ تر ممالک نے اعلیٰ تعلیم کے ساتھ آبادی کا حصہ بڑھانے اور/یا ان افراد کے لیے اعلیٰ تعلیم تک رسائی کو وسیع کرنے کے اہداف مقرر کیے ہیں جن کی سماجی و اقتصادی حیثیت، نسل، نسل، مذہب، عمر، جنس کی وجہ سے نمائندگی کم ہے۔ قابلیت یا مقام۔ پاکستان میں رسمی تعلیم سکول سے یونیورسٹی کی سطح تک مختلف سطحوں پر دی جا رہی ہے۔ اعلیٰ تعلیم میں عالمگیریت کے نتیجے میں یونیورسٹیوں میں اضافہ ہوا - 2020 تک پاکستان میں یونیورسٹیوں کی تعداد میں ڈرامائی طور پر اضافہ ہوا۔ 1947 میں دو کے

مقابلے میں 200 کے قریب یونیورسٹیاں (سرکاری اور نجی) ہیں۔ اعلیٰ تعلیم لیکن یہ منظر نامہ بدل گیا نتیجتاً اعلیٰ تعلیمی اداروں کی نمو پرائیویٹ سیکٹر کے اضافے کے ساتھ مکمل ہوئی، جس نے وسیع رینج اور قسم کی تعلیم کی منزلیں طے کیں۔ ذیلی کمیٹی نے پالیسی سازی کے ممکنہ شعبوں پر تبادلہ خیال کیا جیسا کہ یونیورسٹیوں کی تعداد کا جائزہ لینے کے ساتھ ساتھ ان کی درجہ بندی، کم شرکت کی شرح رکھنے والی یونیورسٹیوں کی شناخت کے ساتھ اندراج؛ صنفی مساوات اور مساوات پر توجہ کے ساتھ اعلیٰ تعلیم تک رسائی؛ اعلی تعلیم کے معیار؛ مقامی تحقیق کا وجود؛ نتائج پر مبنی اعلیٰ تعلیم اور بلوم کے تعلیمی مقاصد کی درجہ بندی کے ساتھ اس کی صف بندی؛ آن لائن تعلیم کا تعارف؛ گورننس، نظم و نسق، یونیورسٹی کلچر اور ماحولیات، اعلیٰ حکام/ اداروں کا رویہ، انفراسٹرکچر، نصاب، تعلیمی مواد، روابط، تحقیق اور اختراع کے معاملات سے نمٹنے کے لیے اعلیٰ تعلیم میں اصلاحات/تجدید کا فریم ورک۔ اس مقصد کے لیے، پالیسی کی سفارشات کے لیے پانچ اہم موضوعاتی شعبوں کی نشاندہی کی گئی تھی جن میں گورننس، رسائی، معیار، ایکویٹی اور فنانس اور جدت اور مطابقت شامل ہیں۔ ذیلی کمیٹی کلیدی خلاء اور چیلنجز کی نشاندہی کرتی ہے جیسے کہ (الف) نجی اور پبلک سیکٹر دونوں یونیورسٹیوں کے ماڈل ایکٹ میں تضادات؛ ب) یونیورسٹیوں اور DAIs کو فنڈز کی ناکافی فراہمی؛ ج) گرانٹ کا نامناسب طریقہ کار؛ d) نئی اور جدید ٹیکنالوجیز اور دیگر اختراعات کے لیے قومی اور عالمی مسابقت میں سب سے آگے رہنے کے لیے سائنس سے حاصل ہونے والے فوائد کی تلاش میں تحقیق، اختراع، تجارتی کاری، اور معاشی فوائد اور روزگار کے حصول کے لیے اس کی مطابقت پر توجہ مرکوز کرنے کے عزائم کی کمی؛ e) کوالٹی اشورینس کا پیچیدہ طریقہ کار f) رسائی کے اہداف اور سیکھنے والوں کی کامیاب شرکت؛ g) مواد پر مبنی سیکھنے کے رویے کی وجہ سے سیکھنے کے نتائج کی اطلاق اور مطابقت کی کمی؛ h) آن لائن تعلیم کی عدم موجودگی اور i) 18ویں آئینی ترمیم کے بدلے HEC پاکستان اور HEC سندھ کے متعین کردار سے متعلق مسائل۔ ذیلی کمیٹی کلیدی پالیسی کی سفارشات پیش کرتی ہے جس میں a) ماہرین اور اسٹیک ہولڈرز کی مشاورت سے

نجی اور پبلک سیکٹر یونیورسٹیوں کے ماڈل ایکٹس کا جائزہ؛ ب) مضبوط کوالٹی اشورینس میکانزم کے سلسلے میں نظرثانی شدہ گرانٹ میکانزم کی بنیاد پر یونیورسٹیوں اور DAIs کو کافی فنڈز کی فراہمی؛ c) مستحکم میکرو اکنامک، ادارہ جاتی اور ریگولیٹری فریم ورک کی خاصیت کے ساتھ ایک اچھی طرح سے ترقی یافتہ قابل ماحول پر مبنی جدید نظام کا تعارف سماجی چیلنجوں کے لیے جدت کو ترجیح دینا؛ d) ریگولیٹری فریم ورک، اقتصادی اور مالیاتی آلہ، مطالبہ کی حمایت، علاقائی جدت کی حکمت عملی اور نیٹ ورکنگ، تجارتی پالیسی، صلاحیت کی تعمیر اور معلومات کی فراہمی، اور معلومات اور ثقافتی آلات کے ذریعے جدت اور مطابقت کی پالیسی کی حمایت کو یقینی بنانا؛ e) معیار پر فریم ورک کی ترقی کے ذریعے حقیقت پسندانہ اصلاحات؛ f) کھلے اور ورچوئل ماڈلز کے لیے ایکریڈیشن کا طریقہ کار ضروری ہے۔ جی) کوالٹی ایشورنس کے لیے جمع کرائی گئی دستاویزات پر ایچ ای سی کی جانب سے فیڈ بیک سسٹم تیار کرنا تاکہ ایچ ای آئیز کی خامیوں، خوبیوں اور کمزوریوں کی نشاندہی کی جا سکے اور ان خامیوں اور کمزوریوں پر دوبارہ غور کیا جا سکے اور ان پر کام کیا جا سکے تاکہ ان کے مستقبل کے طریقوں سے بچا جا سکے۔ ; h) نسل، نسل، جنس، معاشی یا سماجی طبقے، عمر، زبان، مذہب، مقام یا صلاحیتوں سے قطع نظر سب کے لیے اعلیٰ تعلیم تک رسائی کو ممکن بنایا جانا چاہیے۔ i) بین الاقوامی نقل و حرکت، تبادلے اور سرحد پار تعلیمی سرگرمیوں کو بڑھی ہوئی رسائی اور مساوی شرکت کے جڑواں اہداف کو مربوط کرنا چاہیے۔ j) دیسی تحقیق/ افراد اور مسائل ایک اہم متغیر کے طور پر جو مقامی لوگوں کے معاشرے، برادری اور مرکزی دھارے کی صنعت سے تعلق کو متاثر کرتے ہیں۔ k) نتائج پر مبنی اعلیٰ تعلیم اور بلوم کے تعلیمی مقاصد کی درجہ بندی کے ساتھ صف بندی؛ l) آن لائن تعلیم؛ m) اعلیٰ تعلیم میں اصلاحات کا فریم ورک/اعلیٰ تعلیم میں اصلاح اور n) 18 ویں ترمیم کے بعد ایچ ای سی اور اس کی پالیسیوں کے ساتھ تعاون۔

9. **<u>تکنیکی اور پیشہ ورانہ تعلیم</u>**

کسی بھی ملک کی ترقی کے لیے TVET کی اہمیت سے کوئی انکار نہیں کر سکتا۔ اس کا بھی تفصیل کے ساتھ رپورٹ میں احاطہ کیا گیا ہے جس میں کہا گیا ہے:-

ٹیکنیکل ایجوکیشن اینڈ ووکیشنل ٹریننگ (TVET) افرادی قوت کی ترقی اور اقوام کو عالمی کام کی جگہ پر مقابلہ کرنے اور سماجی اور معاشی فوائد حاصل کرنے میں بہت دور رس فوائد رکھتی ہے۔ کل پاکستانی لیبر فورس میں سے، تقریباً 70-80 فیصد ہنر مند نوجوانوں پر مشتمل ہے جنہیں یا تو رسمی TVET اداروں سے تربیت دی جاتی ہے یا پھر انہوں نے غیر رسمی شعبے (استاد-شاگرڈ سسٹم) سے ہنر حاصل کیئے ہیں جس کی شرح روزگار کی بلند ترین شرح ہے۔ باقی 20-30 فیصد افرادی قوت نسبتاً کم روزگار کی شرح کے ساتھ عمومی تعلیم سے آ رہی ہے۔ سندھ میں نجی اور سرکاری شعبے کی مختلف صنعتوں، کاروباری اداروں اور سرکاری اداروں میں ہنر مند نوجوانوں کے لیئے سالانہ تقریباً 200,000 ملازمتیں پیدا / دستیاب ہوتی ہیں۔ جبکہ سندھ میں TVET کا پورا شعبہ 287 پبلک (بشمول 252 STEVTA انسٹی ٹیوٹ) اور 387 نجی اداروں کے ذریعے 150 سے زیادہ ٹریڈز/ٹیکنالوجیز کے ذریعے سالانہ زیادہ سے زیادہ 94,315 ہنر مند کارکن پیدا کر رہا ہے... Sindh TEVTA کے علاوہ، دو پبلک سیکٹر ٹیسٹنگ بھی ہیں اور صوبے میں سرٹیفیکیشن باڈیز یعنی سندھ بورڈ آف ٹیکنیکل ایجوکیشن جن کے پاس ٹیکنیکل ایجوکیشن کے سلسلے میں سرکاری اور نجی تربیتی اداروں کو الحاق، امتحان اور سرٹیفیکیشن کے انعقاد کا مینڈیٹ ہے اور ٹریڈ ٹیسٹنگ بورڈ سندھ کو پیشہ ورانہ سلسلے کے لیے ایک ہی کاروبار کرنے کا مینڈیٹ ہے۔ رپورٹ ذیلی شعبے میں خلاء اور چیلنجوں کی نشاندہی کرتی ہے۔ i) بہت بڑے STEVTA بورڈ آف گورنرز کی وجہ سے فیصلہ کرنے میں دشواری (فی الحال 19 ممبران، 02 MPAs، 06 سیکرٹریز، 05 صنعتکار، 01 ہر ایک ماہر زراعت، مہران یونیورسٹی آف انجینئرنگ، NAVTTC، MD STEVTA)؛ ii) SBTE بورڈ میں MD STEVTA، NAVTTC، BBSUTSD، مہران اور NED انجینئرنگ یونیورسٹیوں کی نمائندگی نہیں ہے، سب سے زیادہ متعلقہ اداروں؛ iii) سندھ میں کام کرنے والے دو متوازی اداروں یعنی بورڈ آف ٹیکنیکل ایجوکیشن اور ٹریڈ ٹیسٹنگ بورڈ

کے درمیان ہم آہنگی کا فقدان۔ iv) قریبی علاقے یعنی 5-10 کلومیٹر کے دائرے میں واقع پبلک سیکٹر TVET اداروں میں پیش کیئے جانے والے پروگراموں کی کوئی معقولیت نہیں ہے، جس کے نتیجے میں ہر ایک میں اندراج کم ہے۔ v) STEVTA ایکٹ کے تحت منیجنگ ڈائریکٹر کی تقرری کی شرائط و ضوابط کی عدم تعمیل؛ vi) کسی نئے ادارے کے قیام یا موجودہ انسٹی ٹیوٹ کو اپ گریڈ کرنے کے لیئے کوئی کم از کم معیار/ معیار نہیں ہے۔ vii) نجی اداروں کے لیے کوئی موثر/لازمی رجسٹریشن اور الحاق کا نظام نہیں ہے۔ viii) معیاری تربیت اور ہنر مند نوجوانوں کی زیادہ سے زیادہ ملازمت کے لیے کوئی منظم انسٹی ٹیوٹ۔ صنعتی رابطہ اور آن جاب ٹریننگ کا انتظام نہیں ہے۔ ix) STEVTA میں ناکافی انسانی وسائل کی وجہ سے 40%+ خالی تدریسی اسامیوں کی وجہ سے 2012 سے کوئی بھرتی نہیں ہوئی جس سے بہت بڑا خلا اور تنظیمی عدم توازن پیدا ہوا۔ x) غیر متعلقہ ٹیکنالوجی کے عہدوں اور انتظامی عہدوں پر کام کرنے والے اساتذہ؛ xi) غیر متعلقہ اور فرسودہ پروگراموں کے نتیجے میں خواتین کی کم شرکت؛ xii) مارکیٹ سے چلنے والے پروگراموں کی عدم دستیابی جیسے روبوٹکس، مصنوعی ذہانت، بگ ڈیٹا، میکیٹرونکس، اور ہیوی مشین آپریشنز وغیرہ۔ xiii) موجودہ TVET اداروں (سرکاری اور نجی) کی زیادہ سے زیادہ صلاحیت ہنر مند کارکنوں کی سالانہ طلب کا 50% فراہم کرنے کے لیے؛ xiv) کم سرکاری سرمایہ کاری اور زیادہ ڈونر فنڈڈ پروگرام؛ xv) سندھ میں غیر رسمی طور پر ہنر مند نوجوانوں کے لیے سرٹیفیکیشن اور شناخت کا کوئی نظام نہیں (استاد-شاگرد-سسٹم)؛ xvi) TVET سیکھنے کے ماحول کے لیے بنیادی ڈھانچے کی سہولیات، وسائل اور آلات کی کمی؛ xvii) دوسرے صوبوں (9.1% سندھ، 29.7% KP اور 50% پنجاب) کے مقابلے میں بیرون ملک ملازمتوں کی منڈیوں میں سندھ کے ہنر مند نوجوانوں کی کم شرکت کا تناسب، بیرون ملک روزگار کے فروغ دینے والوں کے ساتھ TVET اداروں کے غیر ساختہ لنک کی وجہ سے؛ xviii) سندھ میں اپرنٹس شپ ٹریننگ کی کم تعداد (پنجاب میں 45,000 اپرنٹس کے مقابلے میں 1,500 اپرنٹس کو تربیت دی گئی)؛ xix) میٹرک ٹیک کے طور پر

تعلیم کا کوئی تیسرا سلسلہ ان طلباء کے لیے ایک اختیار کے طور پر نہیں ہے جو سائنس یا ہیومینیٹیز ایجوکیشن گروپس میں دلچسپی نہیں رکھتے۔ اور xx) بجٹ اور فنڈ کی فراہمی کا پرانا اور روایتی طریقہ کار TVET کی کامیاب سرگرمیوں کے لیے موثر ثابت نہیں ہوتا۔ خلا اور چیلنجوں کی بنیاد پر، رپورٹ میں کلیدی سفارشات درج ہیں؛ i) BS-17 اور اس سے اوپر کے عملے کے تبادلے، پوسٹنگ، ترقیوں اور تقرری پر کنٹرول کے لیے STEVTA کو اختیار دینے کے لیے موجودہ قواعد و ضوابط پر نظرثانی اور ترمیم کرنا (سول اور پبلک سرونٹ اسے اپنے کام انجام دینے میں خود مختار بنانے کے لیے؛ ii) انضمام کی تجویز۔ STEVTA کے انتظامی کنٹرول کے تحت SBTE کے ساتھ TTB (پنجاب ماڈل کے مطابق)؛ iii) SBTE بورڈ کی دوبارہ تشکیل؛ iv) نجی شعبے اور صنعت (وفاقی حکومت کی طرز پر) کے ساتھ موثر تعاون کے ذریعے اپرنٹس شپ کے لیئے مشترکہ فنڈنگ گورننس ماڈل کا تعارف؛ v) تمام غیر فعال ادارے پبلک پرائیویٹ پارٹنرشپ کے تحت چلائے جائیں گے۔ vi) MD- STEVTA کی تقرری کی میعاد اور شرائط و ضوابط کی تعمیل کو یقینی بنانا؛ vii) تیسری پارٹی کے ذریعے خالی آسامیوں پر فوری بھرتی؛ viii) انتظامی عہدوں پر اساتذہ کو تعینات نہیں کیا جائے گا۔ ix) عملے اور اداروں (عوامی اور نجی) کے لیئے ایک مضبوط اور مشین پر مبنی M&E سسٹم؛ x) سندھ میں نجی تربیتی اداروں کی لازمی رجسٹریشن اور کوالٹی اشورنس کے طریقہ کار کو منظم کرنا۔ xi) TVET اداروں میں کم سے کم بنیادی ڈھانچے کی سہولیات، وسائل اور آلات کو یقینی بنانا؛ xii) قریبی علاقے (5-10 کلومیٹر) کے اندر واقع TVET اداروں کی معقولیت اور استحکام؛ xiii) تمام TVET اداروں کو عملی کام / OJT کے لیے جدید اپرنٹس شپ اسکیموں کے ذریعے قریبی علاقے کی متعلقہ صنعت سے منسلک کیا جائے گا۔ xiv) اسمارٹ لیب اور سمارٹ کلاس روم کے تصور کا تعارف، اگر کوئی صنعت قریبی علاقے میں موجود نہ ہو۔ xv) تین سالوں کے اندر اس کے تمام موجودہ تربیتی پروگراموں کو پنجاب اور KP TEVTA کی طرز پر جدید قومی CBT سسٹم میں منتقل کیا جائے گا۔ xvi) نوجوانوں کی زیادہ ملازمت کے لیئے میٹرک ٹیک کو تعلیم کے تیسرے

دھارے کے طور پر متعارف کرانا اور وفاقی اور کے پی حکومتوں کی طرف سے TVET سیکٹر کی امیج بلڈنگ؛ xvii) بین الاقوامی شہرت کی سطح پر SBTE اور TTB کے ذریعہ امتحان اور سرٹیفیکیشن کے معیار میں اضافہ؛ xviii) پروڈکشن اور ٹریننگ کی سہولیات کا قیام اور ہینڈی کرافٹ کی مقامی تجارت جیسے مٹی کے برتن، لکڑی کا کام، بنگال سازی، اجرک اور رلّی سازی وغیرہ کو متعارف کرانا۔ xix) کوالٹی اشورینس میکانزم کو یقینی بنانے کے لیئے سندھ بھر میں ہنرمند کارکنوں کی لازمی لائسنسنگ اور رجسٹریشن کا تعارف؛ xx) اتھارٹی کو مالی طور پر خود مختار بنانے کے لیئے STEVTA ایکٹ کے مطابق بجٹ اور مالیات کی فراہمی؛

10. ہم عام طور پر بےروزگاری کی شکایت کرتے ہیں لیکن رپورٹ خود اس بات کی نشاندہی کرتی ہے کہ تقریباً 200,000 ملازمتیں سالانہ اس کے تحت دستیاب ہوتی ہیں لیکن اس طرح کے تعلیمی ادارے سالانہ 94,315 پیدا کرتے ہیں جو کہ اس معیار کے مطابق بھی نہیں ہے جیسا کہ دنیا کی مانگ ہے۔ مجھے یقین ہے کہ اس تجویز پر اگر کام کیا جائے تو اس سے نہ صرف اہل اور ہنرمند افراد پیدا ہوں گے بلکہ انہیں روزی کمانے کا موقع ضرور ملے گا۔

***<u>اساتذہ کی تعلیم اور مسلسل پیشہ ورانہ ترقی</u>***

یہاں یہ شامل کرنے کی ضرورت ہے کہ چونکہ تعلیم (علم) کا پھیلاؤ ایک استاد کے بغیر ممکن نہیں ہے جسے پوری دنیا میں احترام کے ساتھ پہچانا جاتا ہے۔ ہمارا مذہب "استاد" کو "روحانی باپ" کا درجہ دے کر سب سے زیادہ عزت دیتا ہے، اس لیئے استاد کی خوبیوں پر کوئی سمجھوتہ نہیں ہو سکتا اور نہ ہونا چاہیے۔ رپورٹ میں اس زاویے کا بھی صحیح طریقے سے احاطہ کیا گیا ہے۔ رپورٹ سندھ حکومت کی کوششوں کو ظاہر کرتی ہے لیکن نتیجہ یہ ہے:-

اساتذہ کی تعلیم اور CPD کے کچھ دیگر اہم خلاء شامل تھے۔ i) اساتذہ کی تعلیم اور CPD کے وژن کی کمی، ii) پری سروس اور ان سروس ٹیچر ایجوکیشن کے درمیان رابطہ منقطع ہونا، iii) تھیوری اور پریکٹس کے درمیان رابطہ منقطع ہونا، iv) اسکولوں اور اساتذہ کے تعلیمی اداروں کے درمیان کمزور تعلق، v) تدریسی پیشہ بہت سے نئے گریجویٹس کی پہلی پسند نہیں سمجھا جاتا ہے، vi) بھرتی کے قوانین

اور پالیسی صرف اساتذہ کی تعلیم کے پروگراموں کے لیئے مخصوص نہیں ہیں۔ vii)اساتذہ کی تعلیمی اور پیشہ ورانہ صلاحیتوں کی کمی، viii) اساتذہ کی درس گاہیں طلبہ کی علمی مہارتوں کی نشوونما پر توجہ مرکوز کرتی ہیں۔ علمی مہارتوں کی نچلی ترتیب، ix) استاد نصاب کی بجائے نصابی کتابیں پڑھاتے ہیں، x) نصاب تک اساتذہ کی رسائی کی کمی اور مطالعہ کی اسکیم، xi) لائبریریوں اور لیبارٹریوں کی ناکافی فراہمی، xiii) مالی استحکام کی کمی، xiii) اساتذہ کی تعلیم اور CPD میں ٹیکنالوجی کے انضمام کا فقدان، xiv) CPD اور اساتذہ اور دیگر کے کیریئر کی ترقی کے درمیان رابطہ منقطع ہونا، xv) مختلف اداروں کے درمیان ہم آہنگی کا ناپید ہونا، xvi) ان سروس یا CPD سرگرمیوں کے بارے میں اساتذہ اور دیگر کا غیر سنجیدہ رویہ، xvii) اساتذہ کے معلمین کی تیاری کے پروگراموں کا عدم وجود اور xviii) اساتذہ اور دیگر کو ان کے کیریئر کی سیڑھی اور ترقی کے لیئے CPD پروگراموں میں شرکت کے لیئے مراعات کی کمی. صورتحال کے تجزیے سے کچھ اہم پالیسی ہدایات سامنے آئیں جن میں شامل ہیں؛ i) کلاس روم میں تدریسی سیکھنے کے عمل میں Revised Bloom‟s Taxonomy of Educational Objectives (Remember, Understand, Apply, Analyze, Evaluate and Create) کے استعمال کو یقینی بنانا؛ ii) کلاس روم میں تدریسی سیکھنے کے عمل میں Revised Bloom‟s Taxonomy of Educational Objectives (Remember, Understand, Apply, Analyze, Evaluate and Create) کے استعمال کی بنیاد پر اساتذہ کی کارکردگی کا جائزہ لینے کا نظام متعارف کرانا؛ iii) اساتذہ کی تعلیم کو تیزی سے بدلتے ہوئے تعلیمی منظر نامے اور سیاق و سباق کی ضروریات کے ساتھ ہم آہنگ کرنا، ii) بہترین گریجویٹس کو تدریسی پیشے میں شامل کرنے کے لیے راغب کرنا، iii) متوقع اساتذہ اور اساتذہ کے معلمین کو ٹیکنالوجی تک رسائی فراہم کرنا، iv) CPD کو اساتذہ سے جوڑنا' اور دوسروں کے کیریئر کی ترقی، v) تدریسی پیشہ اور تعلیمی پریکٹیشنرز کے کیریئر کی ترقی میں حصہ ڈالنا، اور vi) اساتذہ کے تعلیمی اداروں کو اپ ڈیٹ/ریسٹرکچر کرنا۔ ٹیچر ایجوکیشن اور CPD پروگراموں کو عالمگیریت،

تکنیکی ترقی، اکیسویں صدی کے لرننگ فریم ورک، پائیدار ترقی کے اہداف 2030 اور ملک میں بالعموم اور صوبہ سندھ میں بالخصوص تیزی سے بدلتے ہوئے تعلیمی منظر نامے کی روشنی میں تبدیل کرنے کی ضرورت ہے۔ اساتذہ کی تعلیم اور CPD پروگراموں کے جائزے سے ابھرنے والی مجموعی سفارشات میں شامل ہیں؛ i) معیارات کو بلند کرنے اور بین الاقوامی معیارات سے ہم آہنگ کرنے کے لیے اساتذہ کی تعلیم اور CPD پروگراموں کے وژن اور مشن کو اپ ڈیٹ کرنا، ii) ماہر اساتذہ کے معلمین کی تعیناتی کو معقول بنانا، iii) "ایلیمنٹری کالجز آف ایجوکیشن" کو کالجز آف ایجوکیشن کے طور پر اپ گریڈ کرنا، iv) "صوبائی انسٹی ٹیوٹ آف ٹیچر ایجوکیشن" کو ایک اکیڈمی آف ایجوکیشنل لیڈرشپ اینڈ ڈویلپمنٹ کے طور پر دوبارہ تشکیل دینا، v) تمام اساتذہ، ایجوکیشن مینیجرز اور دیگر کے لیے ان کے فروغ اور کیریئر کی ترقی کے لیئے CPD پروگراموں کو لازمی بنانا، vi) اسکولوں اور اساتذہ کی تعلیم کے اداروں اور جامعات کے درمیان پیشہ ورانہ تعلقات کو فروغ دینا، vii) ادارہ جاتی تعاون اور نیٹ ورکنگ بنانا، اور viii) ممکنہ اساتذہ کو بطور reflective practitioners اور pedagogical leaders تیار کرنا۔

***نجی تعلیم***

اس کے لیے کمیٹی نے پرائیویٹ ایجوکیشن کی تفصیل بتاتے ہوئے کہا:-

پرائیویٹ اسکولوں اور کالجوں میں تعلیم کے معیار کو یقینی بنانے کے لیئے پرائیویٹ انسٹی ٹیوشنز مینجمنٹ اینڈ کوالٹی اشورنس بورڈ تشکیل دیا گیا ہے۔ DRIPIS میں ایک شکایتی مرکز قائم ہے اور DRIPIS کو طلباء، والدین، سول سوسائٹی اور نجی اداروں کے اساتذہ سے بھی شکایت موصول ہوئی ہے۔ کمیٹی انتظامی اور تعلیمی معاملات کے لیئے خلاء اور چیلنجز کی نشاندہی کرتی ہے جس میں a) سندھ پرائیویٹ ایجوکیشن انسٹیٹیوشنز (ریگولیشن اینڈ کنٹرول) آرڈیننس 2001، ترمیمی ایکٹ-2003 اور رولز 2005 اور ترمیم شدہ رولز 2020 کا غیر موثر نفاذ؛ b) اداروں میں فیس کے ڈھانچے کو معقول بنانے اور برقرار رکھنے کے مسائل؛ c) اداروں کی طرف سے کم تنخواہ پر غیر پیشہ ور اساتذہ کی

تقرری اور بعض صورتوں میں مناسب تقرری کے احکامات / شرائط و ضوابط جاری کیئے بغیر تقرری؛ d) کرائے کی عمارتوں میں کام کرنے والے نجی اداروں کو پیشگی اطلاع کے بغیر بند کرنا؛ e) رجسٹرنگ اتھارٹی کو سالانہ رپورٹ/عمومی معلومات جمع نہ کرنا بشمول سالانہ آڈٹ رپورٹ، داخلہ پالیسی، 10 فیصد مفت جہاز کی تفصیل اور قانون کے مطابق P.T.A میٹنگز؛ f) نجی ادارے کی طرف سے اسکالرشپ کی تقسیم یا طلباء کو مفت جہاز کی اجازت دینے میں مسائل؛ g) صوبائی اور علاقائی ڈائریکٹوریٹ میں افسر کے لیئے کوالٹی اشورنس کی نگرانی اور برقرار رکھنے کے عمل کا دستیاب نہ ہونا؛ h) معائنہ کمیٹی کے اراکین کو معاوضے کی ادائیگی کے مسائل؛ i) مہم کے دوران پولیو ٹیموں، خسرہ ٹیموں، ڈی ورمنگ ٹیموں اور ٹائیفائیڈ کی مدد؛ اور j) پرائیویٹ اداروں میں پولنگ اسٹیشنوں کی تصدیق اور حتمی شکل دینے کے لیئے الیکشن کمیشن کی مدد۔ ذیلی کمیٹی اداروں میں دستیاب سہولیات کے مطابق نجی اداروں کی درجہ بندی کی اہم پالیسی سفارشات تجویز کرتی ہے۔ کوالٹی اشورنس سیٹ اپ اور مینوئل کی ترقی؛ پرائیویٹ اداروں کی طرف سے مستحق طلباء کو مفت شپ/اسکالرشپ دینے کے قواعد و ضوابط اور طریقہ کار میں ترامیم اور منظور شدہ فیس ڈھانچہ کی شرح پر نجی اداروں کو حکومت کی طرف سے 10 فیصد فری شپ فراہم کی جائے گی۔ نجی اسکولوں اور کالجوں دونوں کے لیئے DIRPIS؛ اور 4000 غیر فعال سرکاری اسکولوں کے لیئے پی پی پی ماڈل۔

11. فری شپ/اسکالرشپ اور 10 فیصد فری شپ کے لیئے قواعد و ضوابط اور طریقہ کار میں ترامیم سے غریب طلباء کو نجی شعبے میں تعلیم حاصل کرنے میں یقیناً مدد ملے گی جو کہ بصورت دیگر نجی تعلیمی شعبے کی ذمہ داری تھی / ہے، اس لیئے اس طرح کی ضروریات پر کام کرنے میں جلدی کرنی چاہیئے۔

***غیر رسمی/ تعلیم بالغان***

ہم، عام طور پر، غیر رسمی / تعلیم بالغان کے بارے میں نہیں سنتے ہیں لیکن رپورٹ سے پتہ چلتا ہے کہ:

معاشرے کے محروم طبقوں تک تعلیم کی فراہمی تک رسائی کے منظر نامے کو وسعت دینے کے لیئے غیر رسمی تعلیمی نظام کی اشد ضرورت محسوس ہوتی

ہے جو مرکزی دھارے کے تعلیمی شعبے کی تکمیل کر سکے، اس مقصد کے لیئے سندھ کے پاس ضروری قانون سازی ہے (سندھ نان فارمل ایجوکیشن پالیسی 2017) اور ادارہ جاتی ڈھانچہ اور فریم ورک (ڈائریکٹوریٹ آف لٹریسی اینڈ نان فارمل ایجوکیشن) صوبے میں اسکول سے باہر بچوں کو غیر رسمی طریقہ کار اور سیکھنے کے متبادل راستے کے ذریعے تعلیم کی فراہمی کے لیئے ہے۔ سندھ میں نسبتاً بڑی تعداد میں تعلیمی مراکز ہیں، 3896، جو NFE پرائمری سطح کے لیئے 157,469 سیکھنے والوں کو تعلیم تک رسائی فراہم کرتے ہیں۔ سندھ نے 2024 تک صوبے کے 617,661 بچوں اور نوجوانوں تک تعلیم تک رسائی کی سالانہ صلاحیت کو بڑھانے کے لیئے NFE اور ALP سیکھنے کے مراکز کی تعداد کو 20,588 تک بڑھانے کا بھی منصوبہ بنایا ہے۔ تعلیم اور خواندگی کے پروگرام: a) NFBE/ ALP (پرائمری)؛ b) NFBE/ ALP (ابتدائی)؛ c) بالغ خواندگی؛ اور d) زراعت، لائیو سٹاک اور چنائی کے لیئے مربوط خواندگی اور مہارت کے پروگرام۔ آگاہ کیا جاتا ہے کہ مذکورہ نصاب بلومز ٹیکسانومی کو رہنما اصول کے طور پر استعمال کرتے ہوئے تیار کیا جا رہا ہے۔ تین سالہ تیز رفتار نصاب (پرائمری) یعنی (1) پیکیج A (کچی اور ایک کلاس)؛ (2) پیکیج بی (دو اور تین کلاس)؛ اور (3) پیکیج C (چار اور پانچ کلاس) کثیر عمر کے بچوں کی سیکھنے کی ضروریات کو پورا کرنے کے لیئے پانچ سالہ طویل پرائمری تعلیم کی ایک جامع شکل ہے۔ ان میں سے زیادہ تر بچے یا تو اسکول سے باہر ہو چکے ہیں یا مختلف مراحل پر چھوڑ چکے ہیں۔ نصاب سیکھنے والوں کو اپنی علمی ترقی کی رفتار پر چلنے اور تین سالوں میں اپنی پرائمری اسکول کی تعلیم مکمل کرنے کی اجازت دیتا ہے۔ رپورٹ میں غیر رسمی تعلیمی نظام کے تحت مطلوبہ نتائج حاصل نہ کرنے کے لیئے کلیدی چیلنجز اور خلاء کا پتہ لگایا گیا ہے۔ ان میں شامل ہیں؛ i) NFE ادارہ جاتی حکمرانی کے ڈھانچے کی محدود فعال صلاحیت جس میں تکنیکی اور پیشہ ورانہ اہلیت کا فقدان ہے، ii) ڈیٹا مینجمنٹ، رپورٹنگ اور ڈیٹا کے تجزیہ، ڈیٹا بیس سسٹم کی دیکھ بھال اور آپریشنز میں ادارہ جاتی صلاحیت کے چیلنجز؛ iii) NFE کے زیادہ تر پروگرام اور مداخلتیں عطیہ دہندگان/ترقیاتی شراکت داروں کی

طرف سے قلیل مدتی اہداف اور غیر پائیدار مداخلتوں کے ساتھ مالی اعانت سے چلنے والے منصوبے ہیں، iv) عملے کی صلاحیت کی ترقی کے پروگرام، منصوبوں اور وسائل کو باقاعدہ اور منظم سرگرمی نہیں سمجھا جاتا ہے جس کا حساب کتاب کیا جاتا ہے۔ موجودہ بجٹ کی مختصات، v) حکومتی بجٹ اور مالیاتی مختص اور مدد NFE پروگراموں اور مداخلتوں کو لاگو کرنے کے لیئے کافی ہے (باقاعدہ NFE کے قیام کے لیئے بجٹ کی حمایت تاریخی طور پر کل تعلیمی بجٹ کا تقریباً 2-3% رہی ہے)، vi) کمیونٹی کی طلب کے بارے میں بے خبری NFE اسکیموں کے ذریعے زندگی کی مہارتوں کی تعلیم کے ساتھ چلنے والے سیکھنے کے پروگرام، vii) متعلقہ اسٹیک ہولڈرز بشمول کمیونٹی اور NFE ہدف آبادی کے ساتھ مضبوط ہم آہنگی پیدا کرنے کا فقدان، viii) NFE سرگرمیوں میں متعلقہ ڈائریکٹوریٹ اور اس سے منسلک اداروں کی شمولیت کا فقدان، ix) معمولی نجی شعبے NFE پروگراموں اور مداخلتوں میں شرکت اور تعاون، اور x) NFE سرگرمیوں میں سوشل میڈیا اور ICT کے استعمال سمیت کوئی اختراعی نقطہ نظر نہیں۔ حکومت موجودہ نظام میں موجود خامیوں اور کمزوریوں سے آگاہ ہوتے ہوئے بنیادی تعلیم کو ترجیحی بنیادوں پر فروغ دینے کے لیئے حکمت عملی وضع کر رہی ہے۔ اس مقصد کے لیئے، رپورٹ میں قلیل مدتی، درمیانی مدت اور طویل مدتی منصوبہ بندی کے لیئے استعمال کی جانے والی کچھ پالیسی سفارشات کا خاکہ پیش کیا گیا ہے۔ i) NFE پالیسی 2017 میں تصور کردہ ادارہ جاتی کردار کے مطابق NFE ادارہ جاتی حکمرانی کے ڈھانچے کا جائزہ، ii) نہ صرف انتظامی نوعیت کے کام کے لیئے ادارہ جاتی صلاحیت کو بڑھانا، بلکہ تعلیمی اور سیکھنے سے متعلق افعال اور سرگرمیوں کے لیئے تکنیکی اور پیشہ ورانہ اہلیت کی صلاحیت کو بھی بڑھانا۔ صفات، iii) ڈیٹا مینجمنٹ، رپورٹنگ اور ڈیٹا تجزیہ، NF-EMIS کے تحت ڈیٹا بیس سسٹم کی دیکھ بھال اور آپریشنز میں ادارہ جاتی صلاحیت کو بڑھانا، iv) عملے، پروگراموں کی پیشرفت کی نگرانی کے لیئے مضبوط اور مکمل طور پر کام کرنے والے نگرانی، تشخیص اور تحقیقی نظام کا تعارف۔ شراکت دار، رجسٹرڈ NFE فراہم کنندگان، پروجیکٹ وغیرہ، v) اسکول سے باہر بچوں اور

ناخواندہ نوجوانوں اور بالغوں کے لیئے جدید اور ضرورت پر مبنی تعلیم اور خواندگی کے پروگرام، vi) نوجوانوں کو فائدہ پہنچانے اور تیاری کے لیئے تمام NFE پروگراموں میں تکنیکی اور پیشہ ورانہ مہارتوں کا انضمام۔ انہیں مسلسل تعلیم اور ہنر حاصل کرنے کے لیئے، NFE vii) سیکھنے کے مراکز کے قیام کے لیئے OOSC کی زیادہ تعداد والے جغرافیائی علاقوں کو ترجیح، viii) تمام NFE اور ALP سیکھنے کی سرگرمیوں بشمول نصاب کی ترقی، درسی کتاب کے مواد کی ترقی، کلاس روم میں بلوم ٹیکسانومی کے مراحل کا نفاذ۔ ڈیلیوری، تشخیص، اساتذہ/سہولت کاروں کی CPD، خدمات کی فراہمی وغیرہ کی نگرانی، NFE ix) اساتذہ کے لیے مضبوط اور جامع تربیت/CPD، ALP / NFE x) کی تشخیص اور سرٹیفیکیشن کے لیئے تیسری پارٹی کے ذریعے غیر رسمی تعلیمی تشخیصی نظام (NFEAS) کا تعارف، 2030 xi) تک کل تعلیمی بجٹ کا کم از کم 10 فیصد بتدریج بڑھانے کے ساتھ مناسب مالی وسائل کو یقینی بنانا، xii) اگلے تین سالوں کے اندر NFE اور ALP کے لیئے بار بار بجٹ مختص کرنا، NFE xiii) پالیسی کے چار حصوں میں دولت کی مقدار (غریب سے امیر ترین)، محل وقوع (دیہی سے شہری- جس میں سب سے زیادہ OOSC ہے) اور جنس (لڑکیوں سے لڑکوں) کو NFE پالیسی کے چار حصوں میں ترجیح، xiv) تمام NFE اور ALP پروگراموں کے لیئے ایکریڈیٹیشن، سرٹیفیکیشن اور مساوی نظام رسمی تعلیم، پیشہ ورانہ، تکنیکی اور پیشہ ورانہ تجارتوں میں داخلے کے لیئے اور عمومی طور پر ملازمتوں کی فراہمی کے لیئے، مہارت پر مبنی اور زندگی سیکھنے کے شعبوں، کاروبار اور صنعت، xv) نجی شعبے کی شراکت میں اضافہ اور NFE پروگراموں میں تعاون اور مداخلتوں کو بڑھایا جائے گا، xvi ) NFE پروگراموں اور منصوبوں کے لیئے پبلک پرائیویٹ پارٹنرشپ (PPP) اور xvii) جدید طریقہ کار بشمول سوشل میڈیا اور آئی سی ٹی کے استعمال کو بیداری، واقفیت اور خدمات کی فراہمی کے وسیع مقاصد کے ساتھ ممکنہ NFE سیکھنے والوں تک رسائی کو بڑھانے کے لیئے استعمال کیا جائے گا۔

81- اس سلسلے میں، یہ عدالت پہلے ہی، 2012 کے C.P.No.D-1117 کی سماعت کرتے ہوئے، اس ہائی کورٹ کے

سکھر بنچ کے مورخہ 2023-03-16 کے حکم کے ذریعے، کمیٹی کی تشکیل کے حوالے سے ہدایات دے چکی ہے۔ غیر رسمی تعلیم کے حوالے سے پالیسی کی تشکیل؛ آرڈر بتاریخ 2023-03-16 حوالے کے طور پر یہاں دوبارہ پیش کیا جاتا ہے؛

"فاضل AAG نے غیر رسمی اسکولوں کے حوالے سے کچھ دستاویزات کے ساتھ اسٹیٹمنٹ فائل کیا ہے، اس رپورٹ میں 50 خالی آسامیاں اور 63.33 ملین کا بجٹ بھی شامل ہے۔ یہ ذکر کرنے کی ضرورت نہیں کہ آبادی کی اکثریت غربت کی لکیر کے نیچے زندگی گزار رہی ہے اور ساتھ ہی سیلاب کے مسائل اور ان کے ایک جگہ سے دوسری جگہ شفٹ ہونے کی وجہ سے ان کے بچوں کی تعلیم کا نقصان ہوتا ہے، اس لیئے غیر رسمی اسکیم انہیں بچا سکتی ہے۔ اس کے مطابق سیکرٹری اسکولز اینڈ لٹریسی ڈیپارٹمنٹ قابل افسران پر مشتمل ایک کمیٹی تشکیل دے گا اور غیر رسمی اسکولوں کی فعالیت کو اس کی روح کے مطابق یقینی بنائے گا۔ غیر رسمی اسکولوں کے حوالے سے جامع پالیسی محکمہ تعلیم اور مذکورہ کمیٹی تشکیل دے گی جس میں ڈاکٹر محمد میمن، اقبال درانی اور مزید دو ارکان شامل ہوں گے۔ مذکورہ کمیٹی کو محکمہ تعلیم کی جانب سے فراہم کیا جائے گا، اس مسئلے کو حل کرنے اور سفارشات پیش کرنے کے لیئے ہر ممکن تعاون فراہم کیا جائے گا۔

موجودہ پٹیشن کے حوالے سے، فاضل اے اے جی نے وقت مانگا ہے۔ دفتری تاریخ تک ملتوی کیا جاتا ہے۔"

***<u>پبلک پرائیویٹ پارٹنرشپ (پی پی پی)</u>***

پی پی پی تعلیمی نظام میں اپنا بھرپور کردار ادا کر رہی ہے۔ اس پر بھی بحث کی گئی ہے اور کہا گیا ہے:-

---پی پی پی کے تصور کو سندھ ایجوکیشن فاؤنڈیشن (SEF) کی شکل میں ایک نیم خودمختار ایجنسی میں اصلیت ملی--- اس وقت بھی، فاؤنڈیشن مکمل طور پر کام کر رہی ہے اور SEF کی مدد سے 1845 اسکولوں میں پبلک پرائیویٹ پارٹنرشپ کے مختلف اقدامات کے ذریعے تقریباً نصف ملین بچوں

(450,000 طلباء) کو تعلیم فراہم کر رہی ہے۔ سندھ ایجوکیشن فاؤنڈیشن Adopt-A-School-Program (AASP) کے ذریعے سرکاری اسکولوں کی بحالی میں پرائیویٹ سیکٹر اور کمیونٹیز کو مؤثر طریقے سے شامل کرنے میں پیش پیش رہی ہے۔ یہ پروگرام نجی شعبے اور سول سوسائٹی کو سرکاری یا سرکاری اسکولوں کو اپنانے اور بچوں کے لیئے تعلیمی بہتری لانے میں سہولت فراہم کرتا ہے۔ پروگرام نے معیاری اور مقداری لحاظ سے نمایاں پیش رفت کی ہے۔ 1998 میں شروع ہونے کے بعد سے AASP صوبے کے 18 اضلاع میں 102 اسکول گود لینے والوں کی مدد سے 582 سرکاری اسکولوں کی مدد کر رہا ہے جس سے 131,000 سے زائد بچے اور تقریباً 4981 اساتذہ مستفید ہو رہے ہیں جو سرکاری شعبہ کی تعلیم کی بحالی میں سول سوسائٹی اور نجی شعبے کی بڑھتی ہوئی دلچسپی اور جھکاؤ کی عکاسی کرتے ہیں۔ تعلیم کے شعبے میں پی پی پی کا مزید بہتر تصور ایجوکیشن مینجمنٹ آرگنائزیشن (ای ایم او) میں اصلاحات کا خاکہ پیش کرتا ہے جیسا کہ 2010 میں سندھ پبلک پرائیویٹ پارٹنرشپ (پی پی پی) ایکٹ منظور ہونے کے بعد 2014 میں متعارف کرایا گیا تھا۔ EMO اقدام کا مقصد سرکاری اسکولوں کے کام کاج کا نظم و نسق اور بہتر بنانے کے لیئے نجی شعبے کی معتبر تعلیمی انتظامی تنظیموں کے ساتھ حکومتی شراکت داری قائم کرنا ہے۔ پرائیویٹ پارٹنر کو منظور شدہ مالیاتی تجویز کے طور پر کیئے جانے والے اخراجات کی واپسی کی رقم ملتی ہے اور اس کی تصدیق تیسرے فریق یعنی کنٹریکٹ شدہ اسکولوں میں سیکھنے کی سرگرمیاں انجام دینے کے لیئے آزاد آڈیٹر سے ہوتی ہے جبکہ کلیدی کارکردگی کے اشاریوں (KPIs) میں حاصل کیئے گئے اسکور کی بنیاد پر اس کی انتظامی فیس وصول کرتا ہے، جیسا کہ ہر سہ ماہی کارکردگی کی رپورٹ میں ایک فریق ثالث یعنی آزاد ماہر کے ذریعے جانچا جاتا ہے۔ EMO ماڈل کے تحت 6 اضلاع یعنی سکھر،

خیرپور، لاڑکانہ، قمبر شہداد کوٹ، دادو اور کراچی کے 139 اسکولوں کے لیئے اب تک خریداری کے پانچ (5) راؤنڈ مکمل کیئے جا چکے ہیں۔ ان 139 اسکولوں کی آؤٹ سورسنگ مینجمنٹ اور آپریشنز کے مسابقتی عمل کے بعد سات (7) قابل بھروسہ ایجوکیشن مینجمنٹ آرگنائزیشنز (EMOs) کا انتخاب کیا گیا ہے، جن میں سے 68 اسکول سندھ بیسک ایجوکیشن پروگرام (SBEP) اسکیم کے تحت دوبارہ تعمیر کیئے گئے ہیں اور 71 اسکول اس کے قریب ہیں۔ ان SBEP اسکولوں سے مستفید ہونے والوں کی تعداد 70,000 بچوں تک پہنچ گئی ہے۔ مذکورہ ماڈل اور طریقہ کار پر کراچی میں ایک ٹیچر ٹریننگ انسٹی ٹیوٹ کے لیئے پی پی پی بھی بنائی گئی ہے۔ انسٹی ٹیوٹ، اپنی پوری طاقت کے ساتھ، ہر سال 60 حاضر سروس اساتذہ کو CPD فراہم کرنے کے ساتھ 120 ممکنہ اساتذہ کے گریجویٹ تیار کرے گا۔ ۔۔دیگر خالی جگہوں کی نشاندہی کی گئی ہے i) صرف اسکولوں کے لیئے پی پی پی کی پہل جبکہ دیگر محکموں اور سرکاری اداروں/ تعلیمی شعبے سے منسلک محکموں بشمول کالج ایجوکیشن، ہائر ایجوکیشن، ٹیکنیکل ایجوکیشن، غیر رسمی تعلیم، ابتدائی بچپن کی تعلیم اور خصوصی تعلیم کے لیئے کوئی پی پی پی نہیں۔ ; ii) اسکول ایجوکیشن اینڈ لٹریسی ڈیپارٹمنٹ کے پی پی پی نوڈ کو مضبوط کرنا کئی سالوں سے ایک چیلنج رہا ہے۔ (iii EMOs اور مقامی انتظامیہ کے درمیان ہم آہنگی اور/یا اعتماد کی کمی EMO اصلاحات کی تاثیر کو کم کرتی ہے۔ iv) پی پی پی کی مداخلت کے اثرات کے تجزیے پر تحقیق کا کوئی کلچر اور منصوبہ نہیں ہے۔ v) زیادہ صحت مند مسابقت اور تیز رفتار مشغولیت کے لیئے نجی شعبے کے لیئے کم کشش؛ vi) پی پی پی کے پروگراموں اور منصوبوں کے لیئے مخصوص سرکاری مشینری کی مدد اور سہولت کا فقدان (SEF معاون اور EMO کے زیر انتظام) شراکت داروں کی کوششوں کی تاثیر اور کامیابی کے لیئے چیلنجوں میں اضافہ کرتا ہے اور vii) فی

بچہ سبسڈی پر مبنی ماڈل کو بڑھانے کی صلاحیت کے ثبوت کے باوجود، اسے سندھ میں ابھرتی ہوئی مارکیٹ کی طلب کے ساتھ تیزی سے نہیں بڑھایا جا سکا (پنجاب ایجوکیشن فاؤنڈیشن (PEF)، جو SEF کے سال ہی میں قائم کیا گیا تھا، اپنے استفادہ کنندگان کا پیمانہ 3 ملین بچوں تک بڑھاتا چکا ہے؛ حالات کے تجزیے، خلا اور چیلنجوں کی روشنی میں، رسائی، معیار، گورننس، فنانسنگ، بین الاقوامی وعدوں، قانون سازی، پالیسیوں، تحقیق، ایکویٹی اور نظام سمیت مختلف شعبوں سے متعلق اہم سفارشات درج ذیل ہیں؛ i) قانونی نظام، انتظامی اور منظوری کے عمل، حکومتی ادارے کے پاس اختیارات، حکومتی معاونت کی قسم اور دیگر متعلقہ معاملات کی وضاحت کے لیئے تعلیمی شعبے کے لیئے ایک جامع PPP پالیسی کا تیار کرنا؛ ii) صوبے کی ضروریات کو زیادہ انداز سے پورا کرنے کے لیئے، حکومت کے ساتھ مالی ذمہ داری کو برقرار رکھتے ہوئے طلباء کے سیکھنے کے نتائج (SLOs) کی بہتری کے لیئے جوابدہی کے ساتھ اسکول کے انتظام کو آؤٹ سورس کرکے نجی شعبے کے ساتھ مزید شراکت داریاں کی جائیں گی؛ iii) فی چائلڈ سبسڈی ماڈل کے تحت بڑے اسکولوں کے لیئے مشاورت؛ iv) اسکول پروگرام کو اپنانے کے اقدام کے تحت مخیر حضرات کی شراکت میں توسیع؛ v) عوامی وسائل کا زیادہ سے زیادہ استعمال کرنے کے لیئے صوبے بھر میں 'ٹیچرز ٹریننگ انسٹی ٹیوٹ' (ٹی ٹی آئی) کے لیئے پی پی پی کا انتظامی حل؛ vi) جانچ کے نظام (بشمول اساتذہ اور طلباء کی تشخیص) PPPs کے ذریعے آؤٹ سورس کیے جائیں گے؛ تعلیم کے دیگر ذیلی شعبوں بشمول اعلیٰ تعلیم، کالج کی تعلیم، غیر رسمی تعلیم، تکنیکی اور پیشہ ورانہ تعلیم، ابتدائی بچپن کی تعلیم اور خصوصی تعلیم کے لیئے PPPs کے استعمال کے اختیارات؛ vii) محکمے کی سطح پر ایک ڈیجیٹائزڈ "ون ونڈو" جو دوسرے محکموں/متعلقہ اداروں سے منسلک ہو تاکہ بروقت ایشو مینجمنٹ کے لیئے تمام معاملات

میں شراکت داروں کی مدد کی جا سکے اور ریگولیٹر کے طور پر حکومتی کردار کو مضبوط بنانا اور اس کے "گورننس" کے فنکشن کو بہتر بنانا جبکہ نفاذ کے لیئے پبلک پرائیویٹ پارٹنرشپ فریم ورک پر زیادہ توجہ مرکوز کرنا۔

***<u>لائبریریاں</u>***

لائبریری کو آخر میں رکھا گیا ہے جو کہ بلاشبہ تعلیمی نظام کا اہم حصہ ہے کیونکہ کتابوں کے بغیر تعلیم کا کوئی تصور نہیں ہو سکتا جو کہ بجا طور پر علم و ثقافت کے دروازے کے طور پر دکھایا گیا ہے۔ لائبریری کے کردار اور اہمیت کو بیان کرنے کے لیئے صحیح الفاظ کا انتخاب کیا گیا ہے:-

…وہ جو وسائل اور خدمات پیش کرتی ہیں وہ سیکھنے کے مواقع پیدا کرتے ہیں، خواندگی اور تعلیم کی مدد کرتی ہیں، اور نئے خیالات اور نقطہ نظر کو تشکیل دینے میں مدد کرتی ہیں جو تخلیقی اور اختراعی معاشرے میں مرکزی حیثیت رکھتے ہیں۔ لائبریریوں کی ذیلی کمیٹی نے انفراسٹرکچر، بجٹ اور انسانی وسائل کے حوالے سے اسکولوں، کالجوں، یونیورسٹیوں اور عوام میں لائبریریوں کا ڈیٹا/اعداد و شمار جمع کیا۔ لائبریریوں کی چار اقسام ثقافت اور عوامی کتب خانوں کے طور پر شناخت کی گئیں؛ مقامی ادارے (حکومت)؛ تعلیمی لائبریریاں اور بچوں کی لائبریریاں۔ سندھ بھر کی لائبریریوں میں موجودہ انتظامی و قانون سازی کے ڈھانچے پر تبادلہ خیال اور جائزہ لیا گیا۔ اس میں بچوں میں کتابوں اور پڑھنے کی سرگرمیوں سے محبت پیدا کرنے اور لائبریریوں میں ہونے والی تعلیمی سرگرمیوں، بچوں کے کھیل، بچوں کے چھوٹے تھیٹر اور دیگر تعلیمی سرگرمیوں کے بارے میں بات چیت کی گئی۔ ذیلی کمیٹی نے کلیدی سفارشات تجویز کی ہیں جیسے کہ a) پبلک لائبریریوں کی ترقی اور نمو کے لیئے صوبہ سندھ میں لائبریری نظام کو قانونی بنیاد فراہم کرنے کے لیئے لائبریری قانون سازی اور مشاورتی، انتظامی رہنما خطوط فراہم کرنے کے لیئے سندھ لائبریری بورڈ یا

اتھارٹی کا قیام اور لائبریری کے محکموں کی رپورٹنگ پر تقرریوں کی منظوری؛ b) صوبے میں پبلک لائبریری سسٹم کے قیام اور ترقی کے لیئے GoS کا سالانہ مالیاتی حصہ فی کس PKR50؛ ج) اگلے دو سالوں میں قائم ہونے والے تین درجوں پر مشتمل لائبریری سسٹم کا تعارف؛ d) ہر درجے پر صلاحیت کے ساتھ ماڈل لائبریری کی جگہیں تجویز کرنا۔

12. اوپر دیئے گئے حوالے کا مقصد یہ ظاہر کرنا ہے کہ یہ کمیٹی اور اس کی ذیلی کمیٹی (وں) کا سنجیدہ کام تھا / ہے جس نے ظاہری طور پر ہمارے تعلیمی نظام میں کمی کی نشاندہی کرکے اسے دنیا کے معیار کے مطابق لانے میں میں ہماری مدد کی ہے تاکہ ہم امید کر سکیں کہ ہمارا عوامی تعلیمی نظام تیسرے درجے میں نہیں رہے گا اور ہمارے بچے (جیسا کہ ان میں سے زیادہ تر کا دارومدار پبلک سیکٹر پر ہے) بہترین یا کم از کم بہتر اساتذہ کے تحت اچھے معیار کی تعلیم سے مستفید ہوں گے۔

13. اس موقعے پر تعلیم کی بہتری کے لیئے تجاویز کے متعلقہ حصے کو دوبارہ پیش کرنا اور سندھ میں پبلک سیکٹر کی تعلیم کو دوسرے صوبوں کے ساتھ مقابلہ کرنے کے لیئے اعلیٰ سطح پر لانا متعلقہ ہوگا اور اس طرح والدین کو اپنے بچوں کے لیئے بہترین تعلیم کا خواب دیکھنے کے قابل بنایا جائے گا۔ جیسا کہ، عام طور پر، صرف نجی شعبے کی طرف سے دعوی کیا جاتا ہے۔

14. یہ عدالت تعلیمی کمیٹی کے چیئرمین ڈاکٹر اقبال حسین درانی اور دیگر ممبران خصوصاً ڈاکٹر محمد میمن، چیئرمین، B.I.S.E. Hyderabad اور جناب اسد ابڑو، ہیڈ آف ریفارم سپورٹ یونٹ (محکمہ تعلیم) کو سراہتی ہے، جنہوں نے اپنی پوری مہارت اور قیمتی وقت کے ساتھ بغیر کسی معاوضے کے اس صوبے کی خدمت کے لیئے لگن کے ساتھ کام کیا۔ یہ وہ کام ہے جس کو قوم کی ریڑھ کی ہڈی کے طور پر کیا جانا تھا، اس لیئے، میں یہ تسلیم کرتا ہوں کہ ایسی مخلصانہ کاوشوں کو الفاظ کے ذریعے سراہا نہیں کی جا سکتا لیکن اگر متعلقہ حلقے (کام) کی ذمہ داری لیتے ہیں تو امید ہے کہ یہ مطلوبہ نتائج لائے گا۔ رپورٹ کے مطابق کمیٹی کا خیال ہے کہ

پبلک سیکٹر ایجوکیشن کی نگرانی کے لیئے سندھ ایجوکیشن پالیسی اوور سائیٹ کونسل قائم کی جائے گی تاکہ تعلیمی کمیٹی کی طرف سے نشاندہی کی گئی خامیوں کو دور کیا جا سکے۔ ایسی سفارشات یہ ہیں:-

**"مجموعی طور پر نفاذ کی حکمت عملی**

سندھ ایجوکیشن پالیسی اوور سائیٹ کونسل کے قیام کی تجویز:

*تعارف*

تعلیمی شعبے کی پالیسی کی ترقی کا چکر مختلف مراحل پر مشتمل ہوتا ہے۔ تجزیہ، منصوبہ بندی، عمل درآمد اور تشخیص۔ پہلے مرحلے کی تکمیل کے بعد معزز ہائی کورٹ آف سندھ کی جانب سے تشکیل دی گئی کمیٹی نے سندھ میں تعلیمی شعبے کی بہتری کے لیئے اہم پالیسی سفارشات پیش کی ہیں۔ ان سفارشات کی بنیاد پر، ہر اسٹیک ہولڈردوسرے اور تیسرے مرحلوں (یعنی منصوبہ بندی اور عمل درآمد) پر کام کرے گا، لیکن ماضی کے تجربات سے پتہ چلتا ہے کہ سندھ کو پالیسی سائیکل کے چوتھے مرحلے (یعنی نگرانی اور تشخیص) سے متعلق چیلنجز کا سامنا کرنا پڑا ہے اور یہ پالیسی اقدامات کے مطلوبہ نتائج حاصل نہ کرسکنے کا سب سے عام عنصر بن گیا ہے۔

پالیسی مداخلتوں اور نفاذ کے فریم ورک کے فرق کے تجزیے کو مدنظر رکھتے ہوئے، اس بات کی سختی سے سفارش کی جاتی ہے کہ سندھ کے تعلیمی شعبے میں رسائی، معیار اور گورننس کو بہتر بنانے کے لیئے مجوزہ پالیسی سفارشات پر پیش رفت کو جمع کرنے اور ان کا تجزیہ کرنے کے لیئے ایک نگرانی کا ڈھانچہ قائم کیا جائے۔ اس مقصد کے لیئے، ایک اعلیٰ اختیاراتی "سندھ ایجوکیشن پالیسی اوور سائیٹ کونسل" کی تجویز دی گئی ہے جس کے پاس باقاعدہ نگرانی اور مجوزہ کلیدی پالیسی سفارشات پر موثر عمل درآمد کے لیئے معاونت کا درست اور مخصوص مینڈیٹ ہے۔ تاہم، متعلقہ محکمے اپنے مینڈیٹ کے مطابق پالیسی کی سفارشات کی منصوبہ بندی اور عمل درآمد کے مکمل طور پر ذمہ دار ہوں گے۔

تعلیم کے شعبے میں اہم سفارشات کے نفاذ کی نگرانی کے لیئے سندھ ایجوکیشن پالیسی اوور سائیٹ کونسل کا سیکریٹریٹ اسکول ایجوکیشن اینڈ لٹریسی

ڈپارٹمنٹ، حکومت سندھ کے ریفارم سپورٹ یونٹ میں واقع ہوگا۔

**<u>سندھ ایجوکیشن پالیسی اوور سائیٹ کونسل کی تشکیل</u>:**

اعلیٰ اختیاراتی ’’سندھ ایجوکیشن پالیسی اوور سائیٹ کونسل‘‘ کا مجوزہ ڈھانچہ درج ذیل ہے:

| | |
|---|---|
| چیف سیکرٹری سندھ | چیئرپرسن |
| سیکرٹری، سکول ایجوکیشن اینڈ لٹریسی ڈیپارٹمنٹ، حکومت سندھ | ممبر/ سیکرٹری |
| سیکریٹری، یونیورسٹیز اینڈ (U&B) بورڈز ڈیپارٹمنٹ، حکومت سندھ | رکن |
| سیکریٹری، سندھ ہائر (SHEC) ایجوکیشن کمیشن | رکن |
| سیکرٹری، کالج ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ، حکومت سندھ | رکن |
| سیکریٹری، محکمہ ثقافت، حکومت سندھ | رکن |
| سیکرٹری، لوکل گورنمنٹ ڈیپارٹمنٹ، حکومت سندھ | رکن |
| منیجنگ ڈائریکٹر، سندھ ایجوکیشن فاؤنڈیشن | رکن |
| منیجنگ ڈائریکٹر، STEVTA | رکن |
| دو ماہر تعلیم (جنرل اور (ٹیکنیکل ایجوکیشن | ارکان |

سیکرٹری اسکول ایجوکیشن اینڈ لٹریسی ڈیپارٹمنٹ حکومت سندھ کو کونسل کی طرف سے دیئے گئے مینڈیٹ کے ساتھ رابطے، رابطہ کاری اور خط و کتابت کے لیئے "فوکل پرسن" کے طور پر مطلع کیا جائے گا۔ مجوزہ سیکرٹریٹ ریفارم سپورٹ یونٹ، اسکول ایجوکیشن اینڈ لٹریسی ڈیپارٹمنٹ میں ہوگا اور اس میں ڈیٹابیس ایڈمنسٹریشن، پیشرفت کا تجزیہ، ماہرین کے مشورے اور ابھرتے ہوئے چیلنجوں کا مقابلہ کرنے کے لیئے انتظامی اور تکنیکی معاونت کے لیئے اسکول ایجوکیشن اینڈ لٹریسی ڈیپارٹمنٹ سے الگ الگ نامزد عملہ ہوگا۔

***<u>حوالہ جات کی شرائط (TORs)</u>***

کونسل کی اہم ذمہ داریاں ذیل میں دی گئی ہیں۔

- پالیسی کی سفارشات / اقدامات کے نفاذ کی پیشرفت سے باخبر رہنے کے لیئے نگرانی اور تجزیاتی فریم ورک کی تشکیل کرنا۔
- کونسل کے سہ ماہی اجلاس منعقد کرنا۔
- پالیسی کی سفارشات کے تحت سرگرمیوں کی باقاعدگی سے نگرانی اور جائزہ لینا اور متعلقہ محکموں کی طرف سے پیش کی گئی پیش رفت کی رپورٹ کی بنیاد پر سہ ماہی رپورٹس جمع کرنا۔
- پالیسی کی سفارشات کے مؤثر نفاذ کے لیئے اصلاحی اقدامات تجویز کرنا (جہاں بھی ضروری ہو)۔
- تمام متعلقہ حلقوں تک رسائی کے ساتھ پیشرفت کی نگرانی کے لیئے ایک ڈیش بورڈ تیار کرنا۔
- مجوزہ اقدامات کے بارے میں سندھ ایجوکیشن پالیسی اوور سائیٹ کونسل کی جانب سے سیکریٹری اسکول ایجوکیشن اینڈ لٹریسی ڈپارٹمنٹ، حکومت سندھ کے ذریعے بات چیت اور رابطہ قائم کرنا۔

## نتیجہ

پالیسی میں اصلاحات کے مختلف اقدامات کے ایک وسیع جائزے اور کلیدی اسٹیک ہولڈرز کے ساتھ ایک طویل مشاورتی عمل سے کئی ایسے عوامل کی نشاندہی ہوتی ہے جو بہت بڑے چیلنجوں اور دائمی مسائل کے ذمہ دار ہیں جنہوں نے تعلیم تک رسائی، معیار اور اچھی حکمرانی کو بری طرح متاثر کیا ہے۔ مشاورتی مکالموں کے دوران، پالیسی کی سفارشات پر عمل درآمد کے لیئے موثر نگرانی کے طریقہ کار کی عدم موجودگی کو پالیسی کارروائی کی ناکامی کا ایک اہم عنصر قرار دیا گیا ہے۔ ماضی کے تجربات کو مدنظر رکھتے ہوئے سندھ میں تعلیمی پالیسی میں اصلاحات کی تشکیل کے لیئے استحکام، ادارہ جاتی صلاحیت کو مضبوط بنانے، موثر کوآرڈینیشن، گڈ گورننس اور سمارٹ نفاذ اور موثر نگرانی کا فریم ورک اپنایا گیا۔ یہ پالیسی رپورٹ گیارہ (11) تعلیمی ذیلی شعبوں اور بلوم کے تعلیمی مقاصد کی درجہ بندی اور سندھ میں تعلیمی نظام کے معیاری اور قانونی فریم ورک کے وسیع فریم ورک کے اندر مختلف کراس کٹنگ تھیمز کا احاطہ کرتی ہے (ضمیمہ-1)۔

گیارہ (11) ذیلی شعبوں اور تعلیم کے شعبے کے موضوعات کی کلیدی پالیسی سفارشات پر مشتمل حتمی رپورٹ مناسب احکامات کے لیئے معزز عدالت میں پیش کی جاتی ہے۔ پالیسی کی سفارشات کو سندھ ایجوکیشن پالیسی اوور سائیٹ کونسل کے مجوزہ ڈھانچے کے ذریعے ایک اعلیٰ اختیاراتی نگران ادارے کے طور پر بڑھایا گیا ہے جو کہ تعلیمی پالیسی میں اصلاحات کے کلیدی اقدامات کے نفاذ کی نگرانی کرے گا جس کی تعلیمی کمیٹی نے توثیق کی ہے۔ یہ فریم ورک ذیلی شعبے کے اہداف میں ہم آہنگی کو یقینی بنائے گا اور تعلیمی اصلاحات کے اقدامات کے موثر نفاذ کے لیئے ایک واضح راستہ بنائے گا۔

اس رپورٹ میں تجویز کردہ پالیسی سفارشات کو موجودہ تعلیمی پالیسیوں اور منصوبوں کے متبادل کے طور پر نہیں سمجھا جا سکتا ہے بلکہ تعلیمی نظام میں بہتری لانے کے لیئے ایک ضمنی ذریعہ اور وسیلہ سمجھا جا سکتا ہے۔ ہمیں امید ہے کہ یہ رپورٹ منصوبہ سازوں، پالیسی سازوں کے لیئے مددگار ثابت ہوگی اور سب کے لیئے جامع اور مساوی معیاری تعلیم کو یقینی بنانے اور تعلیمی اداروں میں تنقیدی سوچ، تخلیقی صلاحیتوں اور تاحیات سیکھنے کے کلچر کو فروغ دینے کے لیئے مطلوبہ نتائج برآمد کرے گی۔ تعلیمی پالیسی میں اصلاحات کی تشکیل کے لیئے تنقیدی بحث اور کارروائی کے دوران فراہم کردہ رہنمائی اور تعاون کے لیئے ہم معزز عدالت کے بے حد مشکور ہیں۔

بتاریخ 2021-03-15

ڈاکٹر۔ اقبال حسین درانی
چیئرمین ایجوکیشن کمیٹی کراچی۔

82. اس میں شامل معاملہ اس قدر اہمیت کا حامل ہے کہ اسے یقینی طور پر ہمارے "مستقبل" سے کم قرار نہیں دیا جا سکتا جو کہ بلاشبہ نسلوں کے "علم اور ہنر" پر منحصر ہے اور صرف اس ایک وجہ سے ہر ایک، اسلام سمیت، سب کے لیئے تعلیم پر اصرار کرتا ہے۔ اس سلسلے میں ہر ایک کوشش ہمیشہ لائق تحسین ہے اور ایک مثبت قدم کو محض مالیاتی سوال کے لیئے بھی موخر نہیں کیا جانا چاہیئے۔ کونسل کی زیادہ تر ساخت حکومتی عہدیداروں پر مبنی ہے جن کے بارے میں یہ خیال کیا جاتا ہے کہ وہ ہمیشہ اپنی اگلی نسل کی بہتری کے لیئے اپنی بہترین خدمات فراہم کرتے ہیں اس لیئے یہ خیال کیا جاتا ہے کہ اگر انہیں اس طرح کی اہم ذمہ داری سونپی گئی تو وہ یقیناً اپنی بہترین مہارت پر مبنی بہترین

خدمات فراہم کریں گے۔

83. اس کے مطابق چیف سیکرٹری اس بات کو یقینی بنائے گا کہ درانی کمیٹی کی رپورٹ کو ایک سال کے اندر اندر اس کی روح کے مطابق پرائمری سے یونیورسٹی تک اور ٹیکنیکل ایجوکیشن سے لے کر لائبریریوں تک مثبت انداز میں لاگو کیا جائے۔ چیف سیکریٹری سندھ اس بات کو بھی یقینی بنائیں گے کہ سندھ ایجوکیشن پالیسی اوور سائیٹ کونسل کو تمام ضروری فارمیلٹیز مکمل کرنے کے بعد پندرہ دن کے اندر حکومت سندھ کی جانب سے مطلع کیا جائے۔ آخر میں، میں اس قابل تعریف رہنما خطوط (سفارشات) کا اضافہ کروں گا جو حتمی رپورٹ کے ذریعے منظر عام پر آئے ہیں، جس میں ہمارے تعلیمی نظام کے تمام مراحل کا احاطہ کیا گیا ہے، اور ساتھ ہی ساتھ جناب احمد بخش ناریجو، سکریٹری اسکول ایجوکیشن کی طرف سے فراہم کردہ سماعت کے دوران معاونت، لیکن چونکہ میں اس بات سے بخوبی واقف ہوں کہ اس طرح کی محنت کو اس کا حق ملنا چاہیئے، لہٰذا حکومت سندھ کا حتمی رپورٹ پر تمام کلیدی سیکریٹریوں یعنی فائنانس، یونیورسٹیز اور بورڈز؛ کالج اور اسکول؛ M.D., STEVTA کا خیال رکھنا بالکل منصفانہ ہوگا تا کہ مقاصد کے حصول میں مزید آسانی فراہم کی جا سکے۔ حتمی رپورٹ کی کاپیاں تمام مذکورہ سیکرٹریوں کو فراہم کی جائیں جو اگلی تاریخ پر اپنی پیشی کو اپنے خیالات کے ساتھ یقینی بنائیں گے تاکہ راہ کو تھوڑا آسان بنایا جا سکے۔ چونکہ یہ کام پبلک سیکٹر ایجوکیشن سسٹم کے لیئے تھا / ہے اس لیئے اس کی کاپیاں پرائمری کے ڈائریکٹوریٹ، تمام ڈویژنوں کے ثانوی تعلیم، ہائر سیکنڈری اسکولوں، تمام کالجوں کے ڈائریکٹوریٹ، تمام سرکاری یونیورسٹیوں کے وائس چانسلرز کو بھی ان کی معلومات کے لیئے اس وقت تک بھیجی جائیں گی جب تک کونسل کو نوٹیفائی نہیں کیا جاتا اور کام شروع نہیں ہوتا۔

84. مذکورہ بالا بحث کے جائزے اور اختتام سے پہلے، ڈاکٹر اقبال حسین درانی کی سربراہی میں ایجوکیشن کمیٹی کی طرف سے پیش کی گئی قابل تعریف رپورٹ کا اعادہ کرنا سازگار ہوگا۔ "مجموعی نفاذ کی حکمت عملی"، جو کہ مورخہ 06.05.2021 کو پاس کیئے گئے مشال کیس کے حکم کا حصہ ہے، کو مندرجہ ذیل تعمیل کے لیئے اس حکم کا حصہ بنایا جاتا ہے:-

**<u>عدالتی ہدایات کی تعمیل</u>**

85. یہاں یہ بتانے کی ضرورت نہیں، کہ فیصلے ہمیشہ قانون کی حکمرانی کے اصول کو برقرار رکھتے ہیں، جس کا مطلب ہے کہ تمام افراد، ان کی سماجی حیثیت یا اثر و رسوخ سے قطع نظر، ایک ہی قوانین کے تابع ہیں اور ان کے ساتھ منصفانہ اور غیر جانبدارانہ سلوک کیا جائے گا۔ اس کے علاوہ فیصلے انفرادی حقوق اور آزادیوں کے تحفظ میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ عدالتوں کے پاس آئینی حقوق، شہری حقوق اور انسانی حقوق کی تشریح اور نفاذ کا

اختیار ہے۔ تاہم، جب فیصلوں کی تعمیل نہیں کی جاتی ہے، تو اس سے قانونی نظام پر عوام کا اعتماد کمزور ہوتا ہے اور عدالتوں کے اختیارات کو نقصان پہنچتا ہے۔ عدم تعمیل ناانصافی کو برقرار رکھتی ہے، ظالموں کو جوابدہی سے بچنے کی اجازت دیتی ہے اور متاثرین کے مصائب کو طول دیتی ہے۔ مزید برآں، یہ قانونی نظیر کی ترقی میں رکاوٹ ہے، قانون میں غیر یقینی صورتحال پیدا کرتا ہے، اور ملوث افراد کی ساکھ اور تعلقات کو نقصان پہنچا سکتا ہے۔ لہٰذا، فیصلوں پر بغیر کسی ناکامی کے اس کے حقیقی حرف اور روح کے مطابق عمل کیا جانا چاہیئے۔ ناکامی کی صورت میں، افراد کو اپنی غلطیوں کے لیئے جوابدہ ہونا چاہیئے کیونکہ عوامی اعتماد اور ایک مثبت ساکھ کی تعمیر اور اسے برقرار رکھنے کے لیئے احتساب بہت ضروری ہے۔ وہ تنظیمیں اور ادارے جو اپنے اعمال اور فیصلوں میں جوابدہی کا مظاہرہ کرتے ہیں ان پر عوام، اسٹیک ہولڈرز اور کمیونٹی کے اعتبار سے زیادہ اعتماد کیا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ، یہ ساکھ کو بڑھاتا ہے اور طویل مدتی کامیابی میں حصہ ڈالتا ہے۔ جب افراد اپنے کردار اور ذمہ داریوں کے لیئے جوابدہ ہوتے ہیں، تو یہ وسائل کی ضروریات کی نشاندہی کرنے، ترجیحات کا تعین کرنے اور وسائل کی تقسیم سے متعلق باخبر فیصلے کرنے میں مدد کرتا ہے۔ اس سے وقت، مالیات، افرادی قوت اور دیگر وسائل کا بہترین طریقے سے استعمال ہوتا ہے۔ ایسے حالات میں سیکرٹری تعلیم کو ہدایت کی جاتی ہے کہ وہ عدالتوں کی طرف سے مسلسل جاری ہونے والے فیصلوں کی تعمیل کو یقینی بنائیں۔ ان افراد کے جوابدہی کے علاوہ، جو بغیر کسی ناکامی کے بہتر اور مناسب تعلیم فراہم کرنے میں اپنا کردار اور ذمہ داریاں نبھاتے ہیں اور اس سلسلے میں تعمیل رپورٹ کو چیمبر میں مشاہدہ کے لیئے بینچ کے سامنے رکھا جائے گا اور لاپرواہی کسی صورت برداشت نہیں کی جائے گی۔

86. مندرجہ بالا حالات کے پیش نظر، فوری درخواست کو نمٹا دیا جاتا ہے۔ تفہیم اور واقف تعمیل کے لیئے، مندرجہ بالا جاری کردہ ہدایات تعمیل کے لیئے یہاں دوبارہ پیش کی جاتی ہیں:۔

❖ حکومت خواندگی سے متعلق آگاہی شروع کرنے اور والدین کو قائل کرنے کے لیئے فوری طور پر جدید ٹیکنالوجیز بشمول سیمینار وغیرہ کے ذریعے موثر اقدامات کرے گی۔

❖ سیکرٹری تعلیم کو سختی سے ہدایت کی جاتی ہے کہ ان تمام اسکولوں کے SNEs کی منظوری دیں جو معیاد کے ختم ہونے، اساتذہ کی ریٹائرمنٹ یا کسی اور وجہ سے بند ہو گئے ہیں، ان اسکولوں کو ان کا SEMIS کوڈ اور اساتذہ کی پوسٹنگ الاٹ کر کے فعال بنائیں اور اس کے مطابق رپورٹ پیش کریں۔ اس کے مطابق، محکمہ خزانہ محکمہ تعلیم کے SNEs

سے متعلق تمام سمریوں کی منظوری دے گا۔ سیکرٹری خزانہ اسکولوں اور کالجوں میں تمام حذف شدہ SNEs کو بھی بحال کریں گے اور انہیں متعلقہ ڈویژنوں میں منتقل کر دیا جائے گا۔

- سیکرٹری تعلیم کو سختی سے ہدایت کی جاتی ہے کہ وہ اساتذہ کی بھرتی/تعینات شفاف اور میرٹ کی بنیاد پر کریں تاکہ بند اسکولوں کو فعال بنایا جا سکے خاص طور پر ان اسکولوں کو جو اساتذہ کی عدم دستیابی کی وجہ سے بند ہو چکے ہیں۔ اساتذہ کی تمام خالی نشستیں ترجیحی طور پر دو ماہ کی مدت کے اندر پُر کی جائیں گی اور رپورٹ پیش کی جائے گی کہ اساتذہ کی عدم تعیناتی (کسی بھی وجہ سے) کی وجہ سے بند اسکولوں کو فعال بنا دیا گیا ہے۔

- چیف سیکرٹری ایک کمیٹی تشکیل دیں گے جن میں سیکرٹریز اسکول، کالجز اور دیگر تمام اسٹیک ہولڈرز شامل ہوں گے، جو 2023 کی ڈیجیٹل / کمپیوٹرائزڈ مردم شماری کے مطابق اسکولوں کی ضروریات پر کام کریں گے اور SNEs کی منظوری کے ساتھ اساتذ، مضمون کے ماہر / لیکچرار، کی تعداد میں بغیر کسی ناکامی کے، چھ ماہ کے اندر بیانات کے تناسب کو مدنظر رکھتے ہوئے، اضافہ کریں گے۔

- سیکرٹری تعلیم کو ہدایت کی گئی ہے کہ وہ ہنگامی بنیادوں پر ضرورت کے مطابق نان ٹیچنگ اسٹاف کی بھرتی کے ساتھ ساتھ ٹیچنگ اسٹاف کی بھرتی کا عمل شروع کرنے کے لیئے تیز رفتاری سے اقدامات کریں۔

- سیکریٹری اسکول اس بات کو یقینی بنائیں گے کہ اپ گریڈ کیئے گئے تمام اسکول (اسکولوں) میں SNEs موجود ہوں، وہ بغیر کسی ناکامی کے ایک ماہ کے اندر فنانس ڈیپارٹمنٹ کے پاس جمع کرائیں، اس کے بعد محکمہ خزانہ تجویز موصول ہونے کے بعد ایک ماہ کے اندر SNEs کی منظوری کو یقینی بنائے گا۔

- سیکرٹری تعلیم کو ہدایت کی جاتی ہے کہ وہ تمام اسکولوں کے سربراہوں کو جسمانی سرگرمیوں کو یقینی بنانے کی ہدایت کرتے ہوئے، جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ہے، کھیلوں کے ٹیلنٹ ہنٹ ایونٹ وغیرہ کے انعقاد کے لیئے وزارت کھیل اور نوجوانوں کے امور کے تعاون سے تمام ہائی اور ہائیر سیکنڈری اسکولوں

میں اسکاؤٹس کو بحال کریں۔

- ❖ سیکرٹری کالج ایجوکیشن اور سیکرٹری فائنانس اس بات کو یقینی بنائیں گے کہ بجٹ مختص اور ریلیز کا ہدف اگلے منصوبے پر جانے سے پہلے کسی منصوبے کی تکمیل پر ہو۔

- ❖ سیکرٹری خزانہ، چیف انجینئرز اور محکمہ خزانہ اس بات کو یقینی بنائیں گے کہ ہیڈز میں دستیاب فنڈز، جو فوری استعمال کے لیئے درکار نہیں ہیں اور جو ہر سال معمول کے مطابق ہوتے ہیں، M&R میں منتقل کیئے جائیں گے۔ یہ کہنے کی ضرورت نہیں کہ اس طرح کے کام (M&R) میں تاخیر نہ کی جائے بلکہ اس کی شرائط کو مدنظر رکھتے ہوئے شروع کیا جائے تاکہ کسی پوشیدہ ہاتھ کے داخلے / تعارف کی وجہ سے اس طرح کے فنڈ کے غلط استعمال سے بچا جا سکے۔

- ❖ سیکرٹری تعلیم کو ہدایت کی گئی ہے کہ وہ تباہ شدہ اسکولوں کی دیکھ بھال اور مرمت، فرنیچر کی دستیابی کا فوری کام شروع کریں؛ اس سلسلے میں مختص فنڈز کی تقسیم کے حوالے سے آڈٹ کروائیں؛ اس کے علاوہ اسکولوں کی طرف جانے والے قریبی راستوں کے علاوہ اور بغیر کسی ناکامی کے مقررہ مدت کے اندر اس حوالے سے رپورٹ پیش کریں۔

- ❖ سیکرٹری کالجز اور سیکرٹری یونیورسٹیز اس بات کو یقینی بنائیں گے کہ سندھ کا تعلیمی نظام مطلوبہ عالمی معیار کے مطابق ہو اور مذکورہ بالا فیصلے اور ہدایات پر اس کی روح کے مطابق عمل کیا جائے اور اس سلسلے میں کوئی کوتاہی برداشت نہیں کی جائے گی۔ ہمیں، یہ بات کہنے کی ضرورت نہیں، لوگوں کو ایک محدود علاقے کے لیئے نہیں بلکہ پوری دنیا کے لیئے تعلیم دینا ہے۔ تمام ڈگریوں کے کورسز جیسا کہ اوپر بتایا گیا ہے اور اس سلسلے میں طریقہ کار کو تمام متعلقہ مضامین کو شامل کر کے دو سال سے چار سال میں تبدیل کیا جائے گا۔ سیکرٹری کالجز اور یونیورسٹیز اس بات کو یقینی بنائیں گے کہ اس پر اس کی مکمل روح کے مطابق عمل ہو۔

- ❖ سیکریٹری، اسکول ٹیکنیکل بورڈ کے ساتھ مشاورت کے ساتھ نصاب کے ساتھ میٹرک کی سطح تک تکنیکی تعلیم کے تیسرے جزو کی بحالی کو بھی یقینی

بنائیں گے۔

- ❖ چیف سیکرٹری سندھ ایم آئی ٹی-II کے ذریعے سہ ماہی بنیادوں پر عملدرآمد کونسل کے مطابق درانی کمیٹی کے نفاذ کو یقینی بنائیں گے۔

- ❖ غیر تدریسی عملے کے ساتھ اساتذہ کی تقرری کے لیئے ہنگامی بنیادوں پر بھرتی کے عمل کو یقینی بنانے کے لیئے ضرورت کے مطابق بند اسکولوں کو فعال بنانے کے لیئے خاص طور پر ان اسکولوں کو فعال بنایا جائے جو اساتذہ کی عدم دستیابی کی وجہ سے بند کیئے گئے ہیں اور اس عمل کو ترجیحی طور پر بغیر کسی تاخیر کے دو ماہ کی مدت کے اندر مکمل کیا جائے؛

- ❖ اس بات کو یقینی بنایا جائے کہ تمام بند اسکول حذف شدہ/گمشدہ کی تعریف کے اندر آتے ہیں یا بصورت دیگر فوری طور پر تدریسی اور غیر تدریسی عملے کی تعیناتی کے ذریعے فعال کیا جائے؛

- ❖ ان تمام اسکولوں کے SNEs کی منظوری کو یقینی بنانے کے لیئے جو اساتذہ کی ریٹائرمنٹ یا کسی اور وجہ سے بند ہو گئے ہیں، ان اسکولوں کو ان کا SEMIS کوڈ مختص کر کے فعال بنائیں اور قلیل مدت میں اساتذہ کی فوری پوسٹنگ کریں اور اس کے مطابق رپورٹ پیش کی جائے۔

- ❖ تباہ شدہ اسکولوں کی تزئین و آرائش/مرمت کے کام کو یقینی بنا کر اسکولوں کی طرف جانے والے قریبی راستوں کے علاوہ اور اس سلسلے میں بغیر کسی ناکامی کے ایسی رپورٹ پیش کریں۔

- ❖ اس بات کو یقینی بنائیں کہ یہاں اور اس سے پہلے دی گئی ہدایات کی بغیر کسی ناکامی کے اس کے حقیقی خط اور روح کے ساتھ تعمیل کی گئی ہے۔ اس کے علاوہ ان افراد، جو بہتر اور مناسب تعلیم فراہم کرنے میں اپنا کردار اور ذمہ داریاں نبھاتے ہیں، کا احتساب کیا جائے؛ اس کے علاوہ ڈویژنوں، اضلاع اور تعلقوں کی سطح پر تقسیم کیئے گئے فنڈز کا آڈٹ کیا جائے اور اس سلسلے میں تعمیل کی رپورٹ چیمبرز میں مطالعے کے لیئے بنچ کے سامنے پیش کی جائے گی اور اگر مناسب لگے تو سخت تعمیل کے لیئے معاون ہدایات جاری کی جائیں گی۔

- اسکولوں کو اپ گریڈ کرنے کے عمل کو یقینی بنائیں۔ اس کے علاوہ، ضرورت کے مطابق ڈیجیٹل تعلیم کی فراہمی؛

- انفارمیشن ٹیکنالوجی کے استعمال کو یقینی بنانے کے لیئے اساتذہ کو انفارمیشن ٹیکنالوجی کی تربیت کے ساتھ ساتھ اس کو طلبہ کے نصاب میں شامل کیا جانا چاہیے۔

- اس بات کو یقینی بنایا جائے کہ تمام لائبریریوں کو تمام قارئین، محققین اور انٹرنیٹ کی سہولت کے ساتھ کمپیوٹر رکھنے والے طلباء کے لیئے اپ ڈیٹ اور باقاعدگی سے کھولا جائے اور معروف ڈیجیٹل لائبریریوں تک بغیر کسی ناکامی کے رسائی حاصل کی جائے اور اس کے مطالعے کے لیئے رپورٹ بھی پیش کی جائے؛

- اس بات کو یقینی بنایا جائے کہ تمام افراد کو بلا تفریق، نسل، جنس، معذوری، سماجی و اقتصادی پس منظر، یا کسی اور خصوصیت سے قطع نظر تعلیم تک رسائی ہو؛

- اسکالرشپ کی سہولت میں اضافے کو یقینی بنایا جائے اور لازمی آڈٹ کے تابع شفاف طریقے سے اس کی تقسیم پر عقاب نظر رکھی جائے اور یہ بھی یقینی بنایا جائے کہ ہر ایک طالب علم کا داخلہ ہونا ضروری ہے؛ اس کے علاوہ ہیڈ ماسٹرز کو طلباء کی حاضری کو یقینی بنانا ہوگا اور حاضری شیٹ کے حوالے سے متعلقہ ڈی ای او کو ماہانہ رپورٹ پیش کرنی ہوگی۔

- بنیادی سہولیات جیسے فرنیچر، پینے کے پانی کے کولر اور بیت الخلا وغیرہ کے ساتھ بلاتعطل بجلی کی فراہمی کے لیئے اسکولوں میں سولر پینلز کی تنصیب کے لیئے ضروری اقدامات کیئے جائیں اور اس بات کو یقینی بنایا جائے کہ اس سلسلے میں جاری کیئے گئے فنڈز کا آڈٹ کیا جا سکتا ہے۔

- صوبے کے طلباء کے لیئے اعلیٰ معیار کی تعلیم حاصل کرنا ضروری ہے کیونکہ یہ اس بات کو یقینی بناتا ہے کہ طلباء نہ صرف امتحانات کے لئے تیار ہیں بلکہ یہ اس بات کو بھی یقینی بناتا ہے کہ طلباء فکری، سماجی، جذباتی اور جسمانی طور پر ان طریقوں سے ترقی کرتے ہیں جو ان کے اس دنیا میں

جس میں وہ رہتے ہیں فعال رکن بننے کو ممکن بناتے ہیں؛

87. مندرجہ بالا شرائط کی رو سے یہ درخواست نمٹائی جاتی ہے۔ اس فیصلے کی کاپی تمام متعلقہ محکموں کو بھیجی جائے۔ چیف سیکرٹری سندھ بلاامتیاز تعمیل کو یقینی بنائیں۔ کاپی ضلعی عدلیہ کے تمام ججوں کو سختی سے تعمیل کے لیئے بھیجی جائے گی۔

88. دفتر۔ فاضل رجسٹرار اس بات کو یقینی بنائے گا کہ اس سلسلے میں تعمیل اور رپورٹ اس پٹیشن کو مقررہ وقت کے اندر یہاں جاری کردہ ہدایات کے مطابق نمٹانے کے لیئے بغیر کسی کوتاہی کے پیش کی جائے جیسا کہ چیمبر میں مطالعہ کرنے کے لیئے کہا گیا ہے۔ اس کے علاوہ فیصلے کا سندھی میں اردو میں ترجمہ کیا جائے۔

دستخط/۔ صلاح الدین پنہور
19.01.2024
جج
دستخط/۔ عبدل مبین لاکھو
19.01.2024
ہماری جانب سے اعلان کردہ

دستخط/۔ محمد اقبال کلہوڑو
25.01.2024
جج

دستخط/۔ ارباب علی ہاکرو
25.01.2024
جج